اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان اور کسی جن اور فرشتے کو پیدا نہ فرماتا "حدیث قدسی"

(جواہر البحار ۲/۳۷ از علامہ نبھانی)

تخلیق کائنات

صدقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

تحقیق و ترتیب

محمد فاروق جمال

چشتی نظامی فخری توگیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اس کا عدم محال ہے۔ اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور تمام مخلوقات سے پہلے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا۔ آپ ہی تجلی اول ہیں، آپ ہی مقصود کائنات ہیں۔ اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو رب کریم کسی شے کو پیدا نہ فرماتا۔ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے سامنے سر نگوں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور اسی کے لیے گردن جھکائی ہے اُن سب نے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی اور ناخوشی سے (آل عمران ۳، ۸۳) ماننا پڑے گا کہ زمین اور آسمان، چاند اور سورج، لوح و قلم سب مسلم ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمایا: میں سب سے پہلا مسلمان ہوں (الانعام ۶، ۱۶۳) تو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ تمام مخلوق سے پہلے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کو پیدا نہ فرماتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان اور کسی جن اور فرشتے کو پیدا نہ فرماتا۔ (جواہر البحار ۲/ ۳۷ از علامہ نبہانی)

حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا: اگر محمد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں آپ کو پیدا نہ کرتا۔ (مستدرک للحاکم ۲: ۶۱۵) مزید روایات کے لئے دیکھئے "مقام رسول" از علامہ منظور احمد فیضی۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عرض کرتے

Marfat.com
Marfat.com

حدیث لولاک ص ۲۵ و ۲۷ و ۳۴ و ۴۳ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و
۶۱ و ۷۸ و ۹۵ و ۹۶ و ۱۱۴ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۷ و

حدیث نور ص ۱۴ ص ۶۰ ص ۶۸ ص ۶۷ و ص ۷۷ ص ۲۳ ص ۹۳ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۴ و ۱۰۵
۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۴ و ۱۲۹ و ۱۳۲ و ۱۴۶ و ۱۵۸ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۸ و ۱۸۹
۱۹۰ تا ۱۹۴ و ۲۰۲ و

Marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ

تخلیق کائنات

صدقہ حضور ﷺ کا

تحقیق و ترتیب

محمد فاروق جمال

چشتی نظامی فخری تونگیروی

ناشر

مکتبہ صابریہ چشتیہ

۴۰-ا، اردو بازار۔ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو کچھ بھی ہے، جہاں بھی ہے، سب اُنکے دم سے ہے
تخلیقِ کائنات ہے! صدقہ حضور کا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ...... تخلیقِ کائنات صدقہ حضور کا

تحقیق و ترتیب ... محمد فاروق جمالی چشتی نظامی فخری تونگیروی

ناشر .... محمدی حیدری لائبریری ڈیفنس لاہور

صفحات ۲۲۴

تعداد ۱۱۰۰

پرنٹرز ...... پیر بھائی پرنٹرز۔ لاہور

تاریخ اشاعت ---- ۱۶ محرم الحرام سنہ ۱۴۲۵ھ بمطابق ۸ مارچ سنہ ۲۰۰۴ء

ہدیہ ---- 160/-

اسٹاکسٹ: احمد بک کارپوریشن۔ اقبال روڈ۔ راولپنڈی (نزد کمیٹی چوک)

Marfat.com
Marfat.com

انتساب

والدہ ماجدہ اور والد محترم جناب حافظ غلام محمد

کے نام

جنکی محبتوں ..... شفقتوں ..... تربیت

اور دعاؤں نے مجھے آدابِ زندگی سکھائے

جن کا سایہ رحمت میرے لئے نعمت ہے

Marfat.com

Marfat.com

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

بحضور پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، فخرِ اولیاء، مخزنِ اسرارِ یزدانی، منبعِ فیوضِ ربانی، عارفِ حقانی، طبیبِ روحانی، سیدی و مرشدی، الحاج حضرت صاحبزادہ خواجہ غلام رسول ثانی تونگیروی مدظلہ العالی جن کی نگاہِ فیض نے مجھ ناچیز کو اس کتاب کے مرتب کرنے کی سعادت بخشی۔ جن کی غلامی پر مجھے ناز ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

فہرست مؤلفین

نمبر شمار	مصنفین	صفحہ نمبر
1	علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	۱۹
2	علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ	۳۱
3	علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۴۱
4	---(قصص الانبیاء)---	۴۳
5	حضرت خواجہ عثمان ہارونی رمرتبہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ	۵۳
6	حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رمرتبہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ	۵۴
7	فضیلۃ الشیخ علامہ سید یوسف سید ہاشم رفاعی (ترجمہ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری)	۵۵
8	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ	۶۴
9	سید محمد ذوقی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۶۸
10	علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ	۷۵
11	ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی رترجمہ:۔ڈاکٹر مبارز ملک	۹۰
12	علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ	۹۳
13	علامہ محمد نعیم احمد برکاتی	۹۹
14	علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۶
15	کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری	۱۱۹
16	پیر عبداللطیف خان نقشبندی	۱۲۲
17	علامہ شمس الزمان قادری	۱۲۷
18	کرنل (ر) محمد انور مدنی	۱۳۶
19	بابا قادر اولیاء رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۸
20	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری	۱۵۳
21	علامہ حبیب البشر خیری (رنگون۔برما)	۱۷۹
22	مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی	۱۸۶
23	علامہ عرفان رضوی	۱۹۰
24	علامہ عبدالرزاق چشتی بھترالوی	۲۰۲
25	میاں عبدالرشید	۲۰۷
26	محترمہ سعیدہ خاتون	۲۱۲
27	محترمہ رخسانہ کوثر	۲۱۹

Marfat.com

Marfat.com

بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَّطُ عَيْنِي
اے اللہ کے محبوب! میری آنکھ نے آج تک تجھ سے زیادہ حسین نہ دیکھا ہے نہ دیکھی گی

وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
اور کسی عورت نے تجھ سے زیادہ جمیل بچہ پیدا نہیں کیا

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
تجھے ہر عیب سے پاک اور مبرا پیدا کیا گیا ہے

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ
گویا آپ کو خود آپ کی منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا رَءُوْفًا
اے رسولِ خدا کے دشمن تو نے برائی کی ہے، کس کی؟ محمد کی، جو سرتاپا کرم اور نوازش ہیں

رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ
جس نے ہر ایک پر مہربانی کی ہے، جو اللہ کا رسول ہے اور جس کی عادت پاک ہی وفا کرنی ہے

رَجَوْتُكَ يَابْنَ اٰمِنَةَ لِاَنِّيْ
اے آمنہ کے لال، میں نے تیری تمنا کی ہے،

مُحِبٌّ وَالْمُحِبُّ لَهُ الرَّجَاءُ
میں محبت کرنے والا ہوں اور ہر محبت کرنے والے کی ایک تمنا ہوتی ہے

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

الحمد للہ منشی الخلق من عدم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٖ

ثم الصلوٰۃ علی المختار فی القدم

ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمٖ

مولای صلّ وسلّم دائماً ابدًا

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

علی حبیبک خیر الخلق کلّھم

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے عدم سے مخلوق کو پیدا فرمایا
پھر درود اس ذاتِ عالی پر جسے سب سے پہلے اللہ نے پسندیدہ بنایا
وہ میرے آقا ہیں اے اللہ اُن پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام ہو،
جو تیری ساری مخلوق میں سب سے بہتر ہیں اور تیرے چہیتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

بحضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

اے ظہورِ تو شبابِ زندگی
جلوہ اَت تعبیرِ خوابِ زندگی

آپ کا ظہور ہی زندگی یعنی کائنات کا عروج ہے اور آپ کا جلوہ ہی زندگی کے خواب کی تعبیر ہے

اے زمین از بارگاہت ارجمند
آسماں از بوسہ بامت بلند

زمین کا مقام آپکی بارگاہ ہونے کی نسبت سے بلند ہے اور آسمان آپکی آرام گاہ کو بوسہ دینے سے سرفراز ہے

شش جہت روشن ز تابِ روئے تو
ترک و تاجیک و عرب ہندوئے تو

آپکے چہرۂ انور کی نورانیت سے شش جہات روشن ہیں، عرب ترکی اور ہندی آپکے غلام ہیں۔

از تو بالا پایۂ ایں کائنات
فقرِ تو سرمایۂ ایں کائنات

آپ کی وجہ سے اس کائنات کا مقام بلند ہے۔ اور آپ کا فقر ہی اس کائنات کا ساز و سامان ہے

تا دمِ تو آتشے از گل کشود
تودہ ہائے خاک را آدم نمود

جب آپکے دم سے مٹی میں زندگی کی حرارت شعلہ زن ہوئی۔ تو مٹی کے تودے انسان بن گئے

در جہاں شمعِ حیات افروختی
بندگاں را خواجگی آموختی

آپ نے دنیا میں زندگی کی شمع روشن فرمائی اور غلاموں کو آقا ہونے کا راز بتلایا

بے تو از نابودمندیہا خجل
پیکراں ایں سرائے آب و گل

آپ کے بغیر اس دنیا آب و گل کے پیکر بے بود ہونے سے شرمندہ ہیں

ذرہ دامن گیرِ مہر و ماہ شُد
یعنی از نیروئے خویش آگاہ شُد

معمولی سا ذرہ آپ کی وجہ سے سورج چاند تک جا پہنچا۔ یعنی وہ اپنے آپ سے آگاہ ہو گیا

تا مرا افتاد بر رویت نظر
از اب و اُم گشتۂ محبوب تر

جب سے میری نظر آپکے چہرہ انور پر پڑی تو مجھے آپ ماں باپ سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے

عشق در من آتشے افروخت است
فرصتش بادا کہ جانم سوخت است

عشق نے میرے اندر آگ بھڑکا دی۔ زہے یہ عشق جس نے میری جان کو پھونک ڈالا۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

آن ختمِ رُسل امیرِ ایوانِ وجود
دارائے سریرِ حُسن و سُلطانِ وجود

از باب کتابِ آفرینش پرسی
آن نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم است عنوانِ وجود

وہ جو تمام انبیا پر آخری مُہر ہیں وہی وجود کے محل (کائنات) کے دولہا ہیں وہی اس کائنات کے مرکز اور خوبصورتی کے تخت پر جلوہ فرما ہیں۔ دُنیا کی ابتدار کی کتاب سے اگر تو پوچھے تو (جواب ملیگا کہ) وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ہے جو عنوانِ ہستی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بحضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اُمّی لقبی کہ عرش یکپایہ اوست
احمد ﷺ نامی کہ نقد جاں مایۂ اوست

گویند کہ آں مظہر جاں سایہ نداشت
ویں طرفہ کہ عالم ہمہ در سایۂ اوست

وہ اُمّی لقب کہ تخت الٰہی ان کا مقام ہے۔
وہ احمد نام والے کہ ہماری جان کی قیمت ان ہی کے ہلک ہے،
کہا جاتا ہے کہ نورِ الٰہی کے پرتو (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کا سایہ نہ تھا
یہ عجوبہ اس لیے کہ کل عالم ہی اُن کے سایۂ عاطفت میں ہے

Marfat.com
Marfat.com

حمد کے لائق ہے وہ ذاتِ نہاں
خالق و مالک ہے جو ہر دو جہاں
تھا وہ اک مخفی خزانہ نور کا
چاہا جب کرنا ظہور اس نور کا
کردیا پیدا حبیبِ پاک کو ﷺ
نور سے اپنے شہِ لولاک کو ﷺ

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

حرفِ اوّل

بے شمار حمد و ثناء اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے اور لاکھوں کروڑوں درود و سلام نبی دو جہاں ﷺ پر ۔۔۔ یہ کائنات اللہ جل مجدہ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کی خاطر تخلیق کی۔ حدیثِ قدسی ہے "کہ اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں یہ دنیا ہی نہ بناتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ہی ظاہر نہ کرتا۔" اللہ اللہ کیا نرالی شان ہے میرے کریم آقا ﷺ کی کہ آپ ہیں تو سب کچھ ہے ....

"وہ جو نہ تھے' تو کچھ نہ تھا' وہ جو نہ ہوں' تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے"

(اعلیٰ حضرت)

سرورِ کائنات ..... مقصدِ حیات ..... مقصودِ کائنات ...... وجہِ تخلیقِ کائنات ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے .... "انا سید العٰلمین" ..... "میں ساری کائنات کا سردار ہوں" عالمِ نور ..... جانِ قُدس کے سیّد و سردار ..... دانائے سُبُل ..... ختم الرُّسُل ..... مولائے کُل ﷺ کا ظہور ہی زندگی کی علامت ہے۔ محسنِ انسانیت ..... رحمتِ دو عالم ﷺ کے دم قدم سے ہی کائنات کی رونقیں قائم ہیں۔

"ہے انہیں کے دم قدم سے، باغِ عالَم کی بہار
وہ نہ تھے' عالَم نہ تھے' گر وہ نہیں عالَم نہیں"

(امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

..... میری دیرینہ تمنا تھی کہ اس موضوع پر اولیائے کرام اور علمائے حق کی تحریروں کو اکٹھا کیا جائے تاکہ عُشّاقِ رسول ﷺ ان کے مطالعہ سے ایمانی لذّت و حلاوت حاصل کر سکیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم ..... حضور نبی کریم ﷺ کی نظرِ

Marfat.com
Marfat.com

رحمت ...... میرے پیرومرشد حضرت خواجہ غلام رسول صاحب ثانی تونسوی مدظلہ العالی کی نظر کرم اور والدین کی دعاؤں کی بدولت یہ کام تقریباً" ایک سال کے عرصہ میں مکمل ہوا۔ سیّدِ ابرار ...... احمدِ مختار ...... مدنی تاجدار ﷺ کے حوالے سے تخلیقِ کائنات کے موضوع پر جذبہ و عشق میں ڈوبی ...... وجد آفریں ...... دل میں محبّتوں کے اُجالے بکھیرنے والی ایمان افروز تحریروں کا یہ مجموعہ خصائص رسول اکرم ﷺ میں ایک اچھا اضافہ ثابت ہو گا یقیناً" عشاقِ مصطفےٰ ...... احمد مجتبیٰ ﷺ کے لئے یہ کتاب ایک بیش بہا تحفہ سے کم نہیں ہو گی۔ سیرتِ نبوی ﷺ ایسا موضوع ہے جس کی وسعت لامحدود ہے اور پیارے آقا ...... تاجدار کائنات ...... فخر موجودات ﷺ کُل عالم سے عظیم ہیں۔ امام القبلتین ...... سیّدِ الکونین ﷺ کی عظمتوں اور رفعتوں کا کما حقہ' ،اور اک ممکن ہی نہیں۔ امامُ المتقین ...... راحتِ العاشقین ...... مرادِ المشتاقین ...... شمسِ العارفین ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "کہ میری حقیقت کو سوائے اللہ جلّ شانہٗ کے کوئی نہیں جانتا"۔ دنیا کی کسی لُغت میں وہ معتبر الفاظ موجود نہیں جو رحمتِ دو عالم ﷺ کی عظمتوں اور رفعتوں کے بے شمار حجابات سے کسی ایک کو ادنیٰ سا بھی سرکا سکیں اور آپ ﷺ کی شان اَرفع کا کماحقہ' اِحاطہ کر سکیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ "وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ" حبیب ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کر دیا"۔

میرے کریم آقا ﷺ فقط آپ ﷺ کی نگاہِ رحمت کے سہارے آپ ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں - آپ ﷺ کا کرم لا محدود ہے یہ سفر انتہائی کٹھن تھا۔ منزلِ شوق بہت دور اور دامن تحقیق و جستجو سے بالکل خالی۔ یہ آپ ﷺ کی بے پایاں رحمت ہے جس نے مجھے آگے بڑھنے کا حوصلہ بخشا تو چند قدم چلا گیا رسول اللہ ﷺ مجھ حقیر گناہ گار کی بارگاہِ رسالت میں بس یہی التجاء ہے کہ

"نوازش دلِ ماکن کہ دل نواز توئی
بساز کارِ غریباں، کہ کارساز توئی"

Marfat.com
Marfat.com

یا رسول اللہ ﷺ ...... میرے دل پر بھی کرم ہو کہ دلوں کو نوازنا آپ ﷺ کی فطرت ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ ...... ہم غریبوں کا کام بھی بنا دیں کہ کارسازی آپ ﷺ ہی فرماتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ

"وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا"

یا رسول اللہ ﷺ ... اس بھکاری کی جھولی بھی بھر دیجئے اور اس معمولی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمالیجئے ...... قبول فرمالیجئے۔

آخر میں اپنے تمام دوست احباب کا مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے دوران نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ بالخصوص جناب جاوید احمد جمال' جناب حاجی محمد رفیق چشتی نظامی توگیروی صاحب' جناب حافظ محمد امین قادری صاحب اور جناب شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی قابل ذکر ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رَبّ العزّت اس کتاب کو فخر کون و مکاں ...... رہبرِ انس و جاں ﷺ کے صدقے قبولیت عامہ سے نوازے۔ (آمین)

بجاہ سید المرسلین ﷺ یا رَبّ العالمین
گدائے مصطفیٰ ﷺ
محمد فاروق جمال چشتی نظامی فخری توگیروی

27۔رجب المرجب 1424ھ

25۔ستمبر............2003ء

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ کَانَ نَبِیًا وَّ آدَمُ بَیۡنَ الۡمَاءِ وَالطِّیۡنِ وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیۡنِ وَاَصۡحَابِہِ الطَّاہِرِیۡنِ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ

وادیٔ ظُلمت میں چراغاں

بے شمار و بے حساب حمد و ثناء اللہ رَبُّ العِزّت کے لئے' تمام سجدے' تمام عبادتیں' تمام پاکیزگیاں اُسی مَعْبُودِ حقیقی کے لائق...... جو خلّاقِ کائنات ہے' .... جو مَسْجُود ہے سب کا' .... جو رَبّ ہے ہر ہر کا ....!

خالقِ کائنات اللہ جَلّ مَجْدُہٗ .... جس نے یہ کائنات تخلیق کی تو فقط اپنے محبوبِ دِلنشیں' رَحْمَۃً لّلعٰلمیں' فخر الاوّلیں والآخریں حضورِ پُرنور' شَافِعِ یَوْمُ النشُور ﷺ کی خاطر' جو .... یٰسٓ و طٰہٰ ہیں' مُزّمِّل و مُدّثِّر ہیں' جو .... کائناتِ حُسن میں حُسنِ کائنات ہیں۔

؎ اُنہی کا مشرق' اُنہی کا مغرب' جنوب اُن کا' شمال اُن کا ﷺ
تمام سمتوں کے ہیں وہ مالک' ہر اِک طرف ہے جمال اُن کا ﷺ

وہ رَبّ تعالٰی کے حَبِیْب' وہ بندوں کے محبوب ﷺ .... جن کے بیٹھنے کو فرشِ زمیں اور چلنے کو عرشِ بریں بنایا گیا' .... اور جن کو زمین کے سارے خزانوں کی کُنجیاں عطاء فرما دی گئیں۔

ہر نفس دُرُود و سَلام جنابِ سَیّدہ طاہرہ آمنہ رَضی اللہ عَنْہَا کے نَین تارے' .... جنابِ حلیمہ سَعْدِیہ رَضی اللہ عَنْہَا کے راج دُلارے' .... غمزدوں کے غم گُسار .... بے قراروں کے قرار .... محبُوبِ کردگار' .... یعنی اَحْمدِ مُختار پر ﷺ .... جو سَیّد و سَرْوَر ہیں' حَاکم بحر و بَر ہیں' .... جو غم و درد کی ظُلمتوں میں مہرِ تاباں ہیں' .... جو! مَصَائب کی تاریکیوں میں ماہِ

Marfat.com
Marfat.com

دَرَخشاں ہیں۔

یا حَبِیبَ اللہ ﷺ ....!

میرے آقا، میرے مولا ......!

صبحِ اَزَل سے تا بہ شامِ اَبَد آپ ہی کے نُور سے جگمگاتے رہیں گے .... اَز کَراں تا کَراں آپ ہی کے اُجالے مُسکراتے رہیں گے .... اور .... تمام جہانوں میں آپ کے چہرۂ "والضُّحیٰ" کے صدقے بٹتے رہیں گے۔

میرے آقا حضور ﷺ ....!

آپ کا نامِ نامی تو بہارِ دائمی ہے، .... آپ کے ذِکرِ خیر سے مَشارِق و مَغارِبِ اَرض میں، .... محافل و مجالسِ اِنس و قُدس میں دُھوم مچی ہے .... اَز سَمک تا فلک گُونج رہے ہیں اور .... اَبَد الآباد تک گُونجتے رہیں گے۔ (اِنشاءَ اللہ وَالحَمدُ لِلّٰہ)

بھٹکنے والو ....!

کہاں سَرابوں کے پیچھے بھاگ رہے ہو .... درِ مُصطفیٰ ﷺ پر آؤ .... گُنبدِ خضریٰ کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں رَاحتِ جسم و جاں ملے گی .... سُلگتی رُوح پر کرم کی برساتیں ہوں گی .... نخیِ لجپال، .... شہِ حُسن و جمال، .... حبیبِ رَبِّ ذُوالجلال، سیّدنا و سَندنا محمّد مُصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں اَمان ملے گی۔

؎ اگر خیریّتِ دُنیا و عُقبیٰ آرزُو داری !!!
بَدَرگاہش بیا، و ہرچہ می خواہی تمنّا کُن

.... اور .... دَریچۂ دل کو وا رکھو کہ شہرِ مُصطفیٰ ﷺ سے آنے والی مُعطّر، مُطہّر ہوائیں وجود کو مہکا دیں گی۔

یا شفیعَ المذنبین ....!

ہم گناہگاروں کو، .... ہم سیّہ کاروں کو چادرِ رَحمت میں چُھپا لیجئے .... ہم بحرِ عصیاں میں ڈوبے ہوئے ہیں، ہمیں ساحلِ مُراد عطاء ہو۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اَے مکینِ گُنبدِ خضریٰ ....!

اَے صاحبِ جُود و عطاء ....!

پیہم سلام ہو آپ ﷺ پر ...... اور مدینہ شریف کے دَر و دیوار پر .... ہواؤں پر اور فضاؤں پر .... اور اُن مکینوں پر جن کے دل آپ ﷺ کی محبّت میں مِثلِ خُورشید چمک رہے ہیں .... اور سلام ہو اُن کبُوتروں پر جو رَوضۂ اَقدس کے گِرداگرد سَرمستیٔ محبّت میں والہانہ جھُوم رہے ہیں۔

اور .... کتنی خوش نصیب ہیں شمس و قمر کی کرنیں .... جو رَوضۂ پاک کو چُومتی ہیں .... اور ہواؤں کے مُقدّر پر قربان جایئے جو دَرِ محبوب کو چھُو کر گزرتی ہیں۔ (ﷺ)

یا رَبّ العزّت ....!

ہم پر اپنے پیارے محبوبِ کریم' رَؤف و رَحیم' حُضور پُرنُور ﷺ کے صدقے رَحم فرما' .... ہمارے گُناہوں' ہماری کوتاہیوں کو مُعاف فرما .... ہمارے والدَین' عزیز و اَقارب دوست اَحباب پر نظرِ رَحمت فرما ....

یا اِلٰہَ العٰلمین ......!

اَہلِ عشق پر اپنا فضل و کرم فرما' اور .... اَہلِ نِفرت کو دَارَین میں رُسواء فرما... میرے پرَوَردِگار' .... تیرے جَلال اور عزّت کی قسم .... بے شک تیری رَحمت تیرے غَضب کو ڈھانپ لیتی ہے۔ .... اور ہم گناہگار بندے' تُجھ سے تیرے پیارے محبوب ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے تری رَحمت کے طلبگار ہیں۔

یا اَرحَمَ الرّاحِمین ....!

زیرِ نظر کتاب "تخلیقِ کائنات صَدقہ حُضور ﷺ کا" کے مُرتّب جناب مُحمّد فاروق جمال چشتی نِظامی توگیروی کی سَعی اپنی بارگاہ میں بہ طُفیلِ رَسُولِ ذِیشان' کشتیٔ اُمّت کے نگہبان' تمام کائنات کے سُلطان' نبیٔ محترم ﷺ قبول فرما ....

آمین بحقِ طٰہٰ و یٰسین......

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

یاسَیِّدَ الثَّقَلَین ﷺ ......!

یہ غلام ابنِ غلام دامن پھیلائے حاضرِ بارگاہ ہے' نظرِ کرم فرمایئے' شفقت و رحمت سے نوازیئے کہ' .... کونین میں آپ ہی بے کاروں کی پناہ گاہ ہیں' سہارا ہیں ....

ہے تجھے خبر شہِ این و آں' میری وجہِ راحتِ قلب و جاں
نہ ترے سوا کوئی اور تھا' نہ ترے سوا کوئی اور ہے

خاک نشیں

شکیلؔ مصطفیٰ اعوان
صابری چشتی

27۔ رجب المرجب 1424ھ

25۔ ستمبر 2003ء

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ ﷺ کی تخلیق اور اور آپ ﷺ کی نبوت تمام انبیاء کی تخلیق اور نبوت پر مقدم ہے اور عہد الست میں سب سے پہلے آپ ﷺ نے بلٰی فرمایا ہے

(از حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابو نعیم نے اپنی کتاب "الدلائل" میں قتادہ' حسن اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بہ طریق متعددہ یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے **واذاخذ نامن النبین میثاقھم** (7:33) کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء سے پہلے پیدا فرمایا اور سب کے آخر میں مبعوث فرمایا اسی لئے خدا نے مجھ سے میثاق بھی سب سے پہلے لیا ہے۔

ابو سہل قطان نے اپنی "امالی" میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابو جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ تمام انبیاء سے کیونکر مقدم ہو گئے جبکہ آپ ﷺ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے ان کی تمام نسلیں پیدا فرمائیں۔ تو ان سب سے گواہی لی۔ کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ اس پر سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ نے "بلٰی" (کیوں نہیں) کہا۔ اس لئے آپ تمام انبیاء پر مقدم ہیں۔ اگرچہ آپ ﷺ کی بعثت سب سے آخر میں ہوئی ہے۔

احمد' بخاری (اپنی تاریخ میں) طبرانی' حاکم' بیہقی اور ابو نعیم میسرۃ الفجر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے پوچھا' یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی بنائے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب آدم روح اور جسم کی درمیانی حالت میں تھے۔۔

احمد' حاکم اور بیہقی عرباض بن ساریہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں ام الکتاب میں اس وقت

Marfat.com
Marfat.com

نبی تھا۔ جب آدم علیہ السلام مٹی میں لتھڑے ہوئے تھے۔

حاکم، بیہقی اور ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کو کس وقت نبی مقرر کیا گیا۔ فرمایا: اس وقت جب آدم علیہ السلام پیدائش اور نفخ روح کے درمیانی مرحلے میں تھے۔

ابو نعیم صنابحی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے آپ سے استفسار فرمایا کہ آپ ﷺ کس وقت نبی بنائے گئے۔ فرمایا، اس وقت جب آدم علیہ السلام مٹی میں لتھڑے ہوئے تھے۔ (یہ حدیث مرسل ہے)

ابن سعد ابن ابی الجدعاء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کب نبی بنائے گئے۔ فرمایا، اس وقت جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

ابن سعد مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا کہ آپ ﷺ کب نبی بنائے گئے؟ فرمایا، آدم علیہ السلام جسم اور روح کی درمیانی حالت میں تھے جب مجھ سے میثاق لیا گیا۔

ابن سعد نے عامر سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کو کس وقت نبوت دی گئی فرمایا جب کہ آدم روح و جَسَد کے درمیان تھے جس وقت کہ مجھ سے میثاق لیا گیا۔

طبرانی اور ابو نعیم ابو مریم غسانی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے بتایا کہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے معلوم کیا کہ آپ ﷺ کی نبوت سے قبل کیا باتیں وقوع پذیر ہوئیں۔ فرمایا، مجھ سے اللہ تعالیٰ نے میثاق لیا۔ جیسا کہ اس نے تمام انبیاء سے میثاق لیا ہے، ابراہیم علیہ السلام نے میری آمد کی دعا فرمائی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے میری آمد کی بشارت دی۔ (اور میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک چراغ طلوع ہوا۔ جس کی روشنی سے شام کے محل تک چمک اٹھے)

فائدہ

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک تصنیف میں اس (**لتومنن به**

Marfat.com

ولتنصرنہ(81:9) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ " اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی عظمت شان بیان کی گئی ہے اور اس جانب اشارہ کیا گیا کہ اگر آپ ﷺ گزشتہ انبیاء علیہ السلام کے زمانے میں مبعوث ہوتے تو آپ ﷺ ان انبیاء علیہ السلام کے بھی نبی اور مرسل ہوتے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت تمام زمانوں اور تمام مخلوقات پر محیط اور شامل ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا۔ "میں تمام مخلوقات کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔" اس تمام مخلوقات کی تعبیر میں صرف آئندہ آنے والی مخلوقات ہی نہیں بلکہ گزشتہ بھی مخلوقات شامل ہیں۔ جبھی تو فرمایا کہ " میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح و جسم کے درمیان تھے۔"

بعض اہل علم نے اس حدیث کا کہ " میں اس وقت بھی نبی تھا" جب آدم روح و جسم کے درمیان تھے " کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ خدا تعالیٰ کے علم میں اس وقت بھی نبی تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم تو تمام اشیاء اور تمام واقعات کو محیط ہے۔ خلق آدم سے پہلے آپ ﷺ کی نبوت کا بطور خاص تذکرہ صرف علم الٰہی کے بیان کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ بتاتا ہے کہ اس وقت آپ ﷺ کی نبوت متحقق ہو چکی تھی اور یہی وجہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرش پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا دیکھا۔ اگر یہ مفہوم مراد لیا جائے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے علم میں آئندہ نبی بننے والے تھے، تو یہ وصف آپ ﷺ کی خصوصیت نہیں بلکہ تمام انبیاء علیھم السلام ہی خدا کے علم کے مطابق آئندہ نبی بننے والے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ آپ ﷺ کو تمام انبیاء سے پہلے مقام نبوت پر سرفراز کیا گیا۔ پھر اس خصوصیت کا اہمیت کے ساتھ اعلان کیا گیا تاکہ آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کے مقام بلند سے روشناس ہو جائے۔ اور یہ امت کے لئے خیر و برکت کا باعث ہو۔

اگر آپ کہیں کہ نبوت ایک ایسی صفت ہے جس کے موصوف کا موجود ہونا ضروری ہے پھر نبوت کے لئے چالیس سال کی عمر متعین ہے تو پھر کس طرح آپ ﷺ اپنی بعثت سے پہلے ہی نبی بنا دیے گئے جبکہ اس وقت نہ آپ ﷺ پیدا ہوئے تھے اور نہ مبعوث کیے گئے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اجسام کی تخلیق سے پہلے ارواح کو تخلیق فرمایا ہے اس لئے حدیث مذکور میں اشارہ جناب نبی کریم ﷺ کی روح مبارکہ یا آپ ﷺ کی حقیقت کی جانب ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام حقائق ازل میں پیدا فرما دیئے اور جب چاہتا ہے ان میں سے کسی حقیقت کو عالم ظاہر اور وجود میں لے آتا ہے۔ ان حقائق کے کلی ادراک سے ہماری عقلیں عاجز ہیں۔ صرف خدا تعالیٰ ہی تمام حقائق سے واقف ہے یا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی روشنی سے حقائق تک پہنچنے کی استطاعت عطا فرما دی ہو۔ نبی کریم ﷺ کی حقیقت مبارکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما دی اور آپ ﷺ کو نبوت کے وصف سے سرفراز فرما دیا۔ اس لئے آپ ﷺ اسی وقت نبی ہو گئے۔ عرش پر آپ ﷺ کا نام گرامی لکھا گیا اور فرشتوں کو اور تمام مخلوقات کو اللہ کے یہاں آپ ﷺ کے مقام بلند سے واقف کرا دیا گیا! اگرچہ آپ ﷺ جسمانی حیثیت میں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ تمام اوصاف اور خصوصیات کے ساتھ اس دنیا میں بعد میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ بعثت اور تبلیغ اور آپ ﷺ کی ذات نبوت کے عالم ظاہر میں اہل ہونے کے لحاظ سے آپ ﷺ بے شک متاخر ہیں' مگر جہاں تک آپ ﷺ کی حقیقت مبارکہ کا تعلق ہے اور آپ ﷺ کو کتاب' نبوت اور حکم عطا ہونے کا تعلق ہے۔ آپ ﷺ اس لحاظ سے تخلیق آدم علیہ السلام سے بھی مقدم ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کائنات میں جو بھی واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ازل سے ان سے واقف ہوتا ہے اور ہمیں اس کا علم عقلی اور شرعی دلائل سے ہوتا ہے اور عام لوگوں کو اس وقت علم ہوتا ہے جب وہ واقعہ ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ جیسے لوگوں کو جناب نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اس وقت علم ہوا جب آپ ﷺ پر قرآن نازل ہونا شروع ہو گیا اور جبریل امین علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آنے لگے۔

نزول قرآن خدا تعالیٰ کے ان افعال میں سے ہے جو کسی مخصوص مقام پر خدا کی قدرت' ارادے اور اختیار کے ساتھ وابستہ ہو اس کے دو مرتبے ہیں۔ مرتبہ اول تو لوگوں کے لئے ظاہر ہوتا ہے اور مرتبہ دوم وہ ہوتا ہے جس میں اس

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

محل اور مقام کو خدا کے اس فعل سے کمال حاصل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس کمال کا علم مخلوقات کو نہ ہو سکے۔ بلکہ ہمیں اس کمال کا علم مخبر صادق کے ذریعے ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ چونکہ تمام مخلوقات میں بہترین مخلوق ہیں اس لئے آپ ﷺ ساری مخلوق میں سب سے زیادہ باکمال اور سب سے زیادہ برگزیدہ ہیں۔ خبر صحیح سے ہمیں معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کمال نبوت اور کمال انسانیت کا مقام حضرت آدم کی تخلیق سے پہلے ہی عطا ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خلق آدم علیہ السلام سے پہلے ہی تمام انبیاء علیہ السلام کی ارواح مبارکہ سے آپ ﷺ کے بارے میں عہد لے لیا تھا کہ "وہ سب آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ ﷺ کی مدد کریں گے"۔ تاکہ تمام انبیاء کو معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ سب پر مقدم اور سب سے افضل ہیں۔ اور آپ ﷺ انبیاء علیہ السلام کے لئے بھی اسی طرح نبی اور رسول ہیں جس طرح تمام انسانوں کے لئے ہیں اس لئے **لتومنن به ولتنصرنه** میں لام قسم لایا گیا ہے۔

علمی نکتہ

تمام انبیاء سے نبی کریم ﷺ پر ایمان اور آپ کی نصرت کا جو وعدہ لیا گیا وہ ایسا ہے جیسے خلافت کے لئے بیعت لی جاتی ہے

یہ میثاق ایسا ہے جیسے خلفاء کے لئے بیعت لی جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے خلفاء کے لئے بیعت کا طریقہ بھی اسی میثاق سے ماخوذ ہو۔ ذرا نبی کریم ﷺ کی اس عظمت شان کا اندازہ کیجئے جو آپ ﷺ کی پروردگار کے یہاں ہے۔ آپ ﷺ تمام انبیاء علیہ السلام کے نبی ہیں۔ چنانچہ روز قیامت تمام رسول آپ ﷺ کے جھنڈے تلے ہوں گے' اور شب معراج میں بھی تمام انبیاء علیہ السلام نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اگر آپ ﷺ آدم علیہ السلام' نوح علیہ السلام' ابراہیم علیہ السلام' موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تشریف لاتے تو ان انبیاء علیھم السلام پر آپ ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ پر ایمان اسی طرح ضروری ہوتا جیسے ان کی امتوں پر ہوتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء

Marfat.com
Marfat.com

علیہم السلام سے عہد و میثاق لیا۔ اس لئے تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرنا لازمی ہے۔ صرف ان انبیاء علیہم السلام اور آپ ﷺ کی ذات کا ایک زمانے میں ہونا باقی رہا۔ مگر آپ کے آخری زمانے میں تشریف لانے سے اس وصفی اقتضاء میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

دو باتیں ہیں۔ ایک تو کوئی کام اس وجہ سے نہ ہو کہ اس کام کا محل موجود نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ فاعل سرے سے کام کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ ان دونوں باتوں کے درمیان ایک عظیم فرق ہے لہٰذا اس جگہ نہ تو فاعل کی جہت سے توقف ہے نہ ہی نبی کریم ﷺ کی ذات شریفہ کی جہت سے توقف ہے بلکہ وجود زمانہ کی جہت سے کہ وہ فعل اس پر مشتمل ہے موقوف ہے اسی لئے فرمایا گیا کہ اگر آپ ﷺ ان انبیاء کے زمانے میں تشریف لاتے تو ان پر آپ ﷺ کی اتباع لازم ہوتی۔ چنانچہ جب آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ بدستور نبی بھی ہوں گے اور آپ ﷺ کی شریعت کو بھی جاری اور نافذ فرمائیں گے۔ یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آخری زمانے میں تشریف لائیں گے تو اس وقت نبی نہیں ہوں گے بلکہ آپ ﷺ کے امتی ہوں گے' بے شک امتی ہوں گے مگر امتی ہونا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے سے متعارض نہیں ہے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا کہ اگر نبی کریم ﷺ سابق انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں مبعوث ہوتے تو ان پر آپ ﷺ کی اتباع واجب ہوتی اور وہ بدستور نبی بھی رہتے' کیونکہ جناب نبی کریم ﷺ کی نبوت تمام انبیاء کی نبوتوں کی جامع اور ان سب پر محیط ہے۔ تمام انبیاء کی شریعتیں بھی بنیادی اصولوں میں آپ ﷺ کی شریعت کے مطابق ہیں۔ اگر کہیں جزوی اور فروعی اختلاف ہے تو اس کی صورت یا تو تخصیص کی ہے یا نسخ کی۔ یا تخصیص اور نسخ دونوں ہی نہیں بلکہ یہ کہئے کہ جس وقت جس نبی کی شریعت آئی اس وقت گویا وہ آپ ﷺ ہی کی شریعت تھی اور اس وقت اس کی صورت اس دور اور زمانے کے مطابق تھی اور جو شریعت آپ ﷺ بذات خود لے کر آئے وہ آپ ﷺ کی اپنی امت کے مزاج کے مطابق ہے۔

مندرجہ بالا بیان سے دو حدیثوں کے معنی سمجھ میں آ گئے۔ پہلی حدیث یہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کہ "میں تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔" اس کے معنی یہ سمجھے جاتے تھے کہ آپ ﷺ اگلے تمام انسانوں کے لئے ہیں مگر تشریح بالا سے واضح ہوا کہ آپ ﷺ اگلے پچھلے تمام انسانوں کے لئے نبی ہیں۔ دوسری حدیث آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ "میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح اور جسد کے درمیان تھے" اس کا مفہوم یہ خیال کیا گیا کہ اس سے علم الٰہی مراد ہے مگر مندرجہ بالا وضاحت سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا آخری زمانے میں مبعوث ہونا انسانیت کی اہلیت کی بنیاد پر ہے کہ جب انسانیت آپ ﷺ کے احکام کے اتباع کی اہل ہوئی' اس وقت آپ ﷺ مبعوث ہوئے۔ اگر پہلے ہی یہ اہلیت وجود میں آ جاتی تو آپ ﷺ پہلے ہی مبعوث ہو جاتے۔ یہ بات تحمل کی مناسبت سے ہے کہ جب انسان آپ ﷺ کے پیغام کو سننے اور آپ کی شریعت کی اتباع پر قادر ہوئے جب آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص کسی کو اپنی بیٹی کی شادی کے لئے وکیل بنا دے تو یہ عمل درست ہے اور اس شخص کا وکیل بننا بھی صحیح ہے مگر یہ ذمہ داری اسی وقت پوری ہو گی جب کفو ملے گا اور جب دیگر ضروری لوازمات مکمل ہوں گے' اس وجہ سے اگر شادی میں تاخیر ہو تو وکیل کی وکالت میں کوئی فرق نہیں آتا۔" (تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ختم ہوا)

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ ﷺ کا اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عرش پر اور سارے "ملکوت" پر لکھا ہوا ہے

حاکم' بیہقی نے اور طبرانی نے اپنی کتاب "الصغیر" میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہو گئی تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ پروردگار آپ حضرت محمد ﷺ کے طفیل میری مغفرت فرما دیجئے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے آدم تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا؟ کہنے لگے جب آپ نے مجھے اپنے دست مبارک سے خلق فرمایا۔ اپنی روح میرے اندر پھونکی' میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

لکھا ہوا ہے۔ اس سے میں نے سمجھا کہ تو اپنے اسم مبارک کے ساتھ اسی کے نام کو ملا سکتا ہے جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو' اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اے آدم! تم نے سچ کہا۔ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔

ابن عساکر نے کعب احبار سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر انبیاء علیہ السلام کی تعداد کے بقدر لاٹھیاں نازل فرمائیں۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا۔ اے میرے بیٹے تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو' تم تقویٰ اختیار کرو اور جب بھی اللہ کا ذکر کرو' اس کے ساتھ محمد ﷺ کا نام ضرور لو کیونکہ میں نے ان کا نام عرش کے پائے پر اس وقت لکھا ہوا دیکھا ہے جب میں روح اور مٹی کی درمیانی حالت میں تھا' پھر میں نے تمام آسمانوں کا چکر لگایا تو میں نے آسمانوں میں کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جہاں حضرت محمد ﷺ کا نام نہ لکھا ہوا ہو۔ میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا تو میں نے جنت میں کوئی محل اور کوئی دریچہ ایسا نہیں دیکھا جس پر اسم محمد ﷺ نہ لکھا ہو۔ میں نے نام محمد ﷺ حوروں کے سینوں پر' فرشتوں کی آنکھوں کی پتلیوں پر' طوبیٰ کے پتوں پر سدرۃ المنتہیٰ کے ہر ورق پر لکھا دیکھا ہے۔ تم بھی ان کا ذکر کثرت سے کرو کیونکہ فرشتے بھی ہر وقت ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

ابن عدی اور ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے عرش کے پائے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا اور ساتھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی نام تھا۔

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس رات مجھے معراج ہوئی میں نے اس رات عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا دیکھا اور ساتھ ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے نام بھی لکھے ہوئے تھے۔

ابو یعلیٰ نے اور طبرانی نے اپنی کتاب اوسط میں اور ابن عساکر نے اور حسن بن عرفہ نے اپنے مشہور "جزء" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں شب معراج جس آسمان پر سے بھی گزرا اس پر

Marfat.com

Marfat.com

محمد رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لکھا ہوا تھا۔

بزاز ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں جس آسمان پر بھی گزرا اس پر اپنا نام محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا پایا۔

دار قطنی اپنی "افراد" میں اور خطیب اور ابن عساکر حضرت ابوالدرداء سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے عرش پر ایک سبز کپڑے پر سفید نور سے محمد رسول اللہ ﷺ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ لکھا ہوا پایا۔

ابن عساکر حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جنت کے دروازے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا ہے"۔

ابو نعیم نے اپنی کتاب الحلیہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جنت کا کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ نہ لکھا ہوا ہو۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو صحیح بھی قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کے ہر اس فرد کو حکم دو، جو آپ ﷺ کا زمانہ پائے وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے کیونکہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو نہ میں آدم کو پیدا کرتا نہ جنت اور دوزخ کو۔ اور میں نے عرش کو سطح آب پر خلق کیا تو وہ ڈولنے لگا پھر جب میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھ دیا تو ٹھہر گیا۔
حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں عمرو بن اوس ہے جس کا پتا نہیں کہ کون ہے؟

ابن عساکر نے ابوالزبیر کے واسطے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ لکھا ہوا تھا۔

بزاز نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جس کنز کا قرآن میں ذکر ہے وہ ایک سونے کی تختی ہے جس میں لکھا ہے "**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**" مجھے اس شخص پر حیرت ہے جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو جہنم کا ذکر کر کے بھی ہنستا ہے۔ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو موت کو یاد کر کے بھی اس سے غافل ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ۔۔۔۔۔۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ جسے بیہقی نے نقل کیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے جسے خرائطی نے اپنی کتاب "قمع الحرص" میں نقل کیا ہے

طبرانی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی انگشتری کا نگینہ انہیں آسمان سے بھیجا گیا تھا۔ جسے آپ نے اپنی انگشتری میں لگا لیا۔ اس پر "میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ محمد ﷺ میرے بندے اور رسول ہیں" لکھا ہوا تھا۔

ابن عساکر اور ابن نجار اپنی اپنی تاریخ میں ابوالحسن علی بن عبداللہ الہاشمی الرقی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں ہندوستان کے کسی علاقے میں پہنچا تو وہاں میں نے ایک ایسا سیاہ گلاب کا پودا دیکھا جس کے بڑے سے سیاہ پھول کی خوشبو بے حد خوشگوار تھی اور اس پر سفید حرفوں میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' عمر فاروق رضی اللہ عنہ لکھا ہوا تھا۔ مجھے شبہ ہوا کہ شاید یہ کوئی عمل ہے تو میں نے ایک بند کلی کھول کر دیکھی تو اس میں بھی اسی طرح لکھا ہوا تھا اور اس طرح کے پودے وہاں بکثرت تھے۔ مگر اس گاؤں کے لوگ خدا ناشناس تھے اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے۔

حضرت آدم کے زمانے اور آسمانوں میں اذان میں آپ ﷺ کا نام

ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے عطاء سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام ہند میں اترے۔ تو آپ کو اکتاہٹ محسوس ہوئی۔ جبریل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے اذان دی --- اللہ اکبر' اللہ اکبر' اشہد ان لا الہ الا اللہ (دو مرتبہ) اشہد ان محمد رسول اللہ ﷺ (دو مرتبہ) آدم علیہ السلام نے استفسار کیا۔ یہ محمد ﷺ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا۔ آپ ﷺ کی اولاد میں سب سے آخری نبی ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بزاز نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو اذان کی تعلیم کا ارادہ فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام براق پر تشریف لائے۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے جب براق پر نبی کریم ﷺ کو سوار کرانا چاہا تو براق بدک گیا' جبرئیل علیہ السلام بولے۔ "ٹھہر جا' اللہ کے نزدیک محمد سے زیادہ برگزیدہ کسی بندے نے تیرے اوپر کبھی سواری نہیں کی ہے۔" چنانچہ آپ ﷺ سوار ہو گئے جب اس پردے تک پہنچے جو خداوند کے درمیان حائل تھا تو ایک فرشتہ ظاہر ہوا اور اس نے کہا۔ اللہ اکبر' اللہ اکبر۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی میرا بندہ صحیح کہتا ہے۔ میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ فرشتے نے کہا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے درست کہا' میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ فرشتے نے کہا' اشھد ان محمد رسول اللہ ﷺ' پردے کے پیچھے سے آواز آئی میرا بندہ صحیح کہتا ہے میں نے ہی محمد ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ فرشتہ نے کہا۔ حی علی الصلوۃ' حی علی الفلاح' قد قامت الصلوۃ' اللہ اکبر' اللہ اکبر۔ کہا گیا میرے بندے نے صحیح کہا میں ہی سب سے بڑا ہوں پھر فرشتے نے کہا' لا الہ الا اللہ۔ آواز آئی میرے بندے نے صحیح کہا' میرے سوا کوئی معبود نہیں پھر فرشتے نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور آپ ﷺ کو امامت کے لئے آگے کر دیا اور آپ ﷺ تمام اہل سماوات کے امام بنے جن میں آدم اور نوح بھی تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام آسمان اور زمین کی مخلوقات پر برتری عطا فرما دی۔

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ ﷺ کے لئے تمام انبیاء سے میثاق لیا گیا کہ وہ سب آپ پر ایمان لائیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واذا اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتب و حکمتہ ثم جآء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ و لتنصرنہ' قال ء اقررتم واخذ تم علی ذلکم اصری قالوا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشھدین○

(پارہ 3- آل عمران- رکوع: 9 آیت :81)

اور یاد کرو' جب کہ اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں' پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا' فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا؟ سب نے عرض کیا' ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ رہنا اور میں بھی اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے اس آیت کے بارے میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جو بھی نبی بھیجا اس سے یہ میثاق لیا کہ وہ محمد ﷺ پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے اگر وہ اس کے زمانے میں آئیں ورنہ اپنی امت سے عہد لے کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے۔

ابن عساکر کریب سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنھما روایت کرتے ہیں کہ ..... "یہاں تک کہ آپ ﷺ بہترین امت' بہترین زمانے اور بہترین ساتھیوں میں ظاہر ہو گئے' اور بہترین شہر میں پیدا ہوئے' پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام کے حرم میں رہے۔ پھر آپ ﷺ حرم محمد ﷺ یعنی مدینہ چلے آئے گویا آپ ﷺ ایک حرم میں پیدا ہوئے اور دوسرے حرم کی جانب ہجرت فرمائی"۔

خصائص الکبریٰ :- حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ :- راجہ رشید محمود ایم اے' سید حامد لطیف

خصائص الکبریٰ کے مختلف نسخوں میں اسی طرح کے الفاظ ہیں۔ ہو سکتا ہے اس عبارت میں کچھ الفاظ رہ گئے ہوں۔

ہندوستان کا ایک جزیرہ سراندیپ مراد ہے جہاں آپ کا نقش قدم ایک پہاڑ پر موجود ہے اور مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

عظمتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء باعتبار اوصاف و کمالات

(از امام عبدالرحمن ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ)

1- عرباض ابنِ ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تحقیق میں اللہ رب العزت کے ہاں خاتم النبیین ہونا قرار دیا جا چکا تھا جبکہ آدم علیہ السلام زمین پر اپنے خاکی خمیر میں پڑے تھے (یعنی ابھی تکمیل جسد نہیں ہوئی تھی بلکہ ان کے خمیر بدن کے لئے گندھی ہوئی مٹی ابھی خشک بھی نہ ہونے پائی تھی)

2- میسرۃ الفجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کب سے بنے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا (میں اس وقت سے صفت نبوت سے موصوف ہوں) جبکہ آدم علیہ السلام روح و جسم کے درمیان تھے یعنی ابھی ان کے روح اقدس کا جسد اطہر سے تعلق نہیں ہوا تھا۔ (اس روایت کو ابن سعد رضی اللہ عنہ نے بھی نقل فرمایا ہے اور ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے بھی حلیہ میں ملاحظہ ہو مرقاۃ جلد 11 صفحہ 58)

3- میسرہ سے منقول ہے کہ میں نے بارگاہِ نبوت میں عرض کیا کہ حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کب سے شرفِ نبوت کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ رب العزت نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد فرمایا اور ان کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا اور عرش کو (ان سے قبل) ایجاد فرمایا تو عرش کے پائے پر محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لکھا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخرالزمان پیغمبر ہیں) اور جنت کو پیدا فرمایا (جس میں بعد ازاں حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو ٹھہرایا) تو میرا نامِ نامی جنت کے دروازوں پر' اس کے درختوں کے پتوں اور اہلِ جنت

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کے خیموں اور قبوں پر لکھا حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام کے روح و جسم کا باہمی تعلق نہیں ہوا تھا پس جب ان کی روح کو جسم میں داخل فرمایا اور زندگی عطا فرمائی تب انہوں نے عرش معظم کی طرف نگاہ اٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں۔ جب ان کو شیطان نے دھوکہ دیا انہوں نے بارگاہ الٰہی میں توبہ کی اور میرے نام سے ہی شفاعت طلب کی یعنی اس کو وسیلہ بنایا۔

4- عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے (غیر ارادی طور پر) لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے سر آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کیا اے میرے پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کا (جو تو نے ان کے لئے اپنے فضل سے اپنے ذمہ کرم پر لیا اور جس مرتبۂ بلند پر ان کو فائز فرمانے کا وعدہ فرمایا) صدقہ مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جن کے حقوق و مراتب کو وسیلہ بخشش بنا رہے ہو) کیا ہیں؟ اور کون ہیں؟ (اور تم نے ان کو قابلِ وسیلہ کیسے سمجھا اور کیسے جانا) تو انہوں نے عرض کی' اے میرے رب جب تو نے میری تخلیق کو مکمل فرمایا میں نے تیرے عرش کی طرف سر اٹھایا اور اس پر یہ لکھا ہوا پایا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** تو میں نے جان لیا کہ وہ تیرے نزدیک سب مخلوق سے زیادہ عزت و کرامت والے ہیں کیونکہ تو نے ان کے نامِ نامی کو اپنے اسمِ گرامی کے ساتھ ملا دیا ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا (تم نے ٹھیک سمجھا اور سچ کہا) میں نے تمہیں (ان کے وسیلہ سے) بخش دیا وہ تمہاری ذرّیت و اولاد میں آخری ہیں۔

5- سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں اس مسئلہ میں اختلاف و نزاع پیدا ہوا کہ سب مخلوق سے زیادہ عزت و کرامت کا مالک اللہ تعالیٰ کے ہاں کون ہے بعض نے کہا حضرت آدم علیہ السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور ان کے سامنے اپنے ملائکہ کو سجدہ ریز کیا اور دوسروں نے کہا کہ اس مرتبہ کے مالک ملائکہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانبرداری کبھی نہیں کی انہوں نے آدم علیہ السلام سے

Marfat.com

اپنے مباحثہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا۔ جب رب کریم نے میرے اندر روح پھونکی اور وہ ابھی میرے قدموں تک نہیں پہنچی تھی کہ میں اٹھ بیٹھا عرش الٰہی مجھ پر منکشف ہوا۔ میں نے اس میں محمد رسول اللہ ﷺ (لکھا ہوا) دیکھا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے مکرم و معظم وہی ذاتِ اقدس ہیں۔

6- حضرت وہب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ میں مالکِ شانِ الوہیت ہوں اور مکہ کا مالک' اس کے ساکنین میرے پسندیدہ لوگ ہیں اس کے زائرین میرے وفود ہیں اور میری پناہ میں ہیں مکہ میں میرا گھر ہے جس کو میں اہلِ آسمان اور اہلِ زمین سے آباد کروں گا۔ لوگ اس کی طرف جوق در جوق آئیں گے اگرچہ وہ پراگندہ بالوں اور غبار آلود جسموں والے ہوں گے وہ تکبیروں کے ساتھ آوازوں کو بلند کریں گے کبھی تلبیہ **(لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک الاخر)** کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں زاری کریں گے کبھی الحاح کے ساتھ آنکھوں سے سیلابِ اشک بہاتے ہوں گے- جو میرے اس گھر کا خالص قصد لے کر آئے گا دوسرا کوئی مقصد اس کے پیش نظر نہیں ہو گا تو وہ شخص ہی درحقیقت میرا زائر ہے اور مہمان' میرا وفد ہے اور میری منزلِ قرب میں اترنے والا اور میرے ذمۂ کرم پر ہے کہ میں اس کو کرامت و عزت کا تحفہ دوں گا۔ وہ گھر' اس کا ذکر و شرف اور اس کی مجد و برتری اور رونق و بہار تمہاری اولاد میں سے اس نبی کے حوالے کروں گا جن کو ابراہیم کہا جائے گا میں ان کے لئے اس گھر کی بنیادیں بلند کروں گا اور ان کے ہاتھوں پر اس کی تعمیر مکمل کروں گا (زائرین کو چاہِ زمزم سے پانی پلانا ان کے سپرد کروں گا)۔ میں ان کو بیت اللہ کے حرم محترم کی حدود اور تمام حِلّ کی وسعتیں دکھلاؤں گا۔ میں انہیں اس کے مقاماتِ عبادت کی نشاندہی کروں گا پھر اس گھر کو امم اور اہلِ قرن یکے بعد دیگرے آباد کرتے رہیں گے حتی کہ آبادی کی انتہا تمہاری اولاد میں اس نبی پر ہو گی جن کو محمد ﷺ کے مبارک نام سے پکارا جائے گا وہ آخری نبی ہوں گے۔ میں ان کو بیت اللہ کا باسی و والی بناؤں گا اور اس کا محافظ و نگران اور اس کے زائرین کو آبِ زمزم پلانے والا۔ اگر اس

Marfat.com

وقت کوئی میرے متعلق دریافت کرے (اور مجھے ملنا چاہے) تو میں (اس نبی آخرالزمان ﷺ کے) پراگندہ بال غبار آلود غلاموں کے ساتھ ہوں گا جو اپنی نذروں کو پورا کرنے والے ہوں گے اور دل و جان سے میری طرف متوجہ۔

7- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اگر محمد ﷺ موجود نہ ہوتے تو میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا۔ تحقیق جب میں نے عرش کو پیدا کیا تو وہ میری ہیبت و جلالت سے لرزنے لگ گیا جب میں نے اس پر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا تو اس کو سکون و قرار آ گیا۔

☆ **فائدہ اولیٰ:-** یہی مضمون حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ترمذی شریف میں منقول ہے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طبرانی کبیر میں منقول ہے اور بقول ابن ربیع اس کو امام بخاری نے تاریخ میں امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے اور امام حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی ہے نیز ابونعیم نے دلائل النبوت وغیرہ میں اس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت فرمایا کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث (میں تخلیق میں سب انبیاء سے مقدم ہوں اور بعثت میں سب سے آخری ہوں)

فائدہ ثانیہ:- حضرت میسرہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول مرفوع روایات اور علی الخصوص ترمذی شریف جیسی مستند کتاب سے منقول روایت کی صحت میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اب قابل غور یہ امر ہے کہ ان صحابہ نے اپنا سوال اور سرورِ عالم ﷺ کا جواب نقل فرمایا اگر ان کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا وجودِ عالمِ عناصر کے ظہور سے قبل نہیں تھا تو صحابہ کرام کا سوال عبث اور آنحضرت کا جواب غلط (نعوذ باللہ من ذالک) تو لا محالہ ماننا پڑے گا کہ صحابہ کرام نے اپنے نورِ فراست سے یہ سمجھ لیا تھا کہ جس ذات اقدس نے عالم عناصر میں نمو فرما ہونے کے چالیس سال بعد اعلانِ نبوت فرمایا نہ وہ نبی اب بنے ہیں اور نہ ہی صرف چالیس سال قبل وجود میں آئے ہیں بلکہ وہ موجود بھی پہلے سے ہیں اور شرفِ نبوت سے مشرف بھی پہلے سے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے ان کی تائید و تصدیق فرما کر اپنے

Marfat.com

Marfat.com

اصلی مقام وشان کو واضح فرمایا کہ میں اس وقت سے موجود ہوں جبکہ ابوالبشر کا وجود نہیں تھا اور میں صرف موجود نہیں تھا بلکہ تاجِ نبوت اور خلعتِ رسالت بھی زیبِ تن کئے ہوئے تھا اور اہلِ علم پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ثبوت و تحقیق وصف نبوت کا بغیر تحقیق ذاتِ نبی کے ممکن نہیں ہے علی الخصوص جبکہ سوال بھی وقتِ اتصاف سے ہے اور جواب میں بھی وقتِ اتصاف بیان فرمایا گیا یعنی میں اس وقت سے نبوت کے ساتھ موصوف ہوں جبکہ تخلیق آدم علیہ السلام مکمل نہیں ہوئی تھی اگر آپ کا وجودِ مسعود تھا تو وقتِ اتصاف کا بیان ممکن' ورنہ نہیں نیز اگر علمِ باری تعالیٰ کے لحاظ سے وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہونا مقصود ہوتا تو یہ اولاً" اس لئے ممکن نہیں کہ علم باری تعالیٰ میں سارے نبی وصف نبوت کے ساتھ اولاً" موصوف تھے آپ کی نہ تو اس میں کوئی تخصیص ہے اور نہ اولیت کی کوئی وجہ - اور ثانیاً" اس لئے باطل ہے کہ باری تعالیٰ کے علم میں اگر آپ کا وصف نبوت سے موصوف ہونا اس وقت متحقق ہوا' جب آدم علیہ السلام کی تخلیق شروع ہو چکی تھی تو اس سے قبل اللہ رب العزت کا (العیاذ باللہ) اس علم سے خالی ہونا لازم آئے گا یہ بھی محال ہے وہ ازلاً" علیم بکل شئ ہے۔ ثالثاً" اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس حادث علم کا قیام لازم آئے گا اور جو محل حوادث ہو وہ حادث ہوتا ہے تو العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ کا حادث ہونا لازم آگیا حالانکہ وہ واجب الموجود ہے۔ قدیم باصحات والزمان ہے اور ازلی ابدی' تو روزِ روشن کی طرح واضح کہ حقیقتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوالبشر سے قبل خارج میں متحقق تھی اور وصف نبوت بلکہ خاتم والے وصف سے موصوف تھی اگرچہ وجود عنصری کے لحاظ سے ظہور بعد میں ہوا اور یہی مفہوم ہے احادیث مذکورہ کا۔ **الحمد للہ**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی روایات سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے موجود تھے کیونکہ لغت عرب میں' لولا شرط و جزا پر داخل ہوتا اور وجود اول کی وجہ سے ثانی کی نفی پر دال ہوتا ہے اور احادیث سابقہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف وجود ہی نہیں بلکہ منصب نبوت پر فائز ہونا بھی ثابت ہو چکا ہے۔ امام بوصیری علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا۔ **وکیف تدعوالی الدنیا ضرورۃ من :لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم** اس ہستی پاک کو دنیوی حاجات و ضروریات اپنی طرف کیونکر راغب کر سکتی ہیں

Marfat.com

Marfat.com

جن کا وجود باجود نہ ہوتا تو دنیا عدم سے وجود میں ہی نہ آتی یعنی جب دنیا خود سرور عالم ﷺ کی محتاج ہے تو آپ کو اس کی طرف کیا احتیاج ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

سرورِ عالم ﷺ کے وجودِ عنصری کا بیان

(۱) کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا - جب اللہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا - حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایسی مٹی میرے پاس لے آؤ جو میرے محبوب پاک ﷺ کے جسمِ اقدس اور جسدِ اطہر کی ایجاد و تخلیق کے لائق ہو تو وہ سفید مٹی کی ایک مٹھی روضۂ اطہر والی جگہ سے لے کر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوئے تو امرِ خداوندی سے اس کو تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا۔ جنت کی نہروں میں اس کو دھویا گیا پھر (نورِ نبوت اس میں رکھ کر) اس کو آسمانوں اور زمینوں میں پھرایا گیا تب ملائکہ نے محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے شرف و فضل کو دریافت کر لیا جبکہ ابھی انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو نہ جانا تھا نہ پہچانا تھا۔ پھر نورِ محمدی ﷺ (تخلیقِ آدم علیہ السلام کے بعد ان کی پشت میں ودیعت کیا گیا جو کہ) آدم علیہ السلام کی پیشانی سے جھلکنے والے انوار سے محسوس ہوتا تھا اور ان سے کہا گیا اے آدم یہ تیری نسل میں پیدا ہونے والے انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں۔ جب حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے بطنِ اطہر میں حضرت شیث علیہ السلام منتقل ہوئے تو وہ نور بھی حضرت حوا کے بطنِ اقدس کی طرف منتقل ہو گیا۔ وہ ہر دفعہ دو جڑواں بچوں کو جنم دیتی تھیں ماسوائے حضرت شیث علیہ السلام کے۔ کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کے جد امجد ہونے کی برکت سے تنہا پیدا ہوئے (اور سب بھائیوں سے مرتبہ و کمال کے لحاظ سے یکتا بنے) پھر نبی الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کا نورِ انور

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

یکے بعد دیگرے پاک پُشتوں اور پاک رَحموں میں منتقل ہوتا رہا تاآنکہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

(2) حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں بارگاہِ حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء میں اس طرح عرض پرداز ہوا کہ حضور والا اس وقت کہاں تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے فرمایا میں ان کی پشت میں تھا اور جب ان کو زمین پر اتارا گیا تو اس وقت بھی میں ان کی پشت میں تھا اور جب نوح علیہ السلام طوفان کے ایام میں کشتی پر سوار تھے اس وقت میں ان کی پشتِ اقدس میں جلوہ گر ہو کر کشتی پر سوار تھا جب میرے جدِ امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں پھینکا گیا تو میں بھی ان کی پشت میں ہونے کی وجہ سے آگ میں پھینکا گیا۔ میرے آباء و اجداد اور امہات و جدات کبھی بھی زنا کے مرتکب نہیں ہوئے۔ اللہ رب العزت مجھے ہمیشہ پاکیزہ رکھتے ہوئے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرماتا رہا۔

جب بھی میرا قبیلہ دو شعبوں میں منقسم ہوا۔ میں ان میں سے بہتر شعبہ و شاخ میں منتقل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے روزِ میثاق میری ہی نبوت کا انبیاء کرام علیہ السلام سے عہد لیا۔ توراۃِ موسیٰ علیہ السلام میں میری بشارت دی اور انجیلِ عیسیٰ علیہ السلام میں میرے نام کی تشہیر فرمائی۔ فرشِ زمین میرے جمالِ رخِ انور سے روشن رہے گا اور سقف آسمان میرے دیدار سے تاباں۔

(3) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سیدِ رسل علیہ و علیہم السلام سے عرض کیا میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں عقیدت کے پھولوں کا گلدستہ بطور قصیدہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ ﷺ اس کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ ارشاد ہوا اے عباس کہئے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے۔ انہوں نے یہ اشعار پیشِ خدمتِ اقدس کئے۔

(1) من قبلها طبت فی الظلال وفی
مستودع حیث یخصف الورق

عنصری وجود سے قبل آپ جنت کے سایوں میں پاکیزہ زندگی گزار رہے تھے اور محل امانت (یعنی صلبِ آدم علیہ السلام) میں جس پر کہ جنتی درختوں

Marfat.com

کے پتے لپیٹے جا رہے تھے۔ (جب حضرت آدم و حوا علیہما السلام سے جنتی لباس اتار لیا گیا اور انہوں نے ستر بدن کے لئے پتوں کو استعمال فرمایا)

(2) **ثم هبطت البلاد لا بشر انت**
ولا مضغته ولا علق

پھر آپ ﷺ (نوری عنصر کی صورت میں) دنیا کی آبادیوں کی طرف نزول فرما ہوئے جبکہ آپ نہ بشر تھے نہ گوشت کا لوتھڑا اور نہ منجمد خون جو کہ رحم عورت میں صورۃ نطفہ سے منقلب ہو کر وجود میں آتا ہے۔

(3) **بل نطفته ترکب السفین و**
قدالجم نسرا" واهله الغرق

بلکہ آپ (نوری) مادہ کی صورت میں اس وقت کشتی پر سوار تھے جبکہ نُسرت اور اس کے پجاریوں کو آب طوفان نے منہ تک غرق کر کے لگام دے رکھی تھی (اور آہ و زاری اور التجاء و دعا سے محروم کر رکھا تھا)۔

(4) **وردت نار الخليل مکتتما**
تجول فيها ولست تحترق

آپ پوشیدہ طور پر حضرت خلیل اللہ والی آگ میں داخل ہو گئے آپ اس میں ٹہل رہے تھے اور جلتے نہیں تھے (اور نہ ہی حضرت خلیل علیہ السلام کو جلنے دیتے تھے)

(5) **تنقل من صلب الی رحم**
اذا مضی عالم بدا طبق

آپ یکے بعد دیگرے صلب سے رحموں کی طرف منتقل ہو رہے تھے۔ جب ایک طبقہ اہلِ جہاں کا رخصت ہوتا تو دوسرا طبقہ آ موجود ہوتا تھا۔

(6) **حتی احتوی بيتک المهيمن من**
خندف عليا تحتها النطق

اور آپ کا گھرانہ خندف (زوجہ الیاس بن مضر) کے زمانے سے شرف و برتری کی ان بلندیوں پر فائز ہے کہ پہاڑوں کی بلند چوٹیاں بھی ان کے سامنے ہیچ ہیں (کذاذکر الخفاجی فی نسیم الریاض جلد 6 صفحہ 205)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

(7) **وانت لما ولدت اشرقت الا**
رض وضاء ت بنورک الا فق

اور جب حضور کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے انوار سے زمین چمک اٹھی اور آفاق جگمگا اٹھے۔

(8) **فنحن فی ذالک الضیاء و فی النور**
وسبل السلام نخترق

تو ہم انہیں ضیاؤں اور انوار میں چلتے ہوئے ہدایت کی راہوں کو طے کر رہے ہیں۔

کذافی الشفاء للقاضی عیاض و شرح القاری و نسیم الریاض و دلائل ابی نعیم و مسند ابن عمرو العدنی نسیم الریاض جلد ثانی صفحہ 206

حاشیہ :- حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ان مدحیہ اشعار کو ابوبکر شافعی اور طبرانی نے خریم بن اوس بن حارثہ سے روایت کیا ہے اور صاحب غیلانیات نے بھی اس خریم بن اوس سے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اسی طرح ابن عبداللہ نے استیعاب میں خریم کے احوال میں اس قصیدہ کو نقل فرمایا نیز ابن قتیبہ نے زاہر میں بھی اسے روایت کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو نسیم الریاض صفحہ 203 شرح شفاء ملا علی قاری حاشیہ نسیم الریاض صفحہ 205)

ان اکابر میں سے کسی نے اس قصیدہ کی صحت سے انکار نہیں کیا اور یہ امر مسلمات میں سے ہے کہ جب علمائے امت اور اکابرین ملت ایک روایت کو قبول کر لیں اور اس کو سند و دلیل بنائیں تو یہ اس کے صحیح ہونے کی بین علامت ہوتی ہے۔ علی الخصوص سند کا ضعف علی الاطلاق ضعف متن کو مستلزم ہی نہیں ہوتا ہے۔ وہ اس صورت میں ہوتا ہے جب متن کی تائید دوسری روایات و احادیث سے نہ ہوتی ہو اور یہ مضمون متعدد روایات سے تائید و تقویت حاصل کر چکا ہے لہٰذا اس پر بحث و تمحیص اور نقد و جرح کی کوئی گنجائش نہیں ہے جیسے کہ محشی نے تصنیف کے لئے سعی ناتمام

Marfat.com

اور جہد ناشکور سے کام لیا ہے واللہ ورسولہ اعلم۔

"الوفاء باحوال المصطفیٰ"
امام عبدالرحمان ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ :- علامہ محمد اشرف سیالوی

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ

(از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

ھو الاول والاخر والظاھر والباطن و ھو بکل شیء علیم۔ (وہ ہی ذات اول اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے اور ہر شے کا جاننے والا ہے) یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ و سبحانہ' کی حمد و ثنا پر بھی مشتمل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مجید میں اپنی کبریائی کا خطبہ ان کلمات میں ارشاد فرمایا اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کی نعت اور وصف کا مضمون اس میں شامل ہے کیونکہ اللہ سبحانہ نے اسماء وصفات سے ان کی توصیف فرمائی اور یہ اسماء اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنٰی میں سے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے وحی متلو (قرآن مجید) وغیر متلو (جس کی تلاوت نہ کی جائے مثلاً" القاء' خواب' کلام الٰہی بلاواسطہ وغیرہ) میں اپنے حبیب ﷺ کو ان ناموں سے موسوم فرما کر آپ ﷺ کے حلیہ مبارک جمال و حسن اور آپ ﷺ کے کمال و خصائل کو ظاہر فرمایا باوجود اس امر کے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنٰی سے متخلق اور متصف ہیں ان میں سے بعض تو خصوصیت کے ساتھ نامزد اور مشہور ہو چکے ہیں۔ مثلاً" نور' حق' علیم' حکیم' مومن' مہیمن' ولی' ہادی' رؤف' رحیم وغیرھم اور یہ چاروں اسم اول' آخر' ظاہر' باطن بھی اس قبیل سے ہیں۔

حضور ﷺ کی شان اولیت کا ثبوت:۔ آپ ﷺ اول اس لئے ہیں کہ عالم وجود میں سب سے پہلی تخلیق آپ ﷺ ہیں (کہ حدیث میں آیا ہے) **اول ما خلق اللہ نوری** ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا آپ ﷺ نبوت میں بھی سب سے اول ہیں۔ (کیونکہ حدیث میں ہے) **کنت نبیا وان ادم لمنجدل فی طینہ** (میں اس وقت نبی تھا جب آدم اپنے خمیر میں تھے) اور آپ ﷺ اس لئے بھی اول ہیں کہ روز میثاق میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے سوال **الست بربکم** کا جواب آپ ﷺ نے **بلی** کہہ کر دیا تھا۔ آپ ﷺ اول اس لئے بھی ہیں کہ سب سے پہلے ایمان

Marfat.com
Marfat.com

لانے والے آپ ﷺ ہیں کیونکہ فرمایا گیا **اول من امن باللہ و بذالک امرت وانا اول المسلمین** اور آپ کی اولیت اس لئے ہے کہ لوگوں کے نکلنے کو جب زمین شق ہوگی تو سب سے پہلے میں باہر نکلوں گا اور (قیامت کے روز) سب سے پہلے سجدہ کرنے کی مجھے اجازت ہوگی اور شفاعت کا دروازہ سب سے پہلے مجھ پر کھلے گا اور سب سے پہلے میں ہی جنت میں داخل ہوں گا۔

آپ ﷺ آخر بھی ہیں:۔ باوجود سبقت و اولیت آپ آخر بھی ہیں بعثت و رسالت میں کیونکہ (قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے) **ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** (لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔) اور ان کی کتاب (قرآن) آخری کتاب ہے۔ اور ان کا دین دینوں میں آخری ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ **نحن الاخرون السابقون** (باوجود سب سبقتوں کے ہم آخری نبی ہیں) اور حقیقت میں بعثت کے لحاظ سے آخریت اور خاتمیت فضیلت میں اولیت و سابقیت ہے کیونکہ تمام کتب اور ادیان کے آپ ﷺ ناسخ اور ماحی ہیں اور سب پر غالب اور قوی ہیں۔

حضور علیہ السلام کے ظاہر و باطن ہونے کے دلائل:۔ آپ ﷺ کے انوار نے تمام عالم کو گھیرا ہوا ہے تمام عالم کو روشن کیا ہے اور آپ ﷺ کے ظہور کی مثل کسی کا ظہور نہیں اور آپ ﷺ کے نور کی مثل کوئی نور نہیں اور آپ ﷺ کے اسرار باطن ہیں۔ کسی شخص کو آپ ﷺ کے حال کی حقیقت کا ادراک نہیں دور و نزدیک کی ہر شے حضور علیہ السلام کے کمال اور جمال کے نظارہ میں حیران و متحیر ہے۔

حضور علیہ السلام ہر شے کے جاننے والے ہیں:۔ **وھو بکل شیء علیم** (اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے) اور حضور ﷺ تمام شیونات الٰہی 'احکام' صفات حق تمام اسماء و افعال اور آثار اور جملہ علوم ظاہر و باطن اول و آخر جانتے ہیں اور ان پر محیط ہیں جو اس کے مصداق ہے **فوق کل ذی علم علیم** (ہر علم والے کے اوپر علم والا ہے) **علیہ من الصلوۃ افضلھا ومن التحیات اتمھا واکملھا۔** مدارج النبوۃ (مترجم)

Marfat.com

Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ

بیانِ پیدائشِ کائنات و نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

روایت کرتے ہیں کہ محمد ابن اسماعیل بن ابراہیم بن آذر بخاری حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے باپ حضرت امام محمد باقر سے اور وہ اپنے باپ امام زین العابدین سے اور انہوں نے روایت کی اپنے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سنا اپنے والد حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ جابر ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ فداک ابی وامی مجھے خبر دیں کہ اول اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا تھا ہزار برس پہلے۔ کہ ایک روز اُس جہان کا ہزار برس کے برابر ہے اِس جہان کے۔ **کما قال اللہ تعالیٰ وان یوما عند ربک کالف سنتہ مما تعدون**۔ ترجمہ! ایک دن تمہارے رب کے نزدیک ہزار برس کے برابر ہے اِس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو۔ وہ نور میرا قدرت الٰہی سے عظمت اور بزرگی الٰہی کا مشاہدہ کرتا اور تسبیح و طواف اور سجدہ الٰہی میں مصروف رہتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ہزار برس تک عالمِ تجردی میں خدا کی عبادت کی۔ پھر حق تعالیٰ نے اس نور کو چار قسم کر کے ایک قسم سے عرش کو پیدا کیا۔ دوسری قسم سے قلم کو تیسری سے بہشت کو چوتھی قسم سے عالمِ ارواح اور ساری مخلوق کو تخلیق کیا اور ان چار میں سے چار قسم نکال کر تین قسموں سے عقل اور شرم و عشق پیدا کیا اور قسمِ اوّل سے عزیز و مکرم تر میرے تئیں پیدا کیا کہ میں رسول اس کا ہوں۔ **لولاک لما خلقت الافلاک** کہ تجھ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں نہ پیدا کرتا تو ہرگز نہ پیدا کرتا میں آسمان و زمین اور ساری

Marfat.com
Marfat.com

مخلوق کو اور موافق اس حدیث کے **انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری** ترجمہ ! حضرت محمد ﷺ نے فرمایا میں پیدا ہوا ہوں اللہ کے نور سے اور ساری مخلوق کو میرے نور سے پیدا کیا گیا۔ اس کے بعد رب العالمین کا حکم ہوا قلم کو ساقِ عرش پر اول کلمہ کو لکھ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ترجمہ ! نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے' محمد ﷺ خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ قلم نے چار سو برس میں **لا الہ الا اللہ** تک لکھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ قلم نے جو **لا الہ الا اللہ** تک لکھا تو عرض کی یا رب العالمین تو بے ماخذ ہے تیرے نام کے ساتھ یہ نام بزرگ کس کا ہے۔ پس جناب باری سے آواز آئی یہ نام میرے حبیب برگزیدہ ﷺ کا ہے۔ لکھ محمد رسول اللہ ﷺ' جب یہ حکم ہوا ہیبتِ خطاب جل شانہ سے قلم کے منہ پر شگاف ہوا۔ تب قلم نے محمد رسول اللہ ﷺ لکھا تب ہی سے قلم کا شگاف مسنون جاری ہوا قیامت تک۔

اس کے بعد عرش کے اوپر اٹھارہ ہزار برج پیدا کئے اور ہر برج میں اٹھارہ ہزار ستون کھڑے کئے اور ہر ستون کے اوپر اٹھارہ ہزار کنگرے بنائے اور ایک کنگرے سے دوسرے کنگرے تک سات سو برس کی راہ ہے اور ہر کنگرے پر اٹھارہ ہزار قندیل ہیں - ہر ایک ایسا بڑا کہ سات طبق زمین و آسمان اور جو کچھ کہ بیچ اس کے ہے اس میں اس طرح سماوے کہ جیسے ایک انگشتری بیچ میدان کے ڈال رکھی ہے۔ اس کے بعد چار فرشتے پیدا کئے۔ پاؤں ان کے تحت الثریٰ میں پہنچے ہوئے اور مونڈھے ان کے نیچے عرش کے لگے ہوئے ہیں اور چلنے کے وقت جب قدم اٹھاویں ہر ایک قدم کے ساتھ ہزار برس کی راہ میں جا پڑے۔ خدا کا حکم ہوا ان کو عرش اٹھانے کا تب ان چاروں نے زور کیا ہرگز عرش نہ اٹھا سکے۔

بعد اس کے جناب باری سے ارشاد ہوا کہ اے فرشتو! میں نے تم کو ہفت آسمان و زمین اور جو کچھ بیچ اس کے ہے سب کا زور دیا عرش کو اٹھاؤ پھر انہوں نے زور کیا تو بھی نہ اٹھا سکے' عاجز ہو رہے۔ پھر جناب باری سے ارشاد

Marfat.com
Marfat.com

ہوا کہ یہ تسبیح پڑھ کر اٹھاؤ **سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمتہ والھیبتہ والقدرۃ والکمال والجلال والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لا ینام ولا یموت سبوح قدوس ربنا ورب الملائکتہ والروح** ترجمہ ! "میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو بادشاہ اور تمام ملکوں کا صاحب ہے میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو صاحب عزت اور صاحب عظمت اور ذیشان ہے اور قدرت والا اور کمال اور جلال اور بزرگی اور تکبری کے لائق ہے۔ میں تسبیح پڑھتا ہوں اس بادشاہ زندے کی جو نہیں سوتا اور نہیں مرتا وہ طاہر اور بہت پاک ہے۔ ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور ارواحوں کا پروردگار ہے"

جب انہوں نے یہ تسبیح پڑھی خدا کی قدرت سے عرش کو اٹھالیا اور ایک روایت میں ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب ان چار فرشتوں نے یہ تسبیح پڑھی **سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** ترجمہ ! میں تسبیح پڑھتا ہوں اور حمد کرتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے اور اللہ بہت بڑا ہے اور نہیں ہے توانائی اور قدرت کسی کو سوائے اللہ کے ایسا اللہ جو بلند اور بزرگ ہے۔ جب یہ پڑھا تو عرش کو اٹھالیا اور روایت کی گئی ہے کہ اس تسبیح سے بہشت اور فرشتوں کو پیدا کیا تاکہ چاروں طرف عرش خدا کے تسبیح پڑھیں اور طواف کریں اور مومن بندوں کے لئے آمرزش اور معافی چاہیں۔ **قولہ تعالیٰ الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم و یومنون بہ و یستغفرون للذین امنوا ربنا وسعت کل شیئی رحمۃ وعلما" فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم** ترجمہ ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کہ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی خوبیوں کو بیان کرتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے' اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہے تیری

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

مہر اور علم میں سو تو معاف کر ان کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا ان کو " آپ صدموں سے "۔ اور بعد اس کے عرش کے نیچے ایک مروارید پیدا ہوا اس سے اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ پیدا کی اس کی لمبائی سات سو برس کی راہ اور چوڑائی اس کی تین سو برس کی راہ ہے اور چاروں طرف یاقوت سرخ جڑا ہوا اور حکم دیا قلم کو **اکتب علمی فی خلقی وما ھو کائن الی یوم القیامتہ** ترجمہ! لکھ علم خدا کا موجودات میں خدا کے اور جتنی چیزیں کہ ذرہ ذرہ بیچ موجودات کے ہونے والی ہیں قیامت تک' پہلے لوحِ محفوظ پر یہ لکھا گیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ **انا اللہ لا الہ انا من استسلم بقضائی ویصبر علی بلائی و یشکر علی نعمائی کتبتہ ولبعثتہ مع الصادقین یقینا ومن لم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی فلیطلب ربا سوائی ویخرج من سمائی** ترجمہ! شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے - میں ہوں پروردگار سب کا نہیں کوئی معبود مگر میں ہوں جو راضی ہے میری قضا پر اور صابر ہے میری بلاؤں پر اور شاکر ہے میری نعمتوں پر جو میں نے مقدر کی ہیں۔ پس شامل کروں گا میں اس کو صدیقوں میں اور وہ جو راضی نہ ہو میری قضا پر اور صابر نہ ہو بلاؤں پر اور شاکر نہ ہو نعمتوں پر لازم ہے اسے کہ طلب کرے رب کو سوا میرے نکل جاوے تحت سماے میرے۔ بعد اس لکھنے کے لوحِ محفوظ خود بخود جنبش میں آیا اور کہا کہ مثل میرے ہستی میں کوئی نہیں اس واسطے کہ علم خدائی کا مجھ پر لکھا گیا پس جناب باری تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز آئی **قال اللہ تعالی یمحواللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتب** ترجمہ! مٹاتا ہے اللہ اور ثابت رکھتا ہے جس بات کو چاہتا ہے اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب۔

خلاصہ یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر چاہوں مٹا دوں یا رکھوں اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں مقدر کی ہیں ہرگز ان میں تغیر و تبدل نہیں ہو گا مگر چار چیزیں' رزق' موت' سعادت' شقاوت اور پھر اس مروارید کو حکم ہوا یعنی اے مروارید پھیل جا کہ **قال اللہ تعالیٰ وسع کرسیہ السموت والارض** ترجمہ ! جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کشادہ ہوئی کرسی اس کی برابر ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے اور نام اس کا کرسی ہوا پھر اسی وقت نیچے کرسی کے ایک دانہ یا قوت کا پیدا ہوا .بعضوں نے کہا کہ وہ مروارید کا تھا۔ بلندی اس کی پانچ سو برس کی راہ ہے اور چوڑائی بھی اسی قدر تھی' جب اس کی طرف دیکھا عزوجل شانہ نے ہیبت سے وہ خود پانی ہو گیا اور بعد اس کے صبا و نور جنوب شمال اور ان چار باد کو پیدا کر کے حکم دیا کہ تم ہر چار گوشہ راس پانی کے موج مار کر کف نکالو اور ویسا ہی کیا بعدہ قدرت الٰہی سے آگ دھواں سا پیدا ہو کر اس پانی پر گئی اور اس سے دھواں نکل کر درمیان کرسی اور پانی کے ہوا پر معلق ہو رہا اور اسی دھوئیں کو حق تعالیٰ نے سات پارہ کر کے ایک پارہ سے تانبہ اور ایک پارہ سے لوہا اور ایک پارہ سے چاندی اور ایک پارہ سے مروارید اور پارہ سے یا قوت سرخ پیدا کیا اور اس پانی سے آسمان اول اور پارہ سے تانبے کا دوسرا آسمان اور پارہ سے لوہے کا تیسرا آسمان اور پارہ سے چاندی کا چوتھا آسمان اور پارہ سے سونے کا پانچواں آسمان اور پارہ مروارید سے چھٹا آسمان اور پارہ یا قوت سرخ سے ساتواں بنایا اور فاصلہ ہر آسمان کا ایک دوسرے سے پانچ سو برس کی راہ ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قدرتِ کاملہ سے اس کفِ آب سے پشتہ خاک سرخ پیدا کیا اسی جگہ پر کہ جہاں اب خانہ کعبہ ہے اور جرائیل' میکائیل' اسرافیل' عزرائیل کو حکم ہوا کہ چار گوشہ اس پشتہ خاک کے پھیلا دو' انہوں نے ویسا ہی کیا اور یہ زمین اسی پشتہ خاک سے پیدا ہوئی' **قولہ تعالیٰ' خلق الارض فی یومین** ترجمہ ! بنایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں -اور روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایک روز احوال زمین کے دریافت کرنے کے واسطے جناب رسول خدا ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا یا رسول ﷺ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے اس زمین کو کس چیز سے بنایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کفِ آب سے، پھر پوچھا کہ وہ کف کس سے پیدا ہوا فرمایا پانی کی موج سے پھر سوال کیا موج کس سے نکلی فرمایا پانی سے پوچھا وہ پانی کس سے نکلا ہے فرمایا ایک دانہ مروارید سے کہا مروارید کس سے ہے فرمایا تاریکی سے کہا، صَدَقْتَ یا رسول اللہ ﷺ۔ پھر سوال کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ زمین کو قرار کس سے ہے فرمایا کوہ قاف سے کہا کوہ قاف کس سے بنا ہے فرمایا زمرد سبز سے اور آسمان کی سبزی انی پرَ توَ سے ہے کہا یا رسول اللہ ﷺ اور بلندی کوہ قاف کی کس قدر ہے فرمایا پانچ سو برس کی راہ اور گرداگرد اس کے کس قدر ہے فرمایا دو ہزار برس کی راہ ہے اور اس پار کوہ قاف کے کیا چیز ہے فرمایا سات زمینیں ہیں چاندی کی، اور بعد اس کے کیا ہے فرمایا ستر ہزار علم ہیں اور نیچے ہر علم کے ستر ہزار فرشتے ہیں کہ آدم اس تسبیح سے پیدا ہوئے **لا الہ اللہ محمد رسول اللہ** کہا، صَدَقْتَ یا رسول اللہ ﷺ ساتویں زمین پر کون ہے فرمایا فرشتے سب اور چھٹی زمین پر شیطان اور فرزندانِ شیطان اور پانچویں زمین پر وہ سب اور چوتھی زمین پر سانپ اور تیسری پر جانور انِ گزند اور دوسری زمین پر پریاں و آسیب اور پہلی زمین پر سب آدمی۔ کہا صَدَقْتَ یا رسول اللہ ﷺ اور نیچے ساتویں زمین کے کیا چیز ہے فرمایا ایک گائے ہے ایسی کہ اس کے چار ہزار سینگ ہیں اور اس کے ایک سینگ سے دوسرے سینگ کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ ہے اور یہ سات طبق زمین اس کے سو سینگوں کے درمیان ہیں۔ پھر پوچھا وہ گائے کس پر کھڑی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک مچھلی کے مہرہ پشت اور وہ مچھلی پانی پر ہے اور عمق اور گہرائی اس پانی کی چالیس برس تک کی راہ ہے اور وہ پانی ہوا پر ہے اور ہوا تاریکی دوزخ پر اور دوزخ ایک سنگِ آسمان پر اور وہ سنگِ آسمان سر پر ایک فرشتے کے اور تاریکی پر اور وہ ہوا پر کھڑا ہے اور ہوا قدرتِ خدا سے معلق اور قدرت اس کی بے پایاں ہے اور ذات و صفات اس کی منزہ ہے نقصان اور زوال سے۔ کہا سچ ہے یا رسول اللہ ﷺ اور روایت کی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ ہر آسمان پر حق تعالیٰ نے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ایک نور پیدا کیا ہے۔ اس نور سے بے شمار فرشتے پیدا ہوئے ہیں اور حکم ان پر تسبیح و تہلیل اور تقدیس و تعظیم کرنے کا ہے۔ اگر اس سے ایک لحظہ غافل رہیں تو فی الفور تجلئ خدائے جل شانہ کے جل بھن کر خاک ہو جاویں اور ان میں بعضوں کا نصف بند اوپر کا برف اور آدھا نیچے کا آگ ہے اور یہ سب کے سب جیتے ہیں اپنے رب کی تسبیح پڑھتے ہیں۔

سبحان من الف بین الثلج والنار میں تسبیح پڑھتا ہوں اس خدا کی جس نے ہمیں ترکیب دی ہے برف اور آگ سے نہ برف آگ کو بجھا سکتی ہے نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے اور یہ سب کے سب کوئی قیام میں ہیں اور کوئی رکوع میں اور کوئی سجود میں اور کوئی قعود میں قیامت تک اور قیامت کے دن سب کوئی عذر خواہی کریں گے اور پھر کہیں گے **سبحانک ماعبد ناک حق عبادتک** ترجمہ ! اے پروردگار ہمارے ہم نے نہیں پرستش کی تیری جو حق پرستش تیری کا ہے اور بعد اس کے خالق نے یہ سات دن پیدا کر کے روز یکشنبہ کو حاملانِ عرش کو بنایا اور دو شنبہ کو سات طبق آسمان اور سہ شنبہ کو سات طبق زمین اور چہار شنبہ کو تاریکی اور پنج شنبہ کو معرفت زمین اور جو اس میں ہے اور جمعہ کے دن آفتاب اور مہتاب اور سب ستاروں کو اور ساتوں آسمان کو حرکت میں لیا اور ساتویں روز تمام جہان سے فراغت کی' **کما قال اللہ تعالیٰ' خلق السموت والارض و ما بینھما فی ستہ ایام** ترجمہ ! جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو زمینوں کو اور جو بیچ ان کے ہے چھ دن میں پیدا کیا اور ایسا بڑا وہ دن ہے ۔ بمصداق اس آیت کے **وان یوما عند ربک کالف سنتہ مما تعدون** ترجمہ ! ایک دن تمہارے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو' یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔ پس جان لو اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ ان چند میں ہزار مخلوقات کو ایک طرفۃ العین میں پیدا کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے حکمت کاملہ سے اپنے بندوں کو سمجھایا ہے کہ وہ اپنے کاموں میں جلدی نہ کریں اور صبر

Marfat.com
Marfat.com

کریں ۔بمصداق اس کے **الصبر مفتاح الفرج** یعنی صبر کنجی ہے کشادگی کی' اور بعد اس کے تحت الثریٰ پیدا کیا اور تحت الثریٰ نام ہے زمین گل تر کا اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ثریٰ ایک سبز پتھر کا نام ہے اور نیچے ثریٰ کے دوزخ کو بنایا اس میں ایک سردار کہ اس کو مالک کہتے ہیں اور دوزخ اس کے تابع ہیں اور انیس فرشتے پیدا کر کے ان کو مالک وکزیر حکم کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **علیہا تسعتہ عشر** ترجمہ! کہ دوزخ کے اندر انیس فرشتے ہیں۔ داہنے طرف ہر فرشتے کے ستر ہزار ہاتھ ہیں اور بائیں طرف ستر ہزار ہاتھ اور ہر ہاتھ میں ستر ہزار ہتھیلی اور ہر ہتھیلی پر ستر ہزار انگلیاں اور ہر انگلی پر ایک ایک اژدہا قائم ہے اور ہر ایک اژدہے کے سر پر ایک ایک سانپ۔ درازی اس کی ستر ہزار برس کی راہ ہے اور ہر سانپ کے سر پر ایک بچھو اگر دوزخیوں کو ایک نیش مارے تو ستر ہزار برس تک درد سے اس کے لوٹیں اور فریاد و زاری کریں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایک ایک ستون آتش کا ہے۔ اگر ایک ستون اس کا حشر کے میدان میں ڈالا جائے اور تمام مخلوقات جن و انس اسے ہلانا چاہیں تو ہرگز جگہ سے نہ ہلا سکیں اور ان فرشتوں پر حکم ہوا کہ تم دوزخ کے اندر جاؤ انہوں نے عرض کیا خدایا ہم بخوفِ آتش دوزخ میں نہیں جا سکتے تب رب العالمین کا حکم ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک خاتم بہشت سے لا کر پیشانی پر انکی مہر ثابت کر دی اور اس خاتم پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** تاکہ آتشِ دوزخ ان پر اثر نہ کرے' تب وہ انیس فرشتے برکت سے اس کلمہ کی ایک مرتبہ دوزخ کے اندر داخل ہوئے' اس زمانے سے قیامت تک دوزخ کے اندر رہیں گے اور جو مومن داغِ محمد ﷺ پیشانی اور دل میں رکھے گا . بمصداق اس کے **اولئک کتب فی قلوبھم الایمان** ترجمہ !وہ لوگ کہ لکھا گیا دلوں میں ان کے ایمان تو ہرگز الم آتشِ دوزخ ان کو نہ پہنچے گا' اور دوزخ کے سات دروازے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **لھا سبعتہ ابواب لکل باب منھم جزء مقسوم** ترجمہ ! دوزخ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک فرقہ بٹ رہا ہے' طبقہ اول جحیم' اور دوسرا جہنم اور تیسرا سقر' چوتھا سعیر' پانچواں لظی' چھٹا ہاویہ' ساتواں حطمہ' اور مروی ہے کہ ایک دن جبرائیل علیہ السلام یہ آیت رسول خدا کے پاس لائے۔ **قولہ تعالی فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشھوت فسوف یلقون غیا** ترجمہ! پھر ان کی جگہ آئے ناخلف کہ انہوں نے قضا کی نماز اور پیچھے پڑے مزوں کے آگے ملے گی گمراہی اور اسی وقت ایک زلزلہ زمین اور پہاڑوں پر آیا اور اس کے ساتھ ایک آواز آئی کہ رنگ چہرۂ مبارک کا متغیر ہوا آنحضرت ﷺ نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ آواز کس کی ہے اور کہاں سے آئی' انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سات ہزار برس کے آگے سے آدم علیہ السلام کے ایک پتھر ستر ہزار من کا کنارے پر دوزخ کے پڑا ہوا تھا وہ پتھر پندرہ ہزار برس سے نیچے کی طرف چلا جاتا تھا' ابھی قعرِ حطمہ میں جا پہنچا یہ آواز اسی کی تھی۔ حضرت نے پوچھا وہ جگہ کس کی ہے' وہ بولے منافقوں کی' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار** ترجمہ! منافق ہیں سب سے نیچے درجے میں آگ کے اور چھٹے درجہ میں دوزخ کی مشرکین رہیں گے اور پانچویں درجے دوزخ میں بت پرست اور چوتھے درجے میں مے نوش اور تیسرے درجے میں ترسا اور دوسرے درجے میں جہود اور اول درجے میں عصایان امت تمہاری کے رہیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ان الذین امنوا والذین ھادوا والصابئین والنصری والمجوس والذین اشرکوا** ترجمہ! جو لوگ کہ مسلمان ہیں گنہگار اور جو یہود اور صابئی جو کہ بت پرستوں سے ایک فرقہ ہے اور نصاریٰ اور مجوس اور جو شرک کرتے ہیں' یہ چھ گروہ دوزخ میں رہیں گے اور دوزخ کے ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ستر برس کی راہ ہے' اور حدیث میں آیا ہے کہ قدرتِ الٰہی سے جب ہزار برس آتشِ دوزخ دہکائی گئی تو سرخ ہوئی پھر ہزار برس دھونکی گئی تو سفید ہوئی پھر ہزار برس سُلگائی گئی تو سیاہ ہوئی قیامت تک ویسی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہی سیاہ رہے گی جیسی اندھیری رات ہے' اور ایک پارچہ سنگ کہ جس کی چوڑائی پانچ سو برس کی راہ ہے دوزخ کے اوپر رکھا گیا ہے اور وہ قیامت تک رہے گا اور دوزخ کے نیچے ایک پتھر ہے اس کے نیچے ایک فرشتہ مچھر کی پشت پہ کھڑا ہے اور اس کے نیچے ایک مچھلی ایسی بڑی ہے کہ دم اس کی عرش سے لگی ہوئی ہے اور گائے فردوسِ اعلیٰ کی ستر ہزار سینگ اس کے ہیں زمین سخت گڑی ہوئی اور مچھلی کے پیٹ پر کھڑی ہے اور گائے نے ارادہ کیا کہ جنبش کرے خدا تعالیٰ نے ایک مچھر کو پیدا کر کے اس کے سامنے رکھا اور مچھر نے اس کی ناک میں کاٹا اور اس گائے نے درد سے لغزش کی بعدہ مستقل ہوئی اب تک وہ مچھر اس کی ناک میں ہے قیامت تک وہ گائے اس کے خوف کے مارے ہل نہیں سکتی اگر وہ لغزش کرے تو سارا عالم زیروزبر ہو جائے اور شرح اس کی عبداللہ بن سلام کے قصہ میں لکھی ہوئی ہے اور بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے رنگ پیدا کر کے ہوا کو حکم کیا تو ایک حصہ اس کا زمین پر اور ایک حصہ کو زیرِ زمین لے گئی۔ پیچھے اس کے آتشِ بے دُود پیدا کر کے اس سے قومِ جنّات کو پیدا کیا جیسا کہ جنابِ الٰہی نے فرمایا ہے **والجان خلقنه من قبل من النار السموم** ترجمہ! اور جنّات کو بنایا ہم نے ---- آگ کی لو سے۔ اور جنّات سے جہان بھر گیا ---- پھر اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر بھیجا نام ان کا یوسف تھا کہ ان کو شریعت بتلا دے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کرے انہوں نے ان کو نہ مانا اور مار ڈالا' اور زمین پر ظلم و فساد کرنے لگے' تب حق تعالیٰ نے عزرائیل کو فرشتوں کے ساتھ بھیجا انہوں نے سب کو مار کر جہان خالی کیا۔ **واللہ اعلم بالصواب۔**

(قصص الانبیاء)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

"الست بربکم"

" حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "عمدۃ السلوک" میں لکھا ہوا دیکھا ہے۔ خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا "الست بربکم" کیا میں تمھارا پروردگار نہیں ہوں تو اس وقت تمام مسلمانوں اور کافروں کی روحیں ایک جگہ سے آواز آتے ہی چار گروہوں میں منقسم ہو گئیں۔

- پہلی قسم کی روح نے جب آواز سنی تو سجدہ ریز ہو کر دل و زبان سے کہا' قالو بلیٰ
- دوسری قسم بھی سجدہ ریز تھی مگر دل سے قالو بلیٰ کہنا گوارا نہ کیا
- تیسری قسم کی روحوں نے دل سے کہا
- مگر چوتھی قسم کی روحوں نے نہ دل سے اور نہ ہی زبان سے کہا

جناب خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کی وضاحت فرمائی جنہوں نے سجدہ کیا دل اور زبان سے بلیٰ کہا یعنی بے شک تو ہمارا رب ہے وہ انبیاء اولیاء اور مومنوں کا گروہ تھا۔ دوسرے گروہ نے بلیٰ کہا مگر دل سے نہ کہا وہ ان مسلمانوں کا گروہ ہے جو مرتے وقت دنیا سے کافر ہو کر جاتے ہیں۔ تیسری قسم جنہوں نے زبان سے نہ کہا وہ پہلے کافر ہوتے ہیں اور پھر مسلمان ہو جاتے ہیں چوتھی قسم وہ ہے جنہوں نے نہ دل سے نہ زبان سے اقرار کیا وہ اول آخر کافر ہوتے ہیں دنیا سے کفر کی حالت میں جاتے ہیں۔

انیس الارواح:۔ ملفوظات امام الاتقیاء سلطانِ ولایت ابوالنور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ:۔ عطائے رسول سلطان العارفین ولی الہند خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:۔ عنصر صابری

Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ملکوت کے روبرو اس بات کا حلف اٹھایا ہے کہ مجھے اپنے عزوجل کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں اپنے ملک کو ظاہر نہ کرتا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا حبیب قرار دیا ہے اور محبت کا اقتضاء بھی یہی ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آسمان میں فرشتے کس شغل میں مشغول ہیں کہا جس روز سے اللہ تعالیٰ نے تمام ملکوت کو پیدا کیا ہے انہیں حکم ہوا ہے کہ حضرت محمد آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ورد زباں رکھو اور ان کی محبت دل میں رکھو اگر ان سے محبت نہ کرو گے اور ان کے اسم مبارک کو عظیم نہ جانو گے تو تمھیں علیحدہ کیا جائے گا۔ پھر فرمایا' جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول کرنی چاہی تو فرمایا کہ ہماری بارگاہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کو شفیع بنا تاکہ ہم تیری توبہ قبول کریں پھر فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ موجودات میں ہے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہے۔

افضل الفوائد:۔ ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ:۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:۔ عنصر صابری

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

باعثِ تخلیقِ آدم

تحریر:۔ فضیلۃ الشیخ علامہ سید یوسف سید ہاشم رفاعی
مترجم:۔ حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

شیخ ابن منیع کہتے ہیں۔

ہم نے مالکی کی تصنیف "الذخائر المحمدیہ" میں پڑھا کہ مخلوق نبی اکرم ﷺ کے لئے پیدا کی گئی اور محمد ﷺ کا علم وسیع ہے' آپ روح کو بھی جانتے ہیں اور ان پانچ چیزوں کو بھی جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے مختص فرمایا ہے اور زمین و آسمان کی چابیاں نبی اکرم ﷺ کو دی گئیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس پر رد کیا۔

(حوار مع المالکی' ص 186)

اللہ تعالیٰ قادر و قوی کی قوت و امداد سے میں آئندہ صفحات میں اس موضوع پر روشنی ڈالوں گا' کیونکہ ہر قوت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔

بعض علماء نے کتب فضائل میں لکھا کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مخلوق آپ کے لئے پیدا کی گئی۔ حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطی' حافظ قسطلانی' علامہ زرقانی نے اس خصوصیت کا ذکر کیا۔ امام حاکم' امام بیہقی' علامہ سبکی اور بلقینی نے اس خصوصیت کی احادیث کو صحیح قرار دیا۔

امام حاکم' بیہقی اور امام طبرانی نے معجم صغیر' ابو نعیم اور ابن عساکر' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے عرض کیا:

یارب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی

"یا اللہ! محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل میری مغفرت فرما"۔

ارشاد ہوا: تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا؟ انہوں نے عرض کیا:

یا اللہ! جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے اندر تو نے روح پھونکی' تو میں نے سر اٹھایا' کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کے پایوں پر لکھا ہوا ہے:

Marfat.com
Marfat.com

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی ہستی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

صدقت یا آدم و لولا محمد ما خلقتک

"اے آدم! تو نے سچ کہا' اگر محمد نہ ہوتے' تو میں تجھے پیدا نہ کرتا"

حاکم نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ علامہ ذہبی نے کہا کہ یہ موضوع ہے۔

(مواہب لدنیہ مع شرح ج 1' ص 62' المستدرک و تلخیصہ ج 2' ص 615)

میں کہتا ہوں کہ علامہ ذہبی کا اس حدیث کو موضوع قرار دینا' سینہ زوری ہے اور یہ ان سے کچھ بعید نہیں ہے' کیونکہ جرح و تعدیل کے سلسلے میں ان کا متشدد ہونا معروف ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے اپنی مشہور کتاب دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس امر کا التزام کیا ہے کہ وہ اپنی کتاب میں ایسی حدیث نہیں لائیں گے جو ان کے علم میں موضوع ہو گی' جیسا کہ حافظ سیوطی نے اپنی کتاب "اللآلی المصنوعۃ" میں تصریح کی ہے۔ امام بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ جن احادیث کا وہ ذکر کریں گے' کبھی تو ان کے بعد' ان کے صحیح ہونے کی طرف اشارہ کر دوں گا اور کبھی ایسا نہیں کروں گا' تاہم جس موقع پر وہ حدیث بیان کی گئی ہو گی' اس جگہ وہ مقبول ہو گی' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی حدیث کو ضعیف سند کے ساتھ ذکر کر دوں۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ضعف کی طرف اشارہ کر دوں گا' اس صورت میں میرا اعتماد دوسری روایت پر ہو گا۔

علامہ ذہبی' دلائل النبوۃ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اس کتاب کو لازم پکڑ' کیونکہ یہ تمام تر ہدایت اور نور ہے"

(شرح المواہب ج 1' ص 62)

امام بیہقی نے یہ حدیث اپنی کتاب دلائل النبوۃ کے **باب ما جاء فی تحدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنعمتہ ربہ عزوجل**

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

القولہ واما بنعمتہ ربک فحدث (رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ربانی کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے رب کی نعمت کو بیان کرنا) میں بیان کی ہے۔

اس حدیث کے بیان فرمانے کے بعد فرماتے ہیں اس کی روایت میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم منفرد ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔

حافظ عماد الدین ابنِ کثیر نے اس کی تائید کی ہے۔ انہوں نے البدایتہ والنہایتہ' ج 1' ص 180 میں یہ حدیث نقل کی ہے اور کوئی اعتراض نہیں کیا۔

امام حاکم' ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ تم محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور امت کو حکم دو کہ جو انہیں پائے' ان پر ایمان لائے۔

فلو لا محمد ما خلقت ادم ولا الجنتہ ولا النار و قلد خلقت العرش علي الماء فاضطرف فکتبت علیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن۔

(اگر محمد نہ ہوتے' تو میں آدم اور جنت و نار کو پیدا نہ فرماتا' میں نے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا تو وہ مضطرب ہو گیا۔ میں نے اس پر کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھ دیا' تو وہ پر سکون ہو گیا)۔

امام حاکم نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے' اسے امام بخاری و امام مسلم نے روایت نہیں کیا۔ (المستدرک ج 2' ص 615)

علامہ ذہبی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ یہ حدیث وضعی طور پر سعید کی طرف منسوب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو امام محمد بن یوسف شامی نے اپنی معروف کتاب السیرۃ الشامیتہ میں بیان کیا ہے اور فرمایا کہ اس حدیث کو ابو الشیخ نے کتاب الاصفہانیین میں روایت کیا' حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ شیخ الاسلام بلقینی نے اپنے فتاویٰ میں اور علامہ سبکی نے اس کی تصحیح کو برقرار رکھا۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ اس کی سند میں عمر بن اوس ہے' جو معلوم نہیں' کون ہے؟

امام دیلمی اپنی مسند میں ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل امین آئے اور انہوں نے کہا اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لولاک ماخلقت الجنتہ ولولاک ماخلقت النار۔

(السیرۃ الشامیتہ ج 1' ص 162)

(اگر تمہیں پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا' تو میں جنت اور دوزخ کو پیدا نہ فرماتا)

اس حدیث کو امام سبکی نے بھی ذکر کیا اور اسے صحیح قرار دیا (شفاء السقام ص 162)

اس حدیث کو شیخ ابن تیمیہ نے فتاوٰی کبرٰی ج 2' ص 151 میں بھی ذکر کیا ہے۔ انہوں نے کہا حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں شیخ ابوالفرج کی سند سے ذکر کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی' تو انہوں نے سر اٹھا کر عرض کیا بارِ الٰہا: محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل میری مغفرت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی کہ محمد کون ہیں؟ اور تم ان کا مقام و مرتبہ کیسے جانتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا۔ یا اللہ! جب تو نے میری تخلیق کی تکمیل فرمائی' تو میں نے سر اٹھا کر تیرے عرش کی طرف دیکھا' تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس پر لکھا ہوا ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تو میں نے جان لیا کہ جس ذاتِ اقدس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے' وہ تیرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ عزت والی ہستی ہے۔ ارشاد ہوا ہاں ایسا ہی ہے' میں نے تمہیں بخش دیا۔

وھو اخر الانبیاء من ذریتک ولولاہ ماخلقتک۔

(وہ تمہاری اولاد میں سے آخری نبی ہیں' اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا)

ابنِ تیمیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث' گزشتہ حدیث کی تائید کرتی ہے اور یہ دونوں حدیثیں احادیث صحیحہ کی تفسیر کی حیثیت رکھتی ہیں۔

میں (رفاعی) کہتا ہوں کہ اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ابنِ تیمیہ کے نزدیک استشہاد اور اعتبار کے لائق کیونکہ موضوع یا باطل روایت محدثین کے نزدیک قابل

Marfat.com

استشہاد نہیں ہوتی۔ آپ دیکھتے ہیں کہ شیخ ابنِ تیمیہ نے اس حدیث کو احادیث صحیحہ کی تفسیر کی حیثیت سے قبول کیا ہے۔ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ اس حدیث کو علماء کرام کی لائقِ احترام جماعت نے صحیح قرار دیا ہے۔ مثلاً" امام حاکم' علامہ سبکی' علامہ بلقینی' امام بیہقی' آخرالذکر امام نے یہ حدیث اپنی اس کتاب میں روایت کی ہے جس میں ان کی شرط یہ ہے کہ موضوع روایت نہیں لائیں گے۔ اسی طرح ابنِ کثیر' قسطلانی اور زرقانی نے بھی اسے روایت کیا اور قبول کیا۔ علامہ ذہبی کا اس حدیث کو رد کرنا موضوع قرار دینا کچھ موثر نہیں ہے۔ ذہبی کی رائے امام حاکم اور بیہقی کی رائے سے زیادہ اہم نہیں ہے جو شخص فساد معنی کے سبب اس حدیث کو قبول نہیں کرتا' تو اس کی معنیٰ حدیث کے بارے میں اپنی رائے ہے اور حدیث کا معنی سمجھنے میں ہماری اپنی رائے ہے اور جو علامہ ذہبی کی پیروی میں اس حدیث کو قبول نہیں کرتا' وہ نہ کرے۔ ہم تو امام حاکم اور بیہقی کی پیروی میں قبول کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ امام حاکم حدیث کے صحیح قرار دینے میں سہولت پسند واقع ہوئے ہیں' تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ علامہ ذہبی کسی حدیث کو موضوع قرار دینے میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ متعدد علماء نے کئی حدیثوں کو موضوع قرار دیا' مگر ان کا فیصلہ تسلیم نہیں کیا گیا۔ مثلاً" علامہ ابنِ جوزی اپنی تصنیف الموضوعات الکبریٰ میں ضعیف' حسن' بلکہ سنن ابوداؤد' جامع ترمذی' سنن ابنِ ماجہ اور امام حاکم کی مستدرک وغیرہ کتب معتمدہ میں مذکور صحیح حدیثوں' یہاں تک کہ صحیح مسلم کی ایک حدیث کو بھی ذکر کر گئے ہیں' اسی لئے بعض علماء نے کہا ہے۔

و من عجیب ما یری للمسلم
فیه حدیث من صحیح مسلم

(ابنِ جوزی کی کتاب میں ایک مسلمان کو یہ عجیب چیز دکھائی دے گی کہ اس میں صحیح مسلم کی ایک حدیث بھی مذکور ہے۔)

یہ حدیث ہمارے آقا و مولا ﷺ کی عزت و عظمت پر دلالت کرتی ہے اور یہ حدیث نہ تو اصولِ توحید میں سے کسی اصل کے منافی ہے اور نہ ہی ربوبیت کے کسی

Marfat.com

حق یا اُلوہیت کی کسی صفت کی نفی کرتی ہے' بلکہ معتبر حقائق و واقعات اس کی تائید کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں نبی اکرم ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت قرار دیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین (الانبیاء 21' آیت 107)

(ہم نے تمہیں نہیں بھیجا' مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت)

ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ رحمت ہیں اور رحمت بھی تمام جہانوں کے لئے' اس رحمت کے تحقیق کے لئے تمام جہانوں کا وجود ضروری ہے' لہٰذا تمام جہان اس رحمت کے مظہر ہوئے اور یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ تمام جہان اس رحمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں جو ان سے متعلق ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (الذاریات 51' آیت 56)

(اور میں نے جن و انسان کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق کے پیدا کرنے میں حکمت الٰہیہ یہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور یہ عبادت جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے' دنیا ہی میں ہو گئی' لہٰذا یہ دنیا اس عبادت کا مظہر اور محل ٹھہری' کہنے دیجئے کہ تمام مخلوق اس لیے پیدا کی گئی کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق' اپنے اطاعت شعار اور عبادت گزار مخلوق' بندوں کے لئے پیدا فرمائی ہے' تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟ اور حضور پُرنور ﷺ تو ان پیکرِ اطاعت و عبادت مخلصین کے مرشد و امام اور سید و سرور ہیں' اس لئے یہ کہنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ تمام مخلوق نبی اکرم ﷺ کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

محدث عبدالرزاق حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں' وہ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' یہ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ فرمایا:

یاجابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

(اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا (یعنی نور الٰہی' نور مصطفیٰ ﷺ کے لئے بلاواسطہ خالق بنا۔ یہ مطلب نہیں کہ حضور کا نور' اللہ تعالیٰ کے نور کی جز ہے 12 قادری)

ابن عساکر' حضرت سلمان ﷺ سے راوی ہیں کہ جبرائیل امین علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ آپ کا رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا' تو تمہیں میں نے اپنا حبیب بنایا اور میں نے کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں کی جو میری بارگاہ میں تم سے زیادہ معزز ہو۔ میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے پیدا کیا کہ انہیں اپنی بارگاہ میں تمہاری عزت و کرامت کا عرفان عطاء کروں' اگر تمہیں پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا' تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

خلاصہ یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت مطلوب نہ ہوتی' تو کائنات پیدا نہ کی جاتی۔ تمام بندگان خدا نہ ہوتے' تو کائنات پیدا نہ کی جاتی اگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نہ ہوتے' تو کائنات پیدا نہ کی جاتی۔ مسئلہ آسان اور درجات مختلف ہیں' مگر ان کے ادراک کے لئے بصیرت کی ضرورت ہے' چونکہ کائنات' اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے پیدا کی گئی ہے اور عبادت میں کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کا ہمسر نہیں ہے' اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ کائنات آپ کے لئے پیدا کی گئی ہے اور یہ بات آپ ہی کے بارے میں کہی گئی ہے' کسی دوسرے کے بارے میں نہیں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

خلق لکم ما فی الارض جمعیا" (البقرہ 2 آیت 29)

(تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے)

نیز ارشاد ہے۔

وسخرلکم الشمس والقمر دائبین وسخرلکم اللیل والنھار۔ (ابراہیم 14' آیت 32)

(تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کیا جو مسلسل چل رہے ہیں اور تمہارے لیے رات اور دن کو مسخر کیا۔)

جب یہ تمام چیزیں حضرت انسان کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور ابوالبشر آدم علیہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

السلام حضور اقدس ﷺ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں تو یہ کہنا بالکل بجا ہو گا کہ دنیا نبی اکرم ﷺ کے لیے پیدا کی گئی ہے اور یہ خداداد اعزاز ہے۔

سیدِ اعظم ﷺ کی روحِ انور، تمام انسانی روحوں سے پہلے پیدا کی گئی جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

کنت اول الناس فی الخلق و اخرھم فی البعث

"مجھے سب انسانوں (انبیاء) سے پہلے پیدا کیا گیا اور آخر میں بھیجا گیا"

اس حدیث کو امام ابنِ سعد نے سندِ صحیح کے ساتھ "مُرسلا" روایت کیا۔ ابو نعیم نیز ابو حاتم نے اپنی تفسیر میں، ابنِ لال اور دیلمی نے بروایت سعید بن بشیر، حضرت قتادہ سے انہوں نے حضرت حسن سے انہوں نے حضرت ابوہُریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے یہ الفاظ روایت کئے ہیں۔

کنت اول النبیین فی الخلق و اخرھم فی البعث

"میں پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخر میں ہوں"۔

یہ روایت، ابن سعد کی روایت کی تفسیر ہے، یعنی اس روایت میں انسانوں سے مراد انبیاء کرام ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ عالمِ ارواح میں تمام انبیاء کرام سے پہلے اور عالمِ اَجسام میں سب سے آخر ہیں۔ عالمِ ارواح میں آپ کو تمام انبیاء سے پہلے نبوت عطا فرمائی گئی۔ اس طرح عالمِ ارواح میں آپ ہی سے نبوت کا دروازہ کھولا گیا، اور عالمِ اَجسام میں آپ ہی پر نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا، لہٰذا آپ ہی فاتح ہیں اور آپ ہی خاتم ہیں۔ ﷺ۔

امام ترمذی، حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو نبوت کب عطا کی گئی؟ فرمایا:

وادم بین الروح والجسد

"جب کہ آدم ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے"۔

امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن، صحیح اور غریب ہے۔ امام ابو نعیم، بیہقی اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ امام بزار، طَبرانی اور ابو نعیم نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ امام احمد، ابنِ حبان اور حاکم نے

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آخر الذکر دونوں حضرات نے اسے صحیح قرار دیا اور علامہ ذہبی نے اس تصحیح کو برقرار رکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی عند اللہ لخاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینتہ۔

"بے شک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت بھی خاتم الانبیاء تھا' جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کا جسد خاکی تیار کیا جا رہا تھا"۔

حضرت میسرۃ الفجر سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! آپ کب سے نبی ہیں؟ فرمایا:

کنت نبیا" و ادم بین الروح والجسد۔

"میں اس وقت بھی نبی تھا' جب ابھی آدم روح اور جسم کے درمیان تھے"۔

اس حدیث کو امام احمد' امام بخاری نے تاریخ میں' امام طبرانی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ حافظ ہیثمی نے امام احمد اور طبرانی کی سند کے بارے میں کہا کہ اس کے راوی' حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

امام ترمذی' ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان روایت کرتے ہیں:

انا اکرم الاولین والاخرین علی اللہ ولا فخر

میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام اولین اور آخرین سے زیادہ عزت والا ہوں اور یہ بات ازراہِ فخر نہیں۔

امام بیہقی کے الفاظ یہ ہیں: ویعلم ان کل حدیث اوردتہ فیہ قد اردفتہ بما یشیر الی صحتہ او ترکتہ مبھما وھو مقبول فی مجل ما اخرجتہ وما عسٰی اوردتہ باستناد فیہ ضعف اشرت الٰی ضعفہ و جعلت الاعتماد علٰی غیرہ۔ (دلائل النبوۃ' دار النصر للطباعۃ القاہرہ ج ۱' ص 39) "اسلامی عقائد"

Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیّدی یارسول اللہ

از فخرِ اہلِ سنّت حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) **ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم**۔پارہ 27' سورہ حدید پہلا رکوع وہ ہی اول ہے وہ ہی آخر ہے وہ ہی ظاہر ہے وہ ہی چھپا اور وہ ہر چیز جانتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ یہ آیت کریمہ حمدِ الٰہی بھی ہے اور نعتِ مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام بھی۔ حضور سب سے اول ہیں اور سب سے پیچھے اور سب پر ظاہر اور سب سے چھپے ہوئے اور حضور علیہ السلام ہر چیز کو جانتے ہیں۔ اول تو اس طرح کہ دنیا و آخرت ہر جگہ سب سے اول ہی ہیں' سب سے پہلے آپ کا نور پیدا ہوا۔ **اول ما خلق اللہ نوری** جسمًا تو حضرت آدم حضور علیہ السلام کے والد ہیں مگر حقیقتہً" حضور علیہ السلام والد آدم ہیں۔ بظاہر درخت سے پھول ہے مگر حقیقت میں پھول سے درخت ہے۔

ظاہر میں میرے نخل، حقیقت میں میری اصل
اُس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

اِس باغ عالم کے حضور ﷺ پھول ہیں۔ سب سے پہلے نبوت آپ کو عطا ہوئی۔ خود فرماتے ہیں **کنت نبیا" و ادم بین الطین والماء** میں اس وقت نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے آب و گِل میں جلوہ گر تھے' میثاق کے دن **الست بربکم** کے جواب میں سب سے پہلے **بلیٰ** فرمانے والے حضور ﷺ ہی ہیں' بروز قیامت سب سے پہلے آپ ﷺ کی قبرِ انور کھولی جاوے گی' بروز قیامت اول حضور ﷺ کو سجدہ کا حکم ملے گا۔ سب سے پہلے حضور ﷺ شفاعت فرمائیں گے اور شفاعت کا دروازہ حضور ﷺ ہی کے دستِ اقدس پر کھلے گا۔ اول حضور ﷺ ہی جنت کا دروازہ کھلوائیں گے اول حضور ﷺ ہی جنت میں تشریف فرما ہوں گے' بعد میں تمام انبیاء۔ اول حضور ﷺ ہی کی امت جنت میں جاوے گی بعد میں تمام اُمتیں غرضکہ ہر جگہ اوّلیت کا سہرا ان ہی کے سر پر

Marfat.com
Marfat.com

ہے' اول دن یعنی جمعہ حضور ﷺ ہی کو دیا گیا اس قدر اولیت کے باوجود پھر سرکار ﷺ آخر بھی ہیں۔ سب سے آخر حضور ﷺ کا ظہور رہا۔ خاتم النبین ﷺ آپ ہی کا لقب ہوا۔ سب سے آخر دن یعنی قیامت تک حضور ﷺ ہی کا دین باقی رکھا گیا۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

نمازِ اسریٰ میں تھا یہ ہی سرّ عیاں ہو معنی اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر، جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

اب رہا ظاہر و باطن۔ حضور علیہ السلام سب پر ظاہر ہیں اور ہمیشہ ظاہر' سب پر تو اس طرح ظاہر کہ ان کو مسلمان جانیں' کافر پہچانیں **یعرفونه کما یعرفون ابنائهم** حضور ﷺ کی معرفت کو بیٹے سے مثال دی نہ کہ باپ سے اس کی تین وجہ ہیں۔ بیٹا اپنے باپ کو صرف لوگوں سے سن کر جانتا ہے بلا دلیل۔ مگر باپ اپنے بیٹے کو اپنے نکاح' قرار حمل' ولادت وغیرہ دلائل سے جانتا ہے کفار بھی حضور ﷺ کو دلائل سے پہچانتے تھے نہ فقط سن کر' نیز بیٹا دنیا میں آکر باپ کو پہچانتا ہے مگر باپ ولادت سے پہلے ہی - کفار بھی حضور ﷺ کو ولادت پاک سے پہلے ہی جانتے تھے اور ان ﷺ کی آمد کی دعائیں مانگتے تھے' نیز بچہ دنیا میں آکر فوراً" نہیں پہچانتا بلکہ سمجھدار ہو کر' مگر باپ بیٹے کو اول سے ہی جانتا ہے۔ حضور علیہ السلام کو بچپن ہی سے سارا عالم جانتا تھا کہ پہاڑ سلام کرتے تھے حجر خوشخبریاں دیتے تھے۔ درخت سایہ کے لئے جھکتے تھے۔ چاند باتیں کرتا تھا' کفار آپ کی نبوت کی گواہیاں دیتے تھے

بالائے سرش زہوشمندی مے تافت ستارہ بلندی

جانور جانیں' اونٹ سجدہ کریں' جنگل کے ہرن امن مانگیں' چاند و سورج

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

جانیں کہ چاند تو اشارہ پاکر دو ٹکڑے ہو جائے اور سورج ڈوب کر لوٹ آوے جانتے ہیں کہ اشارۂ محبوب ﷺ ہے۔ فرش والے جانیں۔ عرش والے پہچانیں۔ حضرت آدم علیہ السلام آنکھ کھولتے ہی عرش اعظم پر رب کے نام کے ساتھ محبوب ﷺ کا نام لکھا ہوا پائیں' جنت والے جانیں' دوزخ والے پہچانیں' جنت کے پتے پتے پر حوروں کی آنکھوں میں' غلمانوں کے سینہ پر غرضکہ ہر جگہ لکھا ہوا ہے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**

خُلدِ بریں میں ہر جگہ' نام شہِ انام ہے
خُلد ہے مِلک آپ کا **صلی علی محمد**

دوزخی بھی اقرار کریں **قالوا لم نک من المصلین** وہ بھی جانیں گے کہ مخالفتِ سیدِالابرار ﷺ ہم کو یہاں لائی غرضکہ جہاں اللہ کا چرچا ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کا ذکر' تمام عالم میں آپ ﷺ کا نور اور ہر جگہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا ظہور۔ پھر قیامت تک محبوب ﷺ کی ہر ادا سب کو معلوم۔ زندگی پاک کی ایک حالت کریمہ' ولادت پاک' دودھ پینا' پرورش پانا' قبل نبوت کے واقعات' بعد نبوت اندرونی اور بیرونی زندگی پاک' چلنا پھرنا' کھانا پینا' سونا جاگنا' تبسم فرمانا' گریہ وزاری کرنا غرضکہ زندگی پاک کا ہر شعبہ ہر وقت ہر جگہ ظاہر عرب میں ظاہر عجم میں ظاہر' پنجاب میں ظاہر' کابل میں ظاہر کونسی جگہ ہے جہاں کتبِ حدیث نہ پہنچی ہوں۔ ظاہر تو ایسے مگر لطف یہ ہے کہ جیسے وہ ہیں ایسا کسی نے نہ جانا بجز پروردگار وہ شان ظہور تھی اور یہ شان بطون۔ حافظ شیرازی کہتے ہیں۔

کہ ندانست کہ منزل گہ محبوب کجاست
ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے مے آید

سنا ہے رہتے ہیں دولہا فقط مدینے میں
غلط ہے رہتے ہیں وہ عاشقوں کے سینے میں

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند قصائد قاسمی میں لکھتے ہیں۔

رہا جمال پہ تیرے، حجابِ بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے بجُز ستار

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

سوا خدا کے بھلا کوئی تجھ کو کیا جانے
تو شمس نور ہے شیر نمط **اولوا الابصار**

غرضکہ دیدۂ انسان میں بشریت ظاہر ہوئی مگر حقیقتِ محمدیہ ﷺ بجز پروردگار کوئی بھی نہ جان سکا' جس طرح کہ سورج کو اس کے نور نے چھپالیا کہ کوئی بھی اس کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح حضور انور علیہ السلام کی نورانیت پردہ بن گئی۔ رب نے اسی لئے نور فرمایا **قد جآء کم من اللہ نور و کتب مبین** یعنی اے مسلمانو! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نور اور کھلی ہوئی کتاب آئی۔ پانچویں صفت بیان ہوئی۔ **ھو بکل شئی علیم** اور وہ محبوب علیہ السلام ہر چیز کو جاننے والے ہیں یعنی خالق کی ذات و صفات اور علوم ظاہر و باطن اور مخلوق کے اولین و آخرین کے سارے علم حضور علیہ السلام میں جمع ہیں اور مخلوقِ الٰہی میں **فوق کل ذی علم علیم** (ہر علم والے کے اوپر ایک بڑا عالم ہے)۔ حضور ﷺ ہی ہیں' جس آنکھ نے خالقِ عالم کو معراج میں دیکھا ہو مخلوق کس طرح اس سے چھپ سکتی ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا، تم پہ کروڑوں درود

صلی اللہ علیہ و علی الہ واصحابہ و بارک وسلم

"شان حبیب الرحمان من آیات القرآن"
فخرِ اہلِ سنت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از سید محمد ذوقی شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

حقیقت انسانی کی اصل حقیقت محمدی ﷺ ہے - حق تعالیٰ نے سب سے پہلا تنزل حقیقت محمدی ﷺ میں فرمایا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ **اول ما خلق اللہ نوری** یعنی پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے - نیز فرمایا کہ **کنت نبیا" و ادم بین الماء والطین**۔ یعنی میں نبی تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ آپ ﷺ کل موجودات سے اسبق اور کل مخلوقات سے اکمل ہیں۔ بلحاظ تخلیق کے آپ ﷺ اول اور بلحاظ ظہور کے آپ ﷺ آخر ہیں۔ بلحاظ حقیقت آپ خلق اول، تعین اول' برزخ کبریٰ اور رابطہ بین الظہور والبطون ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہیں جو سب سے پہلے چمکا اور جس سے تمام کائنات کی تخلیق ہوئی۔ آپ ﷺ اصل ہیں جملہ کائنات کی' آپ ﷺ خلاصۃ الموجودات ہیں۔ آپ ﷺ جان عالم ہیں آپ ﷺ اجمال ہیں ان اسماء و صفات کا جن کا ظہور تفصیلی کائنات میں ہے۔ آپ ﷺ ہی عقل اول ہیں۔ آپ ﷺ ہی نور نبوت ہیں۔ آپ ﷺ ہی حقیقت ہیں آدم علیہ السلام کی' آپ ﷺ ہی اصل ہیں جملہ انبیاء علیہم السلام کی - جس طرح آدم علیہ السلام پر تخلیق کائنات ختم ہوئی آپ ﷺ پر تکمیل انسانی ختم ہوئی - آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہیں جو اسماء و صفات کے ظہور سے پہلے درخشاں ہوا۔ زماں اور مکاں کے پیدا ہونے سے پہلے چمکا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نور کو عقل اول کے اندر اس طرح جگہ دی جیسے انجینئر کے مکان کا نقشہ قبل تعمیر مکان جگہ پکڑتا ہے' عقل اول روحانیات کی عمارتوں کے لئے بمنزلہ انجینئر کے ہے۔ مکان کی تعمیر کے لئے اینٹ پتھر چونہ لکڑی وغیرہ سامان جو فراہم کیا جاتا ہے وہ سب اسی نقشہ کے تابع ہوتا ہے جو انجینئر کے دل میں محفوظ ہے۔ اسی نقشہ پر مکان کی بنیاد پڑتی ہے

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

اور اسی نقشہ سے مکان کی تکمیل ہوتی ہے۔ غرضکہ مکان کی ابتدا اور انتہا اور جملہ درمیانی مراتب اسی نقشہ کے تابع ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے عالم روحانی کا ابداع کیا اور عالم جسمانی کی تخلیق فرمائی تو نور نبوت کو عقل اول کی ذات سے اس طرح نکالا جس طرح مکان کا نقشہ انجینئر کے ضمیر سے نکلتا ہے چنانچہ اسی نور سے چاند سورج روشن ہوئے اور اسی نور سے عرش و کرسی اور لوح و قلم کو قیام ملا اور اسی نور سے آسمانوں کو ستاروں کے ساتھ رونق دی گئی اور اسی نور سے زمینیں بچھائی گئیں اور انھیں آباد کیا گیا یہی نور ربانی آدم کے قلب میں امانت بن کر آیا اور منتقل ہوتے ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا ہوا اور صورت محمدی ﷺ اس نے اختیار کی۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ بقدر حسنہ و جمالہ

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس نور سے عالم روحانی کا ابداع فرمایا اسی طرح اس نور سے عالم جسمانی کو مجسم فرمایا۔ گویا یہ نور ابتدا میں انجینئر کے دل کے اندر کا نقشہ تھا جو آخر میں مثل اس آخری اینٹ کے ظاہر ہوا جس پر مکان کی تعمیر ختم ہوئی۔ جب یہ نور ہیکل جسمانی میں ظاہر ہوا اور مکان کی آخری اینٹ کی طرح دوسری اینٹ میں مل جل کر اللہ تعالیٰ کے قول۔

قل انما انا بشر مثلکم (الکھف 110:18)

کہ دو کہ میں مثل تمہارے ایک بشر ہوں

کے مطابق دوسری اینٹوں کی صورت میں نمایاں ہوا تو گویا ایک آفتاب تھا جس پر ابر آگیا اور بوجہ اس ابر کے دیکھنے والوں کے لئے اس کا دیکھنا آسان ہو گیا۔ جملہ اسماء و صفات ایک جامع اسم یعنی اسم اللہ میں مجتمع ہو کر صورت بشری میں ظاہر ہوتے ہیں اور جو دیکھنے والے ہیں انھیں موقعہ ملتا ہے کہ اسم اللہ کی صورت ظاہری کو وہ دیکھیں اور مراد کو پہنچیں مگر اس دیکھنے کا حق وہی ادا کرتے ہیں جن کی نظر دونوں جہتوں پر ہو۔ آپ کی دو جہتیں ہیں۔ ایک جہت حقیقت سے متعلق ہے اور دوسری جہت بشریت سے ۔ جس نے ایک جہت پر نظر کی اور دوسری جہت کو نہ پہچانا اس نے آپ ﷺ کو نہ دیکھا اور وہ حق تعالیٰ کی اس

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تنبیہ میں آگیا کہ

و ترھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون○ (الاعراف 7:198)

اور تم دیکھتے ہو ان کو کہ تمہاری جانب نظر کرتے ہیں مگر کچھ نہیں دیکھتے۔

خود اللہ تعالیٰ آپ کی جہت اولیٰ کو مدنظر رکھ کر فرماتا ہے کہ

لعمرک (الحجر 15:72)

قسم ہے تیری زندگی کی۔

اور فرماتا ہے کہ

وانک لتھدی الیٰ صراط مستقیم○ (الشوری 42:52)

اور بے شک آپ ﷺ سیدھی راہ کی جانب ہدایت کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:-

ما کان محمد ابا احد من رجالکم۔ (الاحزاب 33:40)

محمد ﷺ تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔

نیز آپ ﷺ خود اپنی شان میں فرماتے ہیں:-

انی لست کاحدکم ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی
(البخاری)

میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں بلکہ اپنے رب کے پاس رہتا ہوں اور وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

اور فرماتے ہیں:-

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

مجھ کو حق تعالیٰ کے ساتھ ایسا وقت ہوتا ہے جس میں ملک مقرب اور نبی مرسل نہیں سماتے۔

اور آپ ﷺ کی جہت ثانی کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل انما انا بشر مثلکم۔ (الکھف 110:18)

کہ دو کہ میں مثل تمہارے ایک بشر ہوں۔

اور فرماتا ہے۔

انک میت وانھم میتون○ (الزمر 30:39)

بے شک تم بھی مرنے والے ہو اور یہ بھی مرنے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے۔

لا تھدی من احببت۔ (القصص 56:28)

تم ہدایت نہیں کر سکتے جسے چاہو۔

آپ ﷺ کا دل تنگ ہونا اور شکستہ خاطر ہونا صفات بشری سے تھا نہ کہ آپ ﷺ کی جہت اصلی سے۔ آپ ﷺ کا یہ قول کہ **انتم اعلم بامور دنیاکم**(تم اپنی دنیا کے امور کو زیادہ جانتے ہو) بھی بشریت کی جہت سے تھا۔ عجز و مسکینی اور نقائص امکانی کے کل لوازمات آپ ﷺ میں بشریت کی جہت سے تھے جو آپ ﷺ کو عالم سفلی میں نزول فرمانے اور عناصر کی قید میں مقید ہونے سے حاصل ہوئے تھے تاکہ آپ ﷺ اپنے ظاہر سے عالم ظاہر کے خواص پر محیط ہوں اور اپنے باطن سے عالم باطن کے خصائص پر حاوی ہوں آپ ﷺ مجمع البحرین ہیں اور آپ ﷺ کی ذات مظہر العالمین ہے۔ آپ ﷺ کا اس عالم میں نزول فرمانا بھی آپ ﷺ کا کمال ہے اور اپنے اصلی مقام پر لیلتہ المعراج میں عروج فرمانا بھی آپ ﷺ کا کمال ہے۔

شاہد ما بجز از خال و خط و غبغب خویش
خال و خط دگرو غبغب دیگر وارد !!

ظہور حقیقت محمدیہ ﷺ باوقات مختلفہ :- جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنے خلیفہ کا ہونا قرار دے دیا تو ہر زمانے میں خلیفہ کا ہونا لازم ٹھہرا۔ خلیفہ کے لئے اس کی بھی ضرورت ہے کہ اپنے زمانے کے لوگوں سے ایک گونہ مناسبت رکھے تاکہ لوگ اس کے ذریعہ سے کمال حاصل کر سکیں اور وہ خلافت کے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

منصب کو انجام دے سکے۔ رفتار زمانہ سے لوگوں کے حالات میں تغیر واقع ہوتا رہتا ہے۔ مختلف زمانہ کے لوگ یکساں صلاحیت نہیں رکھتے اور ان کے حالات یکساں قسم کے نہیں ہوتے۔ ان جملہ وجوہات کی بناء پر حقیقت محمدی ﷺ کا ظہور ان کمالات کے ساتھ پہلے ممکن نہ تھا اس لئے وہ حقیقت وقتاً فوقتاً مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی رہی۔ ہر صورت خاص خاص شان اور خاص خاص مرتبہ سے مخصوص ہوئی وہ تمام صورتیں اپنے اپنے زمانہ اور اپنے اپنے وقت کے حالات سے بہت مناسب تھیں اور اپنے اپنے زمانے کی مناسبت سے جو کمالات کہ اقتضائے زمانہ کے مناسب تھے ان سے وہ صورتیں سب کی سب مُزیّن تھیں۔ وہ صورتیں انبیاء علیہم السلام ہیں اور ان کی اصل حقیقت محمدی ﷺ ہے۔

لباس بوالبشر پوشیدہ مسجود ملک گشتم
بتصویر محمد ﷺ حامد محمود بود ستم
گہے ادریس گاہے شیث گاہے نوح گہہ یونس
گہے یوسف گہے یعقوب گاہے ہود بود ستم
گہے صالح گہ ابراہیم گہ اسحاق گہ یحییٰ
گہے عیسیٰ گہے موسیٰ گہے داؤد بود ستم
برائے میکشاں امروز نقد وقت شان گشتم
زبہر دیگراں روز جزا موعود بود ستم
بد ریائے حقیقت بہر غواصان دریا دل
بہر عہدے و عصرے گوہر مقصود بود ستم
(نیاز رحمۃ اللہ علیہ)

لباس ابوالبشر میں پوشیدہ ہوکر فرشتوں کا مسجود بنا ہوں
محمد کی شکل میں حامد (حمد کرنے والا) ہوں
کبھی ادریس کبھی شیث کبھی نوح کبھی یونس
کبھی صالح کبھی ابراہیم کبھی اسحاق اور یحییٰ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کبھی عیسیٰ کبھی موسیٰ اور داؤد بنا ہوں
میکشوں کے لئے آج نقد وقت شان بن گیا ہوں
دوسرے کے لئے قیامت کا موعود (وعدہ کیا ہوا) ہوں
دریائے حقیقت ہوں دل کے دریا میں غوطہ خوروں کے لئے ہر وعدے اور زمانے
میں گوہر مقصود ہوں

(ترجمہ مولانا احمد دین توگیروی)

ان تعینات و تشخصات کا اعتبار کرو گے تو تم ان میں غیریت کا حکم لگاؤ گے اور ان صورتوں کو حقیقت محمدی ﷺ کا غیر قرار دو گے لیکن جب تم ان کی حقیقت کو متحد جانو گے اور حکم وحدت کے غلبہ سے ان سب کے مرجع کو ایک ہی اصل کی جانب رجوع کرو گے تو ان سب کو حقیقت متحدہ سمجھو گے اور دلی تصدیق سے کہنے لگو گے۔

لا نفرق بین احد من رسلہ (البقرہ 285:2)

ترجمہ:- "ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان جدائی نہیں ڈالتے"۔

دراصل وہ قطب جس پر احکام عالم کا دارومدار ہے اور جو ازل سے ابد تک دائرہ وجود کا مرکز ہے حقیقتہ" ایک ہی ہے اور وہ حقیقت محمدیہ ﷺ ہے۔ صرف باعتبار حکم کثرت جو اعتباری ہے وہ متعدد ہے۔

نبی کے ورثاء: انقطاع نبوت کے بعد قطبیت مطلقہ اولیاء اللہ میں منتقل ہو کر آگئی۔ یہ حالت خاتم الاولیاء کے ظہور تک رہے گی پھر اس کے بعد یہ سلسلہ بھی ختم ہو جائے گا اور دائرہ پورا ہو جائے گا پھر حشر و نشر جنت و نار کا دور شروع ہو گا۔

وہ یہی اولیاء اللہ ہیں جو آنحضرت ﷺ کی متابعت اور محبت سے ظلیّ طور پر انسان کامل کے مرتبہ پر فائز ہو کر خلافت الٰہی اور نیابت رسول کے منصب پر ممتاز ہوئے ہیں اور امام آخر الزمان کے ظہور تک ہر زمانہ میں رہیں گے۔ یہ لوگ اس زمین پر اللہ کے قائم مقام اور رسول اللہ ﷺ کے وارث ہوتے ہیں۔ زمین پر تصرف کی قوتیں وہ اللہ تعالیٰ سے اخذ کرتے ہیں اور اسماء و صفات کے متولی

Marfat.com
Marfat.com

ہوتے ہیں۔ اس کے لئے وہ معرفت الٰہی کے محتاج ہوتے ہیں' اس لئے کمال انسانی کا اظہار اس پر ہے کہ انسان اللہ اور اس کے فضل و کمال کو بقدر قوت بشری معلوم کرے۔ گویا کمال خلافت یا کمال انسانی کا دار و مدار کمال معرفت پر ہے۔ سالک مسافت بُعد کو طے کرتا ہے۔ کثرت تعینات کی منازل کو عبور کرتا ہے۔ صفات بشری سے دور ہو کر اصل حقیقت سے واصل ہوتا ہے۔ تجلی ذات سے متحقق ہو کر مظہر جمیع اسماء و صفات الٰہی بنتا ہے اور تاج خلافت پہن کر اطلاق سے تقید کی جانب واپس آتا ہے اور دوسروں کی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے۔ گویا خواجہ دو جہاں بن کر کار غلامی انجام دیتا ہے۔ متابعت اور عبودیت کے مقام میں تمکین اختیار کرتا ہے جادہ انقیاد سے تجاوز نہیں کرتا۔ جملہ مراتب و شیونات کے حقوق ادا کرتا ہے اور ان کی محافظت کرتا ہے۔ طریقت اس کی روش ہوتی ہے۔ شریعت اس کا شعار۔ اور حقیقت اس کا مقام اصلی۔ ایسا شخص اس زمین پر اخلاق الٰہی کی چلتی پھرتی تصویر اور اس دنیا کے رہنے بسنے والوں کے لئے رحمت اور برکت کا باعث ہوتا ہے۔ اسی کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

و جعلنا لہ نورا" یمشی بہ فی الناس (الانعام 122:6)

اور ہم نے اسے ایک نور دیا ہے جسے لے کر وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے۔

نازل ہے زمین پہ کبریائی
بندے کے لباس میں خدائی

"سرِّ دلبراں"

سیّد محمد ذوقی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ

مقصودِ کائنات

از علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محترم حضرات!

یہ ربیع الاول کا نورانی مہینہ، وہ مقدس مہینہ ہے جس میں سید الطیبین و الطاہرین، سیدالمرسلین جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و بارک وسلم اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔

اے ماہ ربیع الاول! تیری عظمتوں کو سلام تیرے دامن میں اللہ کے محبوب کی ولادت باسعادت کے جلوے نظر آرہے ہیں جو مومنین کے دلوں کو روشن کر رہے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت نے حقائق کو منور کر دیا۔ حضور ﷺ خود نور ہیں اور اس نور نے تمام عالم کو نور علیٰ نور کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:-

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ --- یہاں حضور نبی کریم ﷺ کو بھیجنے کا ذکر ہے۔

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم

اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ ان میں ان ہی کی جنس سے رسول کو بھیجا

قدجاءکم من اللہ نور و کتٰب مبین

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب آئی

یایھا النبی انا ارسلنک شاھدا

اے پیارے نبی! ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا

قرآن پاک کے عنوانات کو دیکھئے کہ حضور ﷺ کے آنے' بھیجے جانے' مبعوث ہونے' جلوہ گر ہونے کے لئے کیسے کیسے عنوانات اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمائے ہیں اور اس سے حضور ﷺ کے تشریف لانے کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا:-

وما ارسلنک الا رحمته للعلمین ——— نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ تمام کائنات کے لئے رحمت ہے اور حضور ﷺ تمام عالم کے لئے ہدایت بن کر تشریف لائے اور قرآن نے صاف کہا

ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ

میرے دوستو اور عزیزو! حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا مضمون جب ذہن میں آتا ہے تو تین چیزیں اپنے ساتھ لاتا ہے۔

(1) خلقت محمدی
(2) ولادت محمدی
(3) بعثت محمدی

خلقت سے مراد ہے ساری کائنات سے پہلے حضور ﷺ کا پیدا ہونا۔ زبان نبوت نے فرمایا!

اول ما خلق اللہ نوری۔ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہوا۔

یا جابر اول ما خلق اللہ نور نبیک (روح المعانی)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

"اے جابر جو چیز اللہ نے سب سے پہلے پیدا کی وہ تیرے نبی کا نور ہے۔"

حضرت امام مجدد الف ثانی سیدی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف میں ایک حدیث نقل کی ہے اس کے الفاظ ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت من نور اللہ

حضور ﷺ نے فرمایا میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

یہ ہمارا عقیدہ ہے' ہمارا مسلک ہے' ہمارا مذہب ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں' اور حضور ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے اور حضور ﷺ نے فرمایا! اولھم خلقا میں سب سے پہلے پیدا ہوا ہوں واخرھم بعثا اور سب نبیوں کے بعد آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی اولیت کا ذکر اور مقامات پر بھی فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔

کنت نبیا وادم بین الماء والطین یعنی میں نبی تھا جب آدم مٹی اور پانی میں تھے۔ ایک اور مضمون اسی حدیث کا ترمذی شریف میں بروایت حسن' امام ترمذی نے روایت کیا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت نبیا وادم بین الروح والجسد فرمایا میں نبی تھا اور آدم علیہ السلام ابھی جسد اور روح میں تھے۔ یعنی ان کی روح ان کے جسم میں داخل نہیں ہوئی تھی اس وقت بھی میں نبی تھا۔

بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی روح ان کے بدن میں نہیں پڑی تھی تو میں اللہ کے علم میں نبی تھا۔ اب کوئی ان سے پوچھے کہ خدا کے بندو! کیا اس وقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہی اللہ کے علم میں تھے اور کوئی نبی اللہ کے علم میں نہیں تھا؟ بھائی یہ کیا تماشہ ہے اور اگر حضور ﷺ کے علاوہ سب نبی اللہ کے علم میں تھے تو پھر حدیث کا کیا مطلب ہوا؟ اس لئے محققین نے صاف کہا کہ کنت نبیا و ادم بین الروح والجسد کا مفہوم یہ ہے کہ میں مسند نبوت پر جلوہ گر

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تھا اور ارواح انبیاء علیہم السلام کو نبوت کا فیض عطا فرما رہا تھا۔

ہمارا مسلک ہے کہ حضور ﷺ مبدء کائنات ہیں' حضور مخزن کائنات ہیں' حضور منشاء کائنات ہیں اور مجھے کہنے دیجئے کہ حضور مقصود کائنات ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے۔ لولاک لما خلقت الدنیا۔ یعنی اے پیارے حبیب تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو نہ بناتا۔ ایک حدیث میں آیا لولاک لما خلقت الافلاک۔یعنی میرے نبی! اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اور تفسیر حسینی میں ایک حدیث نقل کی گئی۔ لولاک لما اظہرت الربوبیہ پیارے اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا۔

اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ احادیث ضعیف ہیں' یہ نہیں کہتے کہ ہمارا عقیدہ ضعیف ہے۔ اور میں تو حضور نبی کریم ﷺ کے اول ہونے کا مضمون قرآن سے سمجھتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صاف فرمایا ہے۔

وما ارسلنک الا رحمہ للعلمین

پیارے حبیب! ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر

اب بتایئے کہ سارے عالموں میں سوائے اللہ کے سب کچھ شامل ہے یا نہیں؟ ہم سے جو پہلے تھے وہ بھی العالمین میں شامل ہیں اور جو ہمارے بعد آئیں گے وہ بھی العالمین میں شامل ہیں اور اب جو موجود ہیں وہ بھی العالمین میں شامل ہیں تو بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا حضور ﷺ سب کے لئے رحمت کرنے والے ہیں کہ نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔

رحمت مصدر ہے اور راحم کے معنی میں ہے۔ صاحب روح المعانی علامہ سید محمود آلوسی حنفی بغدادی نے وما ارسلنک الا رحمہ للعلمین کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا۔

وما ارسلنک الا رحمتہ للعلمین

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

یعنی اے پیارے حبیب! ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے عالموں کے لئے رحم کرنے والا بنا کر۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ سارے عالموں میں اللہ کے سوا سب کچھ شامل ہے کہ نہیں' زمین بھی' آسمان بھی' فرش بھی' عرش بھی' ملک بھی' تمام جواہر بھی' اعراض بھی' عناصر بھی' تمام عالم اجسام' تمام عالم ارواح' موالید ثلاثہ' عالم خلق ـــــ عالم امر' عالم تحت' عالم فوق' کل کائنات' العالمین میں داخل ہے۔ اور اللہ فرماتا ہے'

میرے پیارے میں نے آپ کو سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا

میرے پیارے دوستو اور عزیزو! یہ بات ہمارے سامنے قرآن کی آیت میں ہے کہ آپ سارے عالموں کے لئے رحمت ہیں اور رحمت مصدر ہے اور فاعل کے معنی میں ہے یعنی آپ سارے عالموں کے لئے راحم ہیں' جو سارے عالموں کے لیے رحمت کرنے والے ہوں تو ایمان سے کہنا کہ سارے عالموں کی حاجت ان کے دامن سے وابستہ ہو گی کہ نہیں' بے شک ہو گی۔

صاحب روح المعانی نے عارفین کا قول نقل کیا ہے اور یہ بتایا کہ حضور ﷺ کے رحمتہ للعالمین ہونے کی وجہ کیا ہے؟ فرماتے ہیں وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اصل ہیں اور العالمین فرع' اصل جڑ کو کہتے ہیں اور فرع شاخ کو۔

اب یہ بتایئے کہ جڑ نہ ہو تو کیا شاخیں باقی رہیں گی؟ اگر درخت کی جڑ سوکھ جائے تو کیا شاخیں ہری رہیں گی؟ یقیناً" نہیں ارے درخت کی جڑ سے تو سارا کام ہوتا ہے' جڑ تنے کو غذا پہنچاتی ہے اور جڑ کی پہنچائی ہوئی غذا تنے سے موٹی شاخوں میں پہنچتی ہے اور پھر چھوٹی چھوٹی شاخوں میں پہنچتی ہے پھر پتوں میں پہنچتی ہے اور پھر پھولوں اور پھلوں میں پہنچتی ہے' تو معلوم ہوا کہ سارا تنا اس جڑ کا محتاج ہے اور شاخیں اس جڑ کی محتاج ہیں اور ہر پتہ اور ہر پھول اور پھل اس کا محتاج ہے جب تک اس جڑ کا فیض جاری ہے تو

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

شاخیں ہری ہیں اور اگر جڑ کا فیض ختم ہو جائے تو شاخیں بھی سوکھ جائیں گی جس طرح جڑ کو شاخوں کے ساتھ طبعاً" رحمت کا جذبہ دینا پایا جاتا ہے اسی طرح حضور ﷺ کی ذات پاک میں العالمین کے ہر ذرے کے لئے رحمت کا جذبہ پایا جاتا ہے۔

میرے آقا حضور محمد رسول اللہ ﷺ تمام کائنات کے ذرے ذرے کے لئے اصل ہیں اور اس کائنات کا ہر ذرہ ہر فرد اور ہر گل جو ہمیں نظر آتا ہے اور جو ہمیں نظر نہیں آتا خواہ وہ زمین کے اوپر ہے خواہ زمین کے نیچے ہے' وہ ہواؤں میں ہے وہ فضاؤں میں ہے وہ خلاؤں میں ہے' وہ دریاؤں میں ہے' وہ پہاڑوں میں ہے وہ کہیں ہے زمین میں ہے آسمان میں ہے تحت میں ہے' فوق میں ہے جہاں بھی کوئی ذرہ ہے' مصطفیٰ ﷺ کی جڑ کے لئے شاخ ہے اور حضور ﷺ کا فیض اسی طرح کائنات کے ہر ذرے کو پہنچ رہا ہے' جیسے جڑ کا فیض شاخ کے ہر جز کو پہنچ رہا ہے۔

اب یہ بتائیے کہ جڑ پہلے ہو گی یا شاخ' یقیناً" جڑ پہلے ہو گی تو یوں کہیے کہ شاخیں تو العالمین ہے اور جڑ حضور ﷺ ہیں تو حضور ﷺ پہلے ہوئے اور العالمین بعد میں اب آپ یہ بتائیں کہ شاخ کو جڑ کی حاجت ہے کہ نہیں؟ یقیناً" ہے تو یوں کہیے کہ ساری کائنات کو مصطفیٰ ﷺ کی حاجت ہے اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جس کی حاجت ہو وہ پہلے ہوتا ہے اور حاجت والا بعد کو ہوتا ہے۔ تمام کائنات کو حضور ﷺ کی حاجت ہے اس لئے حضور ﷺ پہلے ہیں اور حاجت والی کائنات ہے' اس لئے کائنات بعد میں ہوئی۔

میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضور ﷺ نہ ہوں تو کائنات زندہ نہیں رہ سکتی۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا' وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

یہ کیا تصور ہے کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے (نعوذ باللہ) ارے وہ مر گئے تو ہم کیسے زندہ رہ گئے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ پاور ہاؤس میں تو بجلی ہے نہیں

Marfat.com

مگر میرے گھر کے تمام بلب روشن ہیں' کیا آپ اس کی بات کو مان لیں گے؟ یقیناً" نہیں۔ اے خدا کے بندے پاور ہاؤس میں تو بجلی ہے نہیں تو تیرے گھر کے بلب کیسے روشن ہیں؟ یہ تو ہو سکتا ہے کہ پاور ہاؤس میں بجلی موجود ہو اور تیرے گھر میں اندھیرا ہو۔ اس لئے کہ تو نے فٹنگ نہ کرائی ہو اور شاید فٹنگ بھی کرائی ہو تو کنکشن نہ لیا ہو اور ممکن ہے کنکشن بھی لیا ہو تو ابھی بلب نہ لگایا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بلب بھی لگا ہو مگر فیوز ہی اڑ گیا ہو۔ معلوم ہوا کہ اگر پاور ہاؤس میں بجلی ہو تو تیرے گھر اندھیرا ہو سکتا ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ پاور ہاؤس میں تو بجلی نہ ہو اور تیرے گھر میں روشنی ہو۔ یہ تو ممکن ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہوں اور ہم مردہ ہو جائیں' لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ حضور ﷺ معاذ اللہ مردہ ہوں اور ہم زندہ رہیں' کیونکہ حضور ﷺ اصل ہیں۔ حضور مخزن حیات ہیں' منبع حیات ہیں' معدن حیات ہیں اور ساری کائنات کے لئے بنیاد ہیں اور بنیاد کے بغیر کوئی شے باقی نہیں رہ سکتی۔

یہاں شاید کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ حضور ﷺ پانی بھی پیتے تھے۔ حضور ﷺ زمین پر چلتے تھے' ہوا میں سانس لیتے تھے تو پھر حضور ﷺ کو بھی ان ساری چیزوں کی حاجت ہوئی اگر ہمیں حاجت ہے تو پھر حضور ﷺ کو بھی حاجت ہوئی اگر کوئی اپنے ذہن میں یہ تصور رکھتا ہے تو معراج کی رات کا تصور قائم کرے۔ اگر زمین ہمارے پاؤں تلے نہ ہو تو ہم کیسے ٹھہریں گے' ہوا نہ ہو تو ہم سانس کہاں سے لیں گے' پانی نہ ہو تو ہماری زندگی کیسے برقرار رہے گی۔ لیکن جب معراج کی رات آئی تو مسئلہ حل ہو گیا' کیا ہوا' ایمان سے کہنا زمین نیچے رہی مصطفیٰ ﷺ اوپر چلے گئے۔ تم زمین چھوڑ کر ذرا اوپر جا کر دکھاؤ' تو پتہ چلے۔ معراج کی رات یہ مسئلہ حل ہو گیا اور بتا دیا گیا کہ دیکھ لو زمین نیچے ہے' مصطفیٰ ﷺ اوپر ہیں' اگر وہ اس کے محتاج ہوتے تو اس کے بغیر کیسے رہ گئے' سمجھ لو کہ مصطفیٰ ﷺ اس کے محتاج نہیں ہیں اور جب حضور ﷺ معراج پر گئے تو ایمان سے کہنا کہ پانی نیچے رہا کہ نہیں رہا۔ آگ نیچے رہی' ہوا نیچے رہی۔ پتہ چلا کہ حضور ﷺ نہ آگ کے محتاج تھے نہ پانی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کے محتاج تھے' نہ ہوا کے محتاج تھے اور نہ زمین کے محتاج تھے۔

شاید کوئی یہ گمان کرے کہ حضور ﷺ آسمان کے محتاج ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پیارے پہلے آسمان کو چھوڑ کر دوسرے پر آ جا تو آسمان کا بھی محتاج نہیں ہے اور شاید کوئی یہ سمجھتا کہ دوسرے کے محتاج ہیں۔ اللہ نے فرمایا پیارے حبیب دوسرے کو چھوڑ کر تیسرے پر آ جا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ دوسرے کا بھی محتاج نہیں ہے' پھر چوتھے پر بلایا' پانچویں' چھٹے اور ساتویں پر بلایا' پھر عرش پر بلایا' حضور ﷺ جب عرش پر پہنچے تو شاید لوگ یہ سمجھتے کہ یہ عرش کے محتاج ہیں۔ اللہ نے فرمایا پیارے عرش کو نیچے چھوڑ دے تو اوپر چلا آ۔

اگر مجھ سے پوچھتے ہو تو میں ایک بات کہتا ہوں کہ حضور ﷺ تو وہاں گئے جہاں' نہ مکان تھا نہ لامکان۔ کیا مطلب ہوا' مکان نیچے رہا' مصطفیٰ ﷺ اوپر ہوئے لامکان نیچے رہا مصطفیٰ ﷺ اوپر ہوئے۔ معلوم ہوا کہ جو کسی کا محتاج ہو وہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتا اور ہمارے نبی کریم ﷺ نہ زمین کے محتاج ہیں نہ آسمان کے' نہ وہ مکان کے محتاج ہیں نہ لامکان کے محتاج ہیں' ارے وہ تو ساری کائنات میں کسی کے محتاج نہیں' کائنات ان کی محتاج ہے وہ تو فقط خالق کائنات کے محتاج ہیں۔

یہاں ایک شبہ پیدا ہو گیا کہ جو کسی کا محتاج ہو وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ پرندہ ہوا کا محتاج ہے اور مچھلی پانی کی محتاج ہے۔ پرندوں کو ہوا سے الگ کر دو تو پرندے ہوا کے بغیر مر جائیں گے۔ اسی طرح اگر مچھلی کو پانی سے الگ کر دو تو پانی کے بغیر مچھلی مر جائے گی۔

اگر یہ بات ہے تو شبہ یہ ہے کہ معراج کی رات حضور ﷺ ساری کائنات کو چھوڑ کر لامکان پر چلے گئے بلکہ لامکان کو بھی چھوڑ کر اوپر چلے گئے تو اگر یہ کائنات حضور ﷺ کی محتاج تھی تو یہ حضور ﷺ کے بغیر کیسے رہ گئی؟ کیونکہ جو کسی کا محتاج ہوتا ہے وہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ یہ کیا بات ہوئی کہ حضور ہیں نہیں اور زمین ہے' حضور ہیں نہیں اور آسمان ہے' حضور ہیں

Marfat.com
Marfat.com

نہیں اور پانی ہے۔ حضور ہیں نہیں اور آگ ہے، حضور ہیں نہیں اور ہوا ہے، حضور ہیں نہیں اور جواہر ہیں، حضور ہیں نہیں اور اجسام ہیں، حضور ہیں نہیں اور ارواح ہیں، حضور ہیں نہیں اور عرش ہے، حضور ہیں نہیں اور فرش ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے یہ تو حضور ﷺ کے محتاج ہیں تو اگر حضور نہیں تو یہ کیسے رہ گئے؟

میرے دوستو، عزیزو!

میں یہی بات آپ کے ذہن میں ڈالنا چاہتا ہوں کہ ہم نے سمجھا ہی نہیں کہ مصطفیٰ ﷺ ہیں کیا؟

میرے دوستو اور عزیزو!

خداوند کی قسم، حضور ﷺ خدا نہیں ہیں، وہ خدا کے شریک نہیں ہیں، حضور ﷺ خدا کے بیٹے نہیں ہیں۔ خدا بیٹے سے پاک ہے، خدا شریک سے پاک ہے، خدا وحدہ لا شریک ہے۔ حضور نہ خدا ہیں نہ خدا کے شریک ہیں، ارے وہ تو خدا کے حبیب ہیں اور خدا کے عبد مقدس ہیں۔

اب آپ کہیں گے جب وہ عبد مقدس ہیں تو مخلوق ان کے بغیر کیسے رہ گئی۔ بس یہ بات آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ قرآن حکیم نے ان سب مسائل کو ہمارے سامنے رکھ دیا اور فرمایا۔

یضرب اللہ الامثال للناس۔ یعنی اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔

اللہ کی بیان کی ہوئی مثالوں کو دیکھو اور حقائق کو سمجھو۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا۔

وکذلک نری ابرھیم ملکوت السمٰوت والارض و لیکون من الموقنین(سورہ الانعام)

اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے بارے میں فرمایا۔

انا ارسلنک شاھدا و مبشرا" و نذیرا و داعیا" الی اللہ باذنہ

Marfat.com

و سراجاً منیراً (سورہ احزاب)

"پیارے حبیب ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا' ہم نے آپ کو مبشر بنا کر بھیجا' ہم نے آپ کو نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ ہم نے آپ کو اپنی طرف سے اپنے حکم سے دعوت دینے والا بنا کر بھیجا ہے اور اے حبیب ہم نے آپ کو سراج منیر بنا کر بھیجا"۔

اللہ تعالیٰ نے میرے آقا حضور پرنور ﷺ کو سراج کس کے لئے بنایا؟ یقیناً" العالمین کے لئے بنایا۔ اللہ فرماتا ہے۔

تبٰرک الذی نزل الفرقان علٰی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا○

تو بھائی جیسا ماحول ہو گا سراج بھی ویسا ہی ہو گا۔ کوئی کسی چھوٹے کمرے کا چراغ ہو گا' کوئی کسی بڑے ہال کا چراغ ہو گا' کوئی پورے گھر کا چراغ ہو گا' کوئی پورے شہر کا چراغ ہو گا اور کوئی پورے ملک کا چراغ ہو گا۔ لیکن محمد مصطفیٰ ﷺ تو ساری کائنات کے چراغ ہیں۔ اب بتایئے کہ چراغ ایک جگہ ہوتا ہے اس کی لو ایک جگہ ہوتی ہے لیکن اس کی روشنی کہاں تک جاتی ہے۔ اس کی روشنی چھتوں پر ہوتی ہے اس کی روشنی دیواروں پر بھی ہوتی ہے اور اس کی روشنی زمین پر بھی ہوتی ہے اب یہ تو ایک جگہ ہے مگر اس کی روشنی سب جگہ ہے۔

میرے دوستو' عزیزو!

میرے آقائے نامدار ﷺ تو سراج منیر ہیں۔ تو سمجھ لو کہ میرے آقا فرش پر ہیں تو ان کی روشنی عرش پر جاتی ہے اگر وہ مدینے کا چراغ عرش پر ہے تو اس کی روشنی فرش تک جا رہی ہے اگر وہ چراغ مکان میں ہے تو اس کی روشنی لامکان تک جاتی ہے اور اگر وہ چراغ لامکان میں ہے تو مکان تک اس کی روشنی جا رہی ہے تو جہاں اس کی روشنی ہے وہاں مصطفیٰ ﷺ موجود ہیں اور جب موجود ہیں تو یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ ان کے بغیر کائنات زندہ رہ سکے۔

Marfat.com
Marfat.com

میرے دوستو اور عزیزو!

یہ مصطفیٰ کا کمال یہ حضور کا کمال' یہ حضور کا حسن' یہ حضور کا جمال حضور کا نہیں' حضور ﷺ تو خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کا آئین ہیں۔ میں نہیں کہتا' اے زبان نبوت تجھ پر کروڑوں درود اور سلام' حضور ﷺ نے فرمایا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فقد رای الحق فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ بخاری میں بھی ہے اور مسلم شریف میں بھی ہے۔

ہم حضور ﷺ کو خدا کا شریک نہیں مانتے' ہم حضور ﷺ کو خدا تعالیٰ کا مثیل نہیں مانتے' ہم حضور ﷺ کو خدا کا نظیر نہیں مانتے۔ تعالی اللہ عن ذلک عما کبیر اللہ تعالیٰ نظیر سے پاک ہے' وہ مثیل سے پاک ہے' وہ شریک سے پاک ہے۔ ارے حضور ﷺ اللہ کے شریک نہیں ہیں۔ واللہ' باللہ ثم تاللہ! حضور ﷺ تو خدا کی ذات و صفات کا آئینہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے جمال الوہیت کو اپنے حبیب ﷺ کی ذات میں ظاہر کیا۔ میں حیران ہوں کہ اگر یہ شرک ہے تو پھر ساری کائنات شرک سے بھری پڑی ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ میں اور مجھ میں کوئی خوبی ہے تو کس کی ہے میری اور تمہاری ہے یا خدا کی دی ہوئی ہے؟ یقیناً" خدا کی عطا کردہ ہے تو جب خدا کا کمال تم میں اور مجھ میں ظاہر ہو تو کوئی شرک نہیں اور حضور ﷺ میں ظاہر ہو تو شرک ہو جائے' کیا تماشہ ہے؟

میرے دوستو' عزیزو!

ہم حضور ﷺ کو خدا کا جز نہیں سمجھتے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ تم تو حضور ﷺ کو خدا کے نور سے مانتے ہو۔ تو جتنا نور حضور میں آیا اتنا نور خدا میں کم ہو گیا۔ لہٰذا تم نے حضور کو خدا کے نور سے مان کر خدا کے نور کو ناقص کر دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

عزیزان گرامی!

دیکھئے یہ بات تو تب ہو کہ جب خدا کا کوئی جز ہو۔ وہ تو جز سے پاک ہے اور مجھے کہنے دیجئے وہ جز ہی نہیں بلکہ وہ تو کُل سے بھی پاک ہے۔ نہ خدا کو جز کہہ سکتے ہیں اور نہ کُل کہہ سکتے ہیں۔ ہاں وہ جز کا بھی خالق ہے اور کل کا بھی خالق ہے - خود نہ جز ہے نہ کل ہے جز اس لئے نہیں کہ اگر ہم خدا کو جز مان لیں تو ترکیب ہو گئی اور جہاں ترکیب ہو گی وہاں حدوث ہو گا' اگر حدوث ہو تو خدا تعالیٰ کا وجود ختم ہو گیا اور اگر ہم خدا کو کل مان لیں گے تب بھی یہی بات ہو گی۔

کیونکہ کل کے معنی تو یہ ہیں کہ بہت سے اجزا کو جمع کر لو اور سب کو ملا لو۔ اجزاء کے مجموعے کا نام کل ہوتا ہے۔ اجزاء ہوں گے تو مجموعہ ہو گا اور اگر مجموعہ نہیں تو کل نہیں اور اجزاء نہیں تو کُل نہیں۔ اگر خدا کو کل کہو گے تو پہلے اجزاء ماننے پڑیں گے۔ ایمان سے کہنا کہ کیا خدا کے اجزاء ہیں' اگر اجزاء نہیں تو مجموعہ کہاں سے آئے گا۔ مجموعہ نہیں تو کل کس کو کہو گے۔ اس لئے مان لو کہ خدا کل نہیں' خدا تو ہر کل کا خالق ہے - ہر کل کو خدا نے پیدا کیا' خدا جز نہیں ہے بلکہ وہ تو ہر جز کا خالق ہے اور ہر جز کو خدا نے پیدا کیا۔ لہٰذا حضور ﷺ خدا کا جز نہیں ہیں۔

میں سمجھاتا ہوں' دیکھئے سورج آسمان پر چمک رہا ہے' آپ زمین پر آئینہ رکھ دیں۔ ایمان سے کہنا کہ اس شیشے میں سورج چمکتا ہوا نظر آئے گا یا نہیں؟ اس آئینے میں روشنی اور نور آئے گا یا نہیں؟ یقیناً" آئے گا۔ اب بتائیے کہ اس میں جو روشنی ہے وہ سورج کی ہے یا نہیں؟ اب اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں جناب یہ سورج کی روشنی نہیں اگر یہ سورج کی روشنی ہے تو جتنی روشنی اس میں آئی اتنی روشنی سورج میں کم ہو جانی چاہئے' کیا آپ اس بات کو مان لیں گے؟ یقیناً" نہیں مانیں گے' آپ دوسرا آئینہ رکھ دیں' تیسرا رکھ دیں' لاکھوں بلکہ کروڑوں شیشے زمین پر بچھا دیں' ہر آئینہ میں پورا سورج نظر آئے گا' مگر وہاں کوئی کمی نہیں آئے گی - اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں صاحب کمی تو ہو ہی گئی

Marfat.com
Marfat.com

تو میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ ایک دو شیشے رکھنے سے کچھ کمی ہو اور اگر ہزاروں لاکھوں شیشے رکھ دیئے جائیں تو سورج کا بالکل صفایا ہی ہو جائے اور سورج کا سارا نور ان آئینوں میں تقسیم ہو کر ختم ہو جائے تو بھائی اگر کروڑوں شیشے بھی رکھ دیئے جائیں تو وہاں کمی نہیں آئے گی' جب وہاں کمی نہیں آئی تو پتہ چلا کہ شیشہ جو سورج کے نیچے رکھا ہے وہ سورج کا جز نہیں ہے اور سورج جو اس میں چمکتا ہوا نظر آ رہا ہے آپ اس شیشے کے نور کو کیا کہیں گے' سورج کا جز نہیں کہہ سکتے بلکہ سورج کا جلوہ کہیں گے' کیونکہ نہ تو اصل سورج شیشے میں آیا اور نہ ہی شیشہ سورج کا حصہ بنا بلکہ شیشہ سورج کے نور کا مظہر بنا۔

میرے آقا حضور پر نور ﷺ نے فرمایا!

" انا مراۃ جمال الحق " یعنی میں تو حق کے جمال کا آئینہ ہوں۔ شیشے میں جو نور نظر آئے گا وہ آفتاب کا نور ہو گا اور مصطفیٰ ﷺ میں جو نور نظر آئے گا وہ خدا کا نور ہو گا۔ بس میں یہ کہتا ہوں کہ حضور ﷺ میں جو علم نظر آیا وہ حضور کا نہیں بلکہ خدا کا علم ہے جو قدرت حضور میں نظر آئی وہ حضور کی نہیں وہ خدا کی ہے۔ اگر حضور میں خدا کی قدرت کا ظہور نہ ہوتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ جبل ابو قیس پر حضور ﷺ نے چاند کو انگلی کا اشارہ فرمایا اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہ حضور کی قدرت نہ تھی بلکہ خدا کی قدرت کا ظہور تھا۔

میرے دوستو' عزیزو!

ہمیں دین ملا تو رسول اللہ کی زبان سے' قرآن ملا تو رسول کی زبان سے' قرآن اللہ کا کلام ہے لیکن اللہ کا کلام ہونے کے باوجود وہ رسول کا کہا ہوا ہے' میں نہیں کہتا قرآن کہتا ہے۔

انہ لقول رسول کریم

یعنی قرآن کلام میرا ہے قول رسول کریم کا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اگر رسول کریم' کہہ کر نہ بتاتے تو تمہیں کیا پتہ چلتا کہ کیا ہے۔ لہٰذا خدا کے کلام کا جلوہ' حضور کے کلام میں' اللہ تعالیٰ کے علم کا جلوہ' حضور کا علم' اللہ تعالیٰ کی قدرت کا جلوہ' حضور کی قدرت میں اللہ تعالیٰ کی سمع کا جلوہ' حضور ﷺ کی سمع میں۔ سبحان اللہ! وہ کیسی سمع ہے بخاری شریف کی حدیث ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ معراج سے واپس تشریف لائے تو حضورنے بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا' اور فرمایا! بلال تو وہ عمل بتا جو تو کرتا ہے۔ میں نے جنت میں اپنے آگے تیرے چلنے کی آواز سنی ہے؟ یہاں لوگوں نے کہا' اگر حضور ﷺ کو علم ہوتا تو آپ حضرت بلال سے کیوں پوچھتے' ارے یہ بات نہ تھی کیونکہ بلال نے تو ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس کا حضور ﷺ کو علم نہ ہو۔ جو عمل کرنے سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ مرتبہ ملا اگر اس عمل کا علم حضور ﷺ کو نہ ہو تو عمل کرنے والا جنت میں کیسے جا سکتا ہے۔ دراصل بات یہ تھی کہ بلال تم خود اپنے منہ سے کہو تاکہ اس اہمیت والے عمل کا پتہ چلے اور لوگوں کو شوق پیدا ہو' یہ ایک نفسیاتی بات ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے آقا تحیتہ الوضو بھی پڑھتا ہوں اور تحیتہ المسجد بھی پڑھتا ہوں۔ اب یہاں میں ایک بات آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو کیا حضرت بلال ساتھ گئے تھے؟ یقیناً" نہیں گئے تھے اور جب گئے نہیں تو وہاں تھے نہیں اور جب تھے نہیں تو چلے بھی نہیں' اور جب چلے نہیں تو چلنے کی آواز پیدا نہیں ہوئی اور جب آواز پیدا نہیں ہوئی تو حضور ﷺ نے کیا سنا؟ تو یہ کیا بات ہوئی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بلال زمین پر چل رہے تھے۔ حضور نے وہاں ان کی آواز سن لی اگر یہ بات ہے تو بھی تمہارے لئے مصیبت ہے تم تو کہتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو یا رسول اللہ مت کہو' کیونکہ آپ دور سے نہیں سنتے۔ تو بھائی جو جنت میں رہ کر یہاں کی آواز سن لے تو وہ یارسول اللہ کی آواز کیسے نہیں سنیں گے مگر یہاں تو زمین پر چلنے کی بات نہیں۔ حضور ﷺ فرما رہے

Marfat.com

Marfat.com

ہیں اے بلال میں تیرے چلنے کی آواز اپنے کانوں سے سن رہا ہوں۔ بات تو جنت میں چلنے کی ہے اور حضرت بلال حضور ﷺ کے ساتھ گئے نہیں تو یہ کیا ہو گیا؟

اب میرے ذوق کی بات ہے کوئی مانے یا نہ مانے مجھے چھوڑ دیں۔ بات یہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ جنت میں کوئی نبی داخل نہ ہو گا جب تک حضور ﷺ داخل نہ ہو جائیں اور کسی نبی کی امت داخل نہ ہو گی جب تک حضور کی امت داخل نہ ہو جائے۔ حضور ﷺ کی حدیث ہے۔ انا اول من یقرع باب الجنہ یعنی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے والا میں ہوں۔ اور حضور ﷺ بڑی شان سے جنت میں جائیں گے۔ حضور اپنی اونٹنی (ناقہ) پر سوار ہوں گے اور اس کی مہار بلال کے ہاتھ میں ہو گی۔ اب ایمان سے کہنا کہ جس کے ہاتھ مہار ہو وہ پہلے آگے ہو گا کہ نہیں؟ یقیناً" وہ آگے ہو گا۔ شاید آپ دل میں یہ سوچیں کہ ہم تو سنتے تھے کہ حضور ﷺ سے پہلے تو نبی بھی نہیں جائیں گے' یہاں تو بلال پہلے چلے گئے تو سُنیے حضرت بلال پہلے نہیں گئے یہ تو مہار کی برکت ہے مہار چھوڑ دیں پھر دیکھیں بلال کیسے جنت میں جاتے ہیں۔ حقیقت میں تو حضور ہی پہلے جا رہے ہیں' ورنہ بلال تو حضور کے ساتھ لگ کر جا رہے ہیں تو حضور ﷺ ناقہ سواری پر سوار ہوں گے' حضرت بلال کے ہاتھ میں مہار ہو گی۔ بلال آگے آگے چلتے ہوں گے۔ جب جنت میں چلیں گے تو آواز پیدا ہو گی تو جو آواز لاکھوں برس بعد پیدا ہو گی حضور علیہ السلام نے وہ پہلے سن لی۔ سبحان اللہ! میرے آقا آپ کی قوت سمع پر لاکھوں سلام۔ وما علینا الا البلغ۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

پہلے اور آخری نبی ....

(از ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی)
ترجمہ:- ڈاکٹر مبارز ملک

پیدائش کے لحاظ سے آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام میں پہلے ہیں اگرچہ بعثت کے لحاظ سے آپ ﷺ سب سے آخر میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی بعثت میں تاخیر اس لئے ہوئی کہ چونکہ سنت الہیہ کے مطابق انسانیت ابھی تک اس قابل ہی نہیں ہوئی تھی کہ وہ آپ ﷺ کی اس رسالت شاملہ و عامہ اور سابقہ تمام رسالتوں کی خاتم رسالت کو سمجھ سکے۔ چنانچہ "نتیجتاً" اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بعثت کو اس وقت تک مؤخر کر دیا جب تک کہ انسانیت اس قابل نہ ہو جائے کہ اس رسالتِ عظیم کو سمجھ سکے اور وہ اس وقت تک اس کو سمجھنے کے قابل نہ تھی جب کہ وہ ترقی اور پختگیءِ فہم کے ایک خاص درجے تک نہ پہنچ جاتی جو اس کے لئے مطلوب تھا۔ صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آپ ﷺ اس وقت نبی لکھ دیئے گئے تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی تک اپنے خمیر میں گُندھے ہوئے تھے۔ عرباض بن ساریہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین تھا۔ حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی تک اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے"۔ اس حدیث کو احمد بن حنبل، حاکم اور ابن حبان وغیرہم نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے اسے صحیح مانا ہے اور ثابت کیا ہے۔ (مُسندِ احمد، المستدرک)

عن میسرة الفجر رضي الله عنه قال قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم متى كنت نبيا و فى لفظ متى كتبت نبيا قال و ادم بين الروح والجسد رواه احمد باسناد صحيح

" میسرہ الفجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نبی کب بنے اور ایک عبارت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نبی کب لکھے گئے۔ فرمایا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اس وقت جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم
کی درمیانی منزلیں طے کر رہے تھے"۔

اس حدیث کو امام احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے نیز ان کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس کی صحت کا اقرار کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کب نبی لکھے گئے۔ فرمایا اس وقت جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (امام احمد نے اس حدیث کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے) ان احادیث کے طریق کے علاوہ دوسرے طرق سے بھی روایات اور احادیث موجود ہیں۔

یہ صحیح اور واضح احادیث ہیں جو یہ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ اس وقت نبی بنائے گئے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی تک اپنی مٹی مبارک میں گندھے ہوئے تھے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات میں تصرف فرمانے والے ہیں جو جانتے ہیں اس کو بھی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ حدیث میں آیا ہے **خلق اللہ القلم فقال لہ اکتب** اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اس سے کہا لکھ

یہ حکم ہے مگر یہ احادیث ایسی ہیں کہ ان میں جناب رسول کریم ﷺ کے ذکر کو خصوصیت حاصل ہے اور ان میں اس بات کی وضاحت ہے کہ آپ ﷺ کے لئے نبوت لکھ دی گئی تھی جب کہ سیدنا حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام ابھی اپنے خمیر میں گندھے ہوئے تھے

اس کے بعد آل عمران کی یہ آیت مبارکہ بھی اس حقیقت کی وضاحت کر رہی ہے:

واذاخذ اللہ میثاق النبین لما آتیتکم من کتب وحکمتہ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ قال ء اقررتم واخذ تم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانامعکم الشھدین

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

"اور یاد کرو کہ جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور بہ ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہ ہوں"۔

اگر ان احادیث نبویہ کی تصدیق نہ کی جائے جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے نبی تھے بلکہ اس وقت سے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے تو پھر اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے کس طرح یہ عہد لے لیا کہ وہ حضرات جب ان کے پاس رسول آئے تو اس پر ایمان لائیں اور اس کی مدد کریں اور کس بنیاد پر یہ عہد لیا گیا؟ یہ حقیقت کسی محقق پر مخفی نہیں کہ قرآن کریم میں جو آیات وارد ہوئی ہیں وہ آپ کی نبوت کے صدق اور تورات و انجیل میں اس کے ثبوت پر دال ہیں۔ جیسا کہ قرآن نے فرمایا ہے:

"الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ و الانجیل یامرھم بالمعروف و ینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبت و یحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم امرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین آمنوا بہ وعزروہ و نصروہ و اتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون

"اولاد کو سکھاؤ محبت حضور کی"

(از ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی سابق وزیر اطلاعات سعودی عرب)

Marfat.com
Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ

برکاتِ نورِ محمدی ﷺ

(از پروفیسر علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بلاواسطہ اپنے حبیب محمد ﷺ کا نور پیدا کیا' پھر اسی نور کو خلق عالم کا واسطہ ٹھہرایا 1- اور عالم ارواح ہی میں اس روح سراپا نور کو وصف نبوت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ ایک روز صحابہ کرام نے حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا کہ آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی آپ نے فرمایا 2- یعنی میں اس وقت نبی تھا جب کہ آدم کی روح نے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا۔ بعد ازاں اسی عالم میں اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی روحوں سے وہ عہد لیا جو' واذ اخذ اللہ مثاق النبین میں مذکور ہے 3- جس وقت ان پیغمبروں کی روحوں نے عہد مذکور کے مطابق حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت و امداد کا اقرار کر لیا تو نور محمدی ﷺ کے فیضان سے ان روحوں میں وہ قابلیتیں پیدا ہوگئیں کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو منصبِ نبوت عطا ہوا۔ اور ان سے معجزات ظہور میں آئے۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

و کل ای اتی الرسل الکرام بها
فانما اتصلت من نوره بهم
فانه شمس فضل هم کواکبها
یظهرن انوارها للناس فی الظلم

ترجمہ منظوم

معجزے جتنے کہ لائے رسولانِ کرام
لڑی اُن کے نور سے جا ملتی ہے' سب کی بہم

Marfat.com
Marfat.com

آفتابِ فضل ہے وہ، سب کو اک اُس کے تھے
ظلمتوں میں نور پھیلایا جنہوں نے، بیش و کم

اسی عہدے کے سبب سے حضرات انبیائے سابقین علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو حضور نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد و بشارت اور ان کے اتباع کی تاکید فرماتے رہے۔ اگر حضور نبی امی بابی ھووامی کی نبوت دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو تمام انبیاء سابقین علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوتیں باطل ہو جاتیں اور وہ تمام بشارتیں رہ جاتیں۔ پس دنیا میں حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری نے تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوتوں کی تصدیق فرمادی

(۱۱) جس طرح نبی کریم ﷺ' بل جاء بالحق و صدق المرسلین کا نور ازہر منبع انوار الانبیاء تھا اسی طرح آپ کے جسم اطہر کا مادہ بھی لطیف ترین اشیاء سے تھا۔ چنانچہ حضرت کعب احبار سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو پیدا کرنا چاہا تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ سفید مٹی لاؤ۔ پس جبرئیل علیہ السلام بہشت کے فرشتوں کے ساتھ اترے اور حضرت محمد ﷺ کی قبر شریف کی جگہ سے مٹھی بھر خاک سفید چمکتی دمکتی اٹھالائے۔ پھر وہ مشتِ خاکِ سفید بہشت کے چشمۂ تسنیم کے پانی سے گوندھی گئی۔ یہاں تک کہ سفید موتی کی مانند ہو گئی جس کی بڑی شعاع تھی بعد ازاں فرشتے اسے لے کر عرش و کرسی کے گرد اور آسمانوں اور زمین میں پھرے یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپ (روحِ انور و مادۂ اطہر) کو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہچان لیا۔

بل جآء بالحق و صدق المرسلین

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا تو اپنے حبیب پاک ﷺ کے نور کو ان علیہ السلام کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا۔ اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان اور چاند اندھیری رات میں۔ اور ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور انور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حواء علیہا السلام نے

Marfat.com
Marfat.com

مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک و پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے یہاں تک کہ وہ نور حضرت حواء علیہا السلام کے رحم پاک میں منتقل ہو گیا اس وقت وہ انوار جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھے حضرت حواء کی پیشانی میں نمودار ہوئے۔ ایامِ حمل میں حضرت آدم علیہ السلام نے بپاسِ ادب و تعظیم حضرت حواء سے مقاربت ترک کر دی۔ یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہو گیا۔ یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکا اور لڑکی) پیدا ہوتا رہا اس طرح یہ نور پاک' پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ تک پہنچا اور ان سے بناء برقول اصح ایام تشریق میں جمعہ کی رات کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔

اسی نور کو پاک و صاف رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے تمام آباء و اجداد کو شرک و کفر کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اسی نور کے ذریعہ سے حضرت ﷺ کے تمام آباء و اجداد نہایت حسین مرجعِ خلائق تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام ملائک کے مسجود بنے اور اسی نور کے وسیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام پر آتشِ نمرود گلزار ہو گئی۔ اور اسی نور کے طفیل سے حضرات انبیائے سابقین علی نبینا و علیہم الصلوۃ و التسلیمات پر اللہ تعالیٰ کی عنایت بے نہایت ہوئیں۔

جب آنحضرت ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند اشعار عرض کئے۔ جن میں مذکور ہے کہ کشتیٔ نوح کا طوفان سے بچنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتشِ نمرود کا گلزار ہو جانا حضور ﷺ کے نور ہی کی برکت سے تھا۔ حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تابعی کوفی رضی اللہ عنہ حضور رسول اکرم ﷺ کی مدح یوں فرماتے ہیں۔

انت الذی لولاک ما خلق امرء

کلا ولا خلق الوری لو لا کا

Marfat.com

انت الذی من نورک للبدرالسنا
والشمس مشرقه بنور بھاکا
انت الذی لما توسل ادم
من زله بک فاز و ھو اباکا
وبک الخلیل دعا فعادت ناره
بردا و قد خمدت بنور سناکا
ودعاک ایوب لضر مسه
فازیل عنه الضرحین دعا کا
وبک المسیح اتی بشیرا" مخبرا"
بصفات حسنک مادحا" لعلا کا
کذلک موسی لم یزل متوسلا"
بک فی القیمته محتما"بحماکا
والانبیآ و کل خلق فی الوری
والرسل والا ملاک تحت لواکا

"آپ ﷺ کی وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا۔ اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔ آپ ﷺ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاند کو روشنی ہے اور سورج آپ ہی کے نور زیبا سے چمک رہا ہے آپ ﷺ وہ ہیں کہ جب آدم علیہ السلام نے لغزش کے سبب سے آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑا تو وہ کامیاب ہو گئے۔ حالانکہ وہ آپ ﷺ کے باپ ہیں آپ ﷺ ہی کے وسیلہ سے خلیل علیہ السلام نے دعا مانگی' تو آپ ﷺ کے روشن نور سے آگ ان پر ٹھنڈی ہو گئی اور بجھ گئی۔ اور ایوب علیہ السلام نے اپنی مصیبت میں آپ ﷺ ہی کو پکارا تو اس پکارنے پر ان کی مصیبت دور ہو گئی۔ اور مسیح علیہ السلام آپ ﷺ ہی کی بشارت اور آپ ﷺ ہی کی صفاتِ حسنہ کی خبر دیتے اور آپ ﷺ کی مدح کرتے ہوئے آئے۔ اسی طرح موسیٰ علیہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

السلام آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑنے والے اور قیامت میں آپ کے سبزہ زار میں پناہ لینے والے رہے اور انبیاء اور مخلوقات میں سے ہر مخلوق اور پیغمبر اور فرشتے آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ ؎

مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں۔

"وصلی اللہ علیٰ نور کزوشد نور ہا پیدا
زمین از حب او ساکن فلک در عشق اوشیدا
محمد احمد و محمود وے را خالقش بستود
کزوشد بود ہر موجود زو شد دیدہا بینا
اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ' نہ نوح از غرق بجینا
نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت وجاہت
نہ عیسیٰ آں مسیحا دم نہ موسیٰ آں یدبیضا"

"اللہ تعالیٰ اس نور پر صلوٰۃ نازل فرمائے جس سے تمام نور پیدا ہوئے جس کی محبت میں زمین ساکن اور آسمان اس کے عشق میں متحرک ہے۔ محمد ﷺ' احمد ﷺ' اور محمود حمد کے مالک اور آپ ﷺ کے خالق نے بنائے جس سے تمام کائنات ظاہر اور بینائی والی ہوئی اگر آپ ﷺ کا نام گرامی حضرت آدم علیہ السلام کا سفارشی نہ ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول نہ ہوتی نہ ہی نوح علیہ السلام طوفان سے نجات پاتے' نہ ایوب علیہ السلام کو راحت و سکون اور نہ یوسف علیہ السلام کو حشمت و وجاہت میسر ہوتی اور نہ عیسیٰ علیہ السلام کو پھونک میں مسیحائی ملتی اور نہ موسیٰ علیہ السلام کو یدبیضا ملتا۔ ؎

(ترجمہ مولانا احمد دین توحیدی)

لم یخلق الرحمن مثل محمد ابدا و علمی انہ لا یخلق

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:-

خدا نے حضرت محمد ﷺ کا مثل کبھی پیدا نہیں کیا
اور مجھے علم ہے کہ وہ آپ کا مثل پیدا نہ کرے گا

---

(1) مصنف عبدالرزاق (متوفی 211 ھ) بروایت حضرت جابر بن عبداللہ انصاری۔ (2) ترمذی شریف (3) اس آیت کا ترجمہ یوں ہے۔ "اور جب لیا اللہ نے اقرار پیغمبروں کا کہ البتہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب و حکمت سے پھر آوے تمہارے پاس رسول سچا کرنے والا اس چیز کو کہ تمہارے ساتھ ہے البتہ تم ایمان لاؤ گے اس پر اور البتہ مدد دو گے اسکو۔ کہا خدا نے کیا اقرار کیا تم نے اور لیا اس پر عہد میرا۔ کہا انہوں نے اقرار کیا ہم نے۔ فرمایا خدا نے تم گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ انتہی۔ (آل عمران۔ رکوع 9) (4) بلکہ لایا ہے حق کو اور سچا کیا ہے پیغمبروں کو (صافات رکوع 2)- (5) وفاء الوفاء فی فضائل المصطفیٰ لابن الجوزی۔ (6) خصائص کبریٰ للسیوطی بحوالہ حاکم و طبرانی۔ (7 مجموعہ قصائد ص 40-

Marfat.com
Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ

معارف اسم محمد ﷺ از محمد نعیم احمد برکاتی)

سیاہی کے عوض یا رب قلم کو آب کوثر کردے
کھنچا جاتا ہے نقشہ معارف اسم محمد ﷺ کا

قرآن کریم کے سورہ توبہ کی ایک سو اٹھائیسویں آیت **لقد جآءکم رسول من انفسکم** کی تفسیر میں صاحب تفسیر روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی ہے' جسے حضرت علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے "انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون" میں بھی نقل فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ والہ وبارک وسلم نے روح اعظم و روح الامین حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرئیل! تمہاری عمر کتنی ہے؟ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا! حضور' مجھے اپنی عمر کا اندازہ تو نہیں ہے' البتہ میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارا طلوع ہوا کرتا تھا جو ستر ہزار سال کے بعد صرف ایک مرتبہ طلوع ہوتا تھا۔ میں نے اسے طلوع ہوتے ہوئے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ وبارک وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا:۔ **وعزۃ ربی انا ذلک الکواکب** یعنی اے جبرئیل! میرے عزت والے رب کی قسم! وہ روشن ستارا' جسے تم نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے' وہ دراصل میں ہی تھا۔ (تفسیر روح البیان جلد 3 صفحہ 543 - سیرت حلبیہ اردو جلد اول 101 مطبوعہ: دیوبند)

پھر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا۔ حضور ﷺ' پھر وہ روشن ستارا غائب ہو کر کہاں چلا جاتا تھا؟ حضور پر نور' نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ وبارک وسلم نے فرمایا۔ جب وہ ہمارا نور منیر قیام فرماتا تھا تو نظر آ جاتا تھا اور جب وہ نور منیر سجدہ کرتا تھا تو غائب ہو جاتا تھا۔ (تفسیر خازن جلد 2

Marfat.com

صفحہ 213)

تو پتہ یہ چلا کہ جب کچھ نہ تھا (ماسوائے اللہ) تو آپ ﷺ تھے اور جب سے آپ ﷺ ہیں اللہ کی حمد و ثنا میں مشغول ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ نورِ محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک و سلم) اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہتا اور سارے فرشتے حضور ﷺ کی تسبیح سن کر اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد 3 صفحہ 58)

الغرض یونہی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے کرتے "احمد ﷺ" ہو گئے۔ یعنی بہت تعریف اور حمد و ثنا کرنے والا۔ "احمد ﷺ" کے لغوی معنی ہی ہیں "بہت تعریف اور حمد و ثنا کرنے والا"۔ (جامع فیروز اللغات اردو کلاں صفحہ 74)

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ مخلوق میں رب تعالیٰ کے سب سے پہلے عابد و ساجد حضور ﷺ ہیں، کروڑوں سال عالم (دنیا) بننے سے پہلے صرف رب معبود رہا اور صرف نورِ محمدی عابد۔ **اول ماخلق اللہ نوری**۔ رب فرماتا ہے۔ **لو کان للرحمن ولد فانا اول العٰبدین** یعنی اے محبوب! فرما دو کہ اگر رحمان کے اولاد ہوتی تو اس کا پہلا عابد میں ہوتا۔ کیونکہ رب کا پہلا عابد میں ہوں۔ (تفسیر نعیمی جلد 5 صفحہ 446)

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔ **وانا اول المسلمین**○ (سور الانعام آیت 163)

ترجمہ:- اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (کنز الایمان)

اس آیت کی تفسیر میں صاحب عرائس البیان فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضور پرنور ﷺ کی روحِ پاک اور جوہر مقدس جمیع کون یعنی تمام ماسوائے اللہ پر مقدم ہے۔ (عرائس البیان جلد اول صفحہ 238)

غرض کہ لفظ "احمد ﷺ" بے حد اور بے شمار حمد و ثنا کرنے ولا۔ اللہ کی جیسی حمد اور جتنی حمد آپ ﷺ نے کی، اتنی اور اس جیسی نہ کوئی آج تک کر سکا اور نہ قیامت تک کر سکے گا۔ تخلیقِ آدم علیہ السلام تو کل کی بات ہے، آپ ﷺ تو

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

اس وقت سے رب کی حمد کر رہے ہیں جس وقت نہ زمین تھی نہ فلک' نہ جن تھے نہ اِنس' نہ فرشتے تھے نہ حورو غلماں' نہ عرش تھا نہ کرسی' نہ لَوح نہ قلم نہ جنت نہ دوزخ' غرض کہ کچھ نہ تھا' ساری کائنات تو آپ ﷺ ہی کے نور سے پیدا کی گئی۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نہ بودے آدم و حوا نہ نوح موسیٰ نہ کوہ طور
نہ بودے انبیاء و اولیاء، من بودم عین نور

ترجمہ:- نہ حضرت آدم علیہ السلام تھے نہ حَوا تھیں اور نہ نوح علیہ السلام نہ موسیٰ علیہ السلام اور نہ کوہِ طور تھا۔ نہ انبیاء تھے اور نہ اولیاء تھے کہ میں عین نور تھا۔ (عین الفقر صفحہ 97)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد سے راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعالیٰ و علیٰ الہ وبارک وسلم نے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پیشتر میرا نور خدا کے حضور موجود تھا۔ (الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ صفحہ 26)

یاد رہے کہ اس حدیث میں چودہ ہزار سال کا ذکر ہے' اس سے زیادتی کی نفی نہیں' لہٰذا کسی دوسری روایت میں چودہ ہزار سے زیادہ سالوں کا وارد ہونا تعارض کا موجب نہیں۔ اور اس حدیث کے راوی علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مراد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ہیں۔

اگرچہ حضور ﷺ کی بعثت تمام انبیاء کے بعد ہوئی لیکن تخلیق میں اولیت کا شرف' حضور فخرالاولین والآخرین ﷺ ہی کو حاصل ہے' چنانچہ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ سے جب اس آیت **"واذ اخذنا من النبیین الایتہ"**-(سور الاحزاب آیت نمبر 7) کا مطلب پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پیدائش میں سب سے پہلے تھا اور بعثت میں سب نبیوں کے بعد۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد 4 صفحہ 16)

تو معلوم یہ ہوا کہ سب سے پہلے بہت پہلے' جب کچھ نہ تھا (سوائے ذاتِ برحق کے) ایک نور کی تخلیق ہوئی تھی۔ وہ نور' خدا کے نور سے پیدا ہوا تھا۔ وہ

نور تسبیح و طواف اور سجدہ الٰہی میں مصروف رہا۔ وہ قدرتِ خداوندی کی عظمت و بزرگی بیان کرنے میں مصروف رہا۔ یوں اس نے ہزاروں سال خدا کی عبادت کی اور اس عبادت کا ایک دن دنیا کے حساب سے ایک ہزار برس کے برابر تھا اور وہ نور، نورِ محمدی ﷺ ہی تھا جو اس عبادت کے صلہ میں "احمد ﷺ" کہلایا۔

حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا نام نامی احمد ﷺ" ہے جس کے معنی ہے حمد کرنے والوں میں سب سے زیادہ حمد کرنے والا۔ یعنی تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تعریف بیان کرنے والے آپ ﷺ ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد اول)

حق تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ "میں اس کو وہ دوں گا جو میں نے کسی کو نہیں دیا۔ وہ بندہ احمد ﷺ ہے کہ وہ رب کی تازہ حمد بجالاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ 199)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے وہ کچھ دیا گیا ہے جو اللہ کے پیغمبروں میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔ ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! میں رعب کے ساتھ امداد کیا گیا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ اور میرا نام "احمد ﷺ" رکھا گیا ہے اور میرے لئے زمین کو پاک کیا گیا ہے (ساری زمین اُمتِ محمدیہ ﷺ کے لئے سجدہ گاہ بنادی گئی ہے) اور میری امت کو تمام امتوں سے بہتر "خیرالامت" قرار دیا گیا ہے۔ (الدرالمنثور)

الغرض اسم احمد ﷺ کی تفصیل بہت طویل ہے، جسے ہم آگے بیان کریں گے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ **فاذکرونی اذکرکم۔** یعنی تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔ (سورہ بقرہ آیت 152)

اس کے متعلق حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "کہ مجھے پتہ چل جاتا ہے، جب میرا خدا مجھے یاد کرتا ہے"۔ (مجموعہ وظائف معہ دلائل الخیرات صفحہ 6)

چنانچہ جب حضور احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ وبارک وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی یعنی کہ اپنے خالق کا ذکر بلند فرمایا تو خالقِ کائنات نے بھی **فاذکرونی اذکرکم** کے تحت اپنے حبیب ﷺ کی اس قدر بے شمار

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تعریف بیان فرمائی کہ آپ ﷺ محمد ﷺ ہو گئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک وسلم یعنی بہت یا بے شمار تعریف کیا گیا۔ "محمد ﷺ" کے لغوی معنی یہ ہیں "بہت تعریف کیا گیا یا نہایت سراہا گیا"۔ (جامع فیروز اللغات جدید اردو کلاں صفحہ 1214)

جب اللہ کے حبیب ﷺ نے اپنے خالق کا ذکر بلند فرمایا تو خالق کائنات نے بھی اپنے حبیب ﷺ کا ذکر اس قدر بلند فرمایا کہ جس کے متعلق قرآن کی آیت **ورفعنا لک ذکرک** آج بھی گواہ ہے' جس کا تفصیلا" ذکر آگے آئے گا۔

قرآن شریف کے ام الکتاب کی آیت **الحمد للہ رب العلمین** کی تفسیر میں علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ حمدِ کامل تو اللہ ہی کی حمد ہے۔ یعنی تمام مخلوق ہمارے حبیب ﷺ کی تعریف کرے مگر جیسی چاہئے ویسی نہیں کر سکتے۔ کامل حمد حضور ﷺ کی وہ ہی ہے جو کہ اللہ نے کی اسی لئے حضور ﷺ کا نام پاک ہے "محمد ﷺ" یعنی تعریف کئے ہوئے۔ کس کے؟ اللہ کے اور اللہ کا نام پاک ہے "حامد" یعنی تعریف فرمانے والا۔ کس کی؟ اپنے محمد ﷺ کی (شان حبیب الرحمان صفحہ 230)

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس
محمد ﷺ حامد حمد خدا بس

(تاریخ مدینہ صفحہ 12)

آپ ﷺ کے پیارے نام' محمد ﷺ میں یکے بعد دیگرے حمد کی تکرار ہے۔ اس لحاظ سے اسم کے لغوی معنی ہی یہ ہے کہ محمد ﷺ اس کو کہتے ہیں: جس کی اللہ کے بعد مخلوق میں سب سے زیادہ تعریف کی جاسکے اور جس کی تعریف کی کوئی انتہا نہ ہو۔ تمام جہان کی طرف آپ ﷺ مبعوث کئے گئے ہیں' وہ سب کے سب آپ ﷺ کی تعریف کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ زمین پر بھی تعریف کئے گئے اور آسمانوں میں بھی۔ کہ محمود کے معنی بھی ہیں۔ تعریف کیا گیا یا سراہا گیا۔ جب کہ خود حضور ﷺ نے فرمایا کہ "میرا نام آسمانوں میں "احمد ﷺ" ہے۔ زمین پر "محمد

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ﷺ" ہے اور زمین کے نیچے "محمود" ہے گویا کہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آپ ﷺ ہی کی تعریف۔ دنیا میں جو جو نعمتیں حضور ﷺ کے صدقہ میں مخلوق کو عطا کی گئیں اس کی وجہ سے یہاں آپ ﷺ تعریف کئے گئے۔ اور کل بروز حشر یعنی آخرت میں شفاعتِ کبریٰ کے سبب تو آپ ﷺ کی خوب تعریف ہو گی۔ جیسا کہ آپ ﷺ کے پیارے نام "محمد ﷺ" کا تقاضہ ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وبارک وسلم)

امام اُجل سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام اُجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے استاد اور امام بخاری و امام مسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے استاد الاستاد حافظ الحدیث احد الاعلام امام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مصنف" میں سند کے ساتھ حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وبارک وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں ذرا یہ تو بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔** یعنی اے جابر رضی اللہ عنہ! حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا (مصنف عبدالرزاق)

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی "دلائل النبوۃ" میں اور علامہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مواہب اللدنیہ" اور علامہ زرقانی نے "شرح مواہب" میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "مدارج النبوۃ" میں بھی روایت کیا ہے۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ 9۔ سیرت حلبیہ اردو جلد اول صفحہ 103)۔ زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ 46)

واضح ہو کہ امام عبدالرزاق صاحب مصنف علیہ الرحمتہ وہ قابل اعتماد و بلندپایہ شخصیت ہیں، جن کے متعلق عظیم محدث علامہ امام بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "تہذیب التہذیب" میں لکھا ہے کہ عبدالرزاق ہم سب میں زیادہ علم والے اور زیادہ حافظہ والے تھے اور محدث یعقوب کہتے ہیں

کہ ہشام مذکور اور عبدالرزاق مذکور دونوں ثقہ (معتبر) تھے۔ (تہذیب التہذیب جلد 6 صفحہ 312)

تو پتہ یہ چلا کہ سب سے پہلے نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم مسندِ ظہور پر جلوہ گر ہوا۔ حضرت ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ "رسالہ میلاد" میں لکھتے ہیں کہ جب وہ سرِ مکنون یعنی نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم مسند ظہور پر جلوہ گر ہوا تو فوراً ہی وہ ایک ستون کے مانند بلند ہو کر حجابِ عظمت تک پہنچا اور بارگاہ الٰہی میں سجدہ کر کے الحمد للہ کہا۔ اس پر درگاہِ عالی سے خطاب ہوا۔ **لذلک خلقتک و سمیتک محمد فمنک ابدا الخلق و بک اختم الرسل** یعنی اسی واسطے میں نے تجھے پیدا کیا اور تیرا نام محمد رکھا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم) تجھ سے خَلق کی ابتدا کروں گا اور تجھ پر رسولوں کو ختم کروں گا۔ پھر اللہ ربّ العزت نے اس نور کے چار حصے کیے۔ پہلے سے لوح اور دوسرے سے قلم کو پیدا کیا۔ (الکلام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح صفحہ 76- بیان المیلاد النبوی۔ از امام محدث ابن جوزی مترجم صفحہ 13 مطبوعہ لاہور)

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم) نے بارہ ہزار برس تک عالمِ تجردی میں خدا کی عبادت کی۔ پھر حق تعالیٰ نے اس نور کو چار قسم کر کے ایک قسم سے عرش کو پیدا کیا' دوسری قسم سے قلم کو' تیسری قسم سے بہشت کو اور چوتھی قسم سے عالمِ اَرواح اور ساری مخلوق کو خَلق کیا (قصص الانبیاء صفحہ 3)

حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم کو فرماتے سنا کہ "**اول ما خلق اللہ القلم**" یعنی سب سے پہلے اللہ نے جو پیدا فرمایا وہ قلم ہے۔ (جامع ترمذی جلد 2 صفحہ 540)

جس وقت قلم کی پیدائش ہوئی تو قلم کو سب سے پہلے ساقِ عرش پر جس کلمے کو لکھنے کا حکم ہوا وہ تھا "**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**" قلم نے چار برس تک صرف الا اللہ تک لکھا۔

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

ایک روایت یوں ہے کہ قلم نے جو **لا الہ الا اللہ** تک لکھا تو عرض کی یا ربَّ العالمین! تو بے مثل و بے مانند ہے۔ تیرے نام کے ساتھ یہ بزرگ نام کس کا ہے؟ پس جناب باری سے آواز آئی کہ یہ نام میرے حبیب برگزیدہ کا ہے۔ تو لکھ محمد رسول اللہ ﷺ۔ جب یہ حکم ہوا تو ہیبتِ خطاب جل شانہٗ سے قلم کے منہ پر شگاف ہوا تب قلم نے لکھا محمد رسول اللہ ﷺ تبھی سے قلم کا شگاف مسنون جاری ہوا قیامت تک۔ (قصص الانبیاء صفحہ 3)

بہادر شاہ ظفر نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

محروم تیرے دست مبارک سے رہ کر
کیونکر نہ چاک اپنا گریبان کرے قلم

والد اعلیٰحضرت فاضل بریلوی حضرت علامہ مولانا محمد نقی علی خان فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم سے پوچھا کہ آپ ﷺ کو منصبِ نبوت کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا۔ جب خدا نے عرش کو بنایا اور آسمان و زمین کو پھیلایا۔ اور عرش کو اٹھانے والوں کے کندھوں پر رکھا۔ اس وقت ساقِ عرش پر قلم قدرت سے لکھا۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء** (الکلام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح صفحہ 77)

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے بارگاہِ نبوت میں عرض کیا۔ حضور ﷺ! آپ ﷺ کب سے شرفِ نبوت کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے؟ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم نے ارشاد فرمایا! جب اللہ رب العزت نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد فرمایا اور ان کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا اور عرش کو (ان سے قبل) ایجاد فرمایا تو عرش کے پایہ پر محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء ﷺ لکھا اور جنت کو پیدا فرمایا تو میرا نام نامی جنت کے دروازوں پر اس کے درختوں کے پتوں اور اہل جنت کے خیموں اور قبوں پر لکھا۔ حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام کے روح اور جسم کا باہمی تعلق نہیں ہوا تھا پس جب ان کے روح کو جسم میں داخل فرمایا اور زندگی عطا فرمائی تب انہوں نے عرشِ معظم کی طرف نگاہ اٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔

(الوفاء از ابن جوزی صفحہ 46)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

نامِ نامی جس کا ساقِ عرش پر مرقوم ہے
فرش تا عرش جس کی عظمتوں کی دُھوم ہے

جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم کو اللہ جل شانہ' نے حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کی پشتِ مبارکہ میں رکھا۔ چنانچہ حضرت علامہ زرقانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نورِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم کو ان کی پشتِ مبارکہ میں رکھ دیا اور وہ نورِ پاک ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود پشتِ آدم علیہ السلام میں ہونے کے پیشانیٔ آدم علیہ السلام سے چمکتا تھا اور آدم علیہ السلام کے باقی انوار پر وہ غالب ہو جاتا تھا۔(زرقانی علی المواہب اللدنیہ۔ جلد اول صفحہ 10)

چنانچہ اعلیحضرت امام احمد رضاخان فاضل بریلوی قدس سرہ' فرماتے ہیں۔

اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں
اَے جانِ جاں! میں جانِ تجلّی کہوں تجھے

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رفتہ رفتہ اس نور نے آدم علیہ السلام کے تمام اعضاء میں سرایت کی اور ان کا جسم نور کا پتلا بن گیا پھر اس نور کی تعظیم کی خاطر حق تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ اور ان کو اسمائے مخلوق سکھا کر ملاء اعلیٰ کا استاد بنایا اور اس نور کی حفاظت کا عہد نامہ لکھایا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

اسی نور کی وجہ سے آدم علیہ السلام اکثر اوقات ایک خوش آواز اپنی پیٹھ سے سنتے تھے۔ اس کے متعلق عرض کیا الٰہی! یہ آواز کیسی ہے؟ جواب ملا کہ یہ تسبیح خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ تیری پشت سے اس کو پیدا کروں گا اور اصلاب طیبہ طاہرہ میں رکھوں گا(مدارج النبوۃ بحوالہ الکلام الاوضح صفحہ 77)

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

نہ مسجود ملائک آدم آمد
کہ نور پاک دردے بود مدغم

یعنی فرشتے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرتے' اگر اس میں نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم نہ ہوتا۔ ہست کہ فرشتوں کا سجدہ آدم علیہ السلام کو نہیں تھا بلکہ حضور ﷺ کے نور کو تھا۔ آدم علیہ السلام مثل قبلہ تھے جیسے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کعبہ کی جانب کیا جاتا ہے۔ (اختیارِ نبوت صفحہ 10)

پھر آگے فرماتے ہیں حضرت شیخ

اگر ایں نکتہ دانستے عزازیل
ہزاروں سجدہ کر دے ادا ندم

یعنی اگر اس نکتہ کو ابلیسِ لعین (عزازیل) جان لیتا تو ہزاروں سجدے اسی وقت کرتا۔ (اختیارِ نبوت صفحہ 10)

یوں ہی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر نبودے ذات حق اندر وجود
آب و گل را کے ملک کردے سجود

ترجمہ:۔ اگر اللہ کا نور یعنی نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نہ ہوتا فرشتے مٹی اور پانی کے پتلے کو کب سجدہ کرتے۔ (ایضاً)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں اس مسئلہ میں اختلاف و نزاع پیدا ہوا کہ سب مخلوق سے زیادہ عزت و کرامت کا مالک اللہ تعالیٰ کے ہاں کون ہے؟ بعض نے کہا۔ "حضرت آدم علیہ السلام (سب سے افضل ہیں) جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور ان کے سامنے اپنے ملائکہ کو سجدہ ریز کیا" اور دوسروں نے کہا کہ اس مرتبہ کے مالک تو ملائکہ ہیں۔ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانبرداری کبھی نہیں کی (الغرض) انھوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے اس مباحثہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا! جب رب کریم نے میرے اندر روح پھونکی اور وہ ابھی میرے قدموں تک

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

نہیں پہنچی تھی کہ میں اٹھ بیٹھا۔عرش الٰہی مجھ پر منکشف ہوا۔ تو میں نے اس میں محمد رسول اللہ ﷺ (لکھا ہوا) دیکھا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے مکرم و معظم وہی ذات اقدس ہے۔

(الوفاء' امام ابنِ جوزی صفحہ 47)

اسی کے متعلق حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم سب سے معزز بشر' جملہ اولاد آدم کے سردار' اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلحاظ مرتبہ تمام انسانوں سے افضل' سب سے اونچے مرتبے والے اور اللہ عزوجل کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔(کتاب الشفاء القسم الاول باب ثالث)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

تیرا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں' تیرا محرمِ راز ہے روح امیں
تو ہی سرورِ دو جہاں ہے شہا' تیری مثل نہیں ہے خدا کی قسم

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو بہشت کے دروازے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا دیکھا۔ یہ دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ الٰہی! کیا تو نے مجھ سے زیادہ بزرگ کسی کو پیدا کیا؟ فرمایا! ہاں اور وہ تیری اولاد میں ہے اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔(الکلام الاوضح صفحہ 77)بیان المیلاد النبوی صفحہ 14 مطبوعہ لاہور)

روضتہ الاحباب کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آدم وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا پیغمبر ہوگا تو اپنی کنیت "ابو محمد ﷺ" رکھ۔ (الکلام الاوضح صفحہ 77)

حضرت قاضی ابوالفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی کنیت "ابو محمد ﷺ" رکھ لی تھی (کہ اسی مبارک و مقدس نام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے) جب کہ بعض کے نزدیک ان کی کنیت ابوالبشر ہے۔

(کتاب الشفاء القسم الاول باب ثالث)

اس کے متعلق علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب " خصائص

Marfat.com

صغریٰ" میں یوں رقم طراز ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کے لئے روز قیامت حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت تمام اولادِ آدم سے صرف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وبارک وسلم کے اسمِ گرامی پر ہو گی اور انہیں "ابو محمد ﷺ" کہہ کر پکارا جائے گا۔ (الخصائص الصغریٰ صفحہ 46)

نیز حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ' سے ایک مرفوع حدیث (حدیث مرفوع اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راویوں کا سلسلہ براہ راست حضور ﷺ تک پہنچتا ہو اور جس کی سند خود آنحضرت ﷺ پر جا کر ختم ہوتی ہو۔ ایسی خبر جس میں عقل کو دخل نہ ہو) روایت ہے کہ جنت میں ہر شخص کو اسی کے نام سے پکارا جائے گا مگر حضرت آدم علیہ السلام کو ابو محمد ﷺ کہہ کر پکارا جائے گا جس سے حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم کی توقیر و احترام مقصود ہو گا۔ (سیرت طیبہ اردو جلد اول صفحہ 284)

ایک اور روایت میں ہے کہ کوئی شخص سوائے حضرت آدم علیہ السلام کے ایسا نہیں ہو گا جس کو کوئی لقب دیا جائے کہ ان کو یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو ابو محمد ﷺ کا لقب دیا جائے گا۔ (سیرت حلبیہ اردو جلد اول صفحہ 384

نیز یہ روایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس نے انہیں الہام کیا۔ چنانچہ انھوں نے پوچھا اے خدا تو نے مجھے ابو محمد ﷺ کی کنیت سے کیوں یاد فرمایا؟ خدا تعالیٰ نے کہا آدم سر اوپر اٹھاؤ انہوں سر اٹھایا تو نور محمدی ﷺ کو عرش کے پردوں میں چمکتا دیکھا۔ پوچھا یہ نور کس کا ہے؟ فرمایا! یہ تمہاری اولاد میں سے ایک نبی کا نور ہے کہ آسمانوں میں جن کا نام احمد ﷺ اور زمین پر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و بارک وسلم) ہے اگر وہ نہ ہوتا تو میں نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ آسمانوں کو اور نہ زمین کو۔ (الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ صفحہ 26)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بروز جمعہ بعد از زوال' عصر کے وقت پیدا کیا پھر ان کی بائیں پسلی سے سوتے وقت ان کی بیوی حضرت حوا علیہا السلام کو نکالا۔ جب وہ بیدار ہوئے اور بیوی کو دیکھا تو دل میں سکون پیدا ہوا اور اس جانب ہاتھ بڑھایا اس پر فرشتے بول

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اٹھے۔ آدم علیہ السلام! ذرا دم تو لو آدم علیہ السلام نے کہا کیوں؟ خدا نے اسے میرے ہی لئے بنایا ہے۔ فرشتوں نے کہا۔ ٹھیک ہے' پہلے مہر تو ادا کرو۔ حضرت آدم نے پوچھا۔ کیا ہے اس کا مہر؟ انھوں نے کہا حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ والہ و بارک و سلم) پر تین دفعہ درود پڑھو۔ایک روایت میں ہے کہ بیس دفعہ درود پڑھو۔ (الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ صفحہ 27)

حضرت آدم یہ نام' محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ والہ و بارک و سلم) کے سنتے ہی مشتاق دیدار ہوئے - خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تو اپنے ہاتھ کے ناخن پر دیکھ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے ناخنوں کو دیکھا تو صورتِ مصطفیٰ (نورِ محمدی ﷺ) کا دیدار ہوا۔ (قصص الانبیاء ﷺ)

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر "روح البیان" میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے جمال محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک و سلم کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا تو حضرت آدم نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر پھیرا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جب حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک و سلم کو اس کی خبردی' تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے' وہ کبھی اندھا نہ ہو گا (تفسیر روح البیان جلد 4 صفحہ 649)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ' فرماتے ہیں۔

لب پہ آ جاتا ہے جب نام جناب' منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وَجد میں ہو کے ہم اے جاں بے تاب' اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

پھر جب حضرت آدم علیہ السلام سے جنت میں دانہ گندم یا انگور کے کھانے کی غیرارادی طور پر لغزش سرزد ہوئی تو حضرت آدم و حوا علیہما السلام اور ان کی ذرّیت کو' جو ان کے صلب میں تھی' جنت سے زمین پر جانے کا حکم ہوا اور بحکمِ الٰہی حضرت آدم علیہ السلام زمینِ ہند میں سراندیپ کے پہاڑوں پر اور حضرت حوا علیہا السلام جدّہ میں اتارے گئے (تفسیر خازن و خزائن العرفان)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ابو نعیم "حلیتہ الاولیاء" میں اور ابن عساکر نے بہ روایت عطاء رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سراندیپ میں اتارے گئے تو انہیں (تنہائی اور خوفِ خداوندی سے) وحشت و پریشانی لاحق ہوئی۔ اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نزول ہوا اور جبرئیل علیہ السلام نے اذان دینی شروع کر دی کہ **اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ** دو مرتبہ کہا پھر **اشھد ان محمدا رسول اللہ** - دو مرتبہ کہا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھا محمد ﷺ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا "یہ تمہارے ایک فرزند انبیاء میں سے ہیں"۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ 21)

گویا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی وحشت و گھبراہٹ کو دور کیا گیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک وسلم کے نام پاک سے۔ اس واقعہ سے ایک اور بات ہمیں معلوم ہوئی کہ جس ذات کی نبوت و رسالت سے سب سے پہلے اہلِ زمین کو روشناس کرایا گیا، اور جس کے نام نامی کو اس دنیا میں سب سے پہلے بلند کیا گیا، وہ ذات، ذاتِ محمدی ﷺ ہی ہے اور وہ نام، نام محمد ﷺ ہی ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک وسلم)

پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کے دل کو سکون پہنچا اور آپ کی وحشت و گھبراہٹ ختم ہو گئی تو انھیں اپنی اس لغزش ظاہری کا خیال آیا۔ بس اس خیال کا آنا تھا کہ آپ نے رونا شروع کر دیا اور آپ اپنی اس ظاہری لغزش پر اس قدر نادم ہوئے کہ تین سو برس تک سر آسمان کی طرف نہ اٹھایا اور اس قدر روئے کہ ان کا شمار دنیا میں سب سے زیادہ رونے والے حضرات میں ہو گیا کہ پانچ حضرات دنیا میں سب سے زیادہ روئے۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، واقعہ کربلا کے بعد حضرت فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے والد حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک وسلم کی وفات کے بعد۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام خوفِ الٰہی میں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند یوسف علیہ السلام کی جدائی میں اور حضرت آدم علیہ السلام اپنی

Marfat.com
Marfat.com

ظاہری لغزش پر۔ (شان حبیب الرحمان صفحہ 23)

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی غیرارادی طور پر لغزش کے بعد تین سو برس تک سر آسمان کی طرف نہ اٹھایا۔ اس قدر روئے کہ اگر تمام دنیا کے آنسو جمع کیے جائیں تو ان کے آنسوؤں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ (تفسیر خازن' مدارک و روح البیان جلد اول صفحہ 78)

اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک و سلم ہی حضور کا وہ مقدس و بابرکت اسم گرامی ہے کہ جس کے توسّل حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فتلقی ادم من ربه کلمت فتاب علیه انه هوالتواب الرحیم**○(سورہ بقرہ آیت نمبر 37) یعنی پھر سیکھ لئے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمے' تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی کہ وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے "تفسیر روح البیان" میں اور حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج النبوۃ" میں اور اس کے علاوہ طبرانی' حاکم' ابو نعیم و بیہقی نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ ایک دن روتے روتے حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ جب میں پیدا ہوا تھا' تب میں نے ساقِ عرش پر لکھا دیکھا تھا۔ **لا اله الا الله محمد رسول الله**۔ تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک و سلم جو اللہ کے رسول ہیں' ایسے مقرب بارگاہ الٰہی ہیں کہ ان صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رب نے اپنے نام سے ملا کر عرش پر لکھا ہے۔ تب حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ "خداوند" میں اس ذات گرامی کے طفیل اپنی (ظاہری) خطا کی معافی چاہتا ہوں' پس مجھے معاف فرما۔ (تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ 77- مدارج النبوت جلد اول صفحہ 561 و جلد دوم صفحہ 3 الوفاء صفحہ 46)

چنانچہ حضرت علامہ انتخاب قدیری صاحب نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

خطائے راجتہادی کی معافی کے لئے واللہ
بنایا ہے وسیلہ حضرت آدم(علیہ السلام)نے نام ان کا

حضرت ابو محمد مکی اور ابو لیث رحمتہ اللہ علیہما کا بیان ہے کہ "آدم علیہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

السلام نے اپنی لغزش (ظاہری) کے وقت بارگاہ ایزدی میں دعا کی کہ اے باری تعالیٰ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک وسلم کے وسیلے سے میری غلطی معاف فرمادے۔ ارشاد ربانی ہوا کہ اے آدم! تم نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک وسلم) کو کس طرح پہچانا؟ حضرت آدم علیہ السلام عرض گزار ہوئے' کہ جنت میں ہر جگہ میں نے یہی لکھا ہوا دیکھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کے دیکھنے سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا سب معزز و مکرم بندہ ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور انھیں بخش دیا اور یہ روایت مذکورہ دونوں حضرات کے نزدیک (قرآن کریم کی آیت) **فتلقی ادم من ربہ کلمت** کی تاویل ہے۔

(کتاب الشفاء القسم الاول باب ثالث)

حضرت علامہ عماد الدین ابن کثیر (المتوفی 774ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں اور حاکم نے "مستدرک" میں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار! میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک وسلم کے وسیلے سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا۔ تم نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک وسلم کو کیسے پہچانا؟ ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہیں فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ میں نے اس طرح پہچانا کہ تو نے جب مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی طرف کی روح پھونکی اور میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ جسے ملایا ہے یقیناً" وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' آدم! تو نے سچ کہا یقیناً" وہ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اور جب تو نے اس کے وسیلے سے دعا کی ہے تو میں نے تجھے بخش دیا۔ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و بارک وسلم) نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا بھی نہ کرتا۔

(مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مترجم صفحہ 13)

Marfat.com
Marfat.com

سبحان اللہ کیا رحمت والا نام ہے نامِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ والہ و بارک وسلم) کہ اپنے جد کریم ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کو پہلے تو ملائکہ سے سجدہ کرایا پھر ان کی ظاہری لغزش معاف کرائی۔

علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ۔

اگر نام محمد ﷺ را نیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

آج ہمیں بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کے ناتے یہی حکم دیا گیا ہے کہ " اگر تم لوگ گناہ کرو، کفر کرو، ظلم کرو تو بارگاہِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر ان سے شفاعت کی درخواست کرو اور وہاں جا کر رب سے توبہ کرو اور محبوب (ﷺ) بھی تمہارے لئے شفاعت فرما دیں گے تو تمہاری توبہ قبول ہو گی۔" **ولوانھم اذ ظلموا انفسھم جآء وک الآیتہ**.....

(سورہ نساء آیت 64)

اس کا مطلب یہ نہیں کہ مدینہ پاک ہی جاؤ بلکہ اس ذات کریم کی طرف متوجہ ہو جاؤ کیونکہ وہ تو ہر جگہ حاضر ہیں، غائب تو ہم ہیں۔

چنانچہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ، فرماتے ہیں ۔

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو

محمد نعیم احمد برکاتی

"معارف اسمِ محمد ﷺ"

Marfat.com

سید الانبیاء ﷺ کے فضائل مبارکہ

(از حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی قدس سرہ)

حضور نبی کریم ﷺ میں دو قسم کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ جن میں اور نبی و رسول آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہیں۔ مثلاً" ایمان' اسلام' رسالت اور نبوت اور دوسری قسم کے وہ اوصاف ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔ ان میں کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں' بلکہ کسی دوسرے کا ان میں شریک ہونا محال ہے۔ یہ وہ صفات ہیں' جنہیں خصائص کہا جاتا ہے یہ اوصاف آپ ﷺ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے بعض خصائص اور فضائل و کمالات یہ ہیں۔

(1) سب سے پہلے جس کو نبوت ملی وہ آپ ﷺ ہیں۔

(2) قیامت کے روز جو سب سے پہلے قبر سے اٹھے گا' وہ آپ ﷺ ہی ہوں گے۔

(3) شفاعت کی اجازت سب سے پہلے آپ ﷺ ہی کو دی جائے گی۔

(4) پل صراط سے سب سے پہلے حضور ﷺ' اپنی امت کو لے کر گزریں گے۔

(5) حضور اقدس ﷺ کو اللہ عزوجل مقام محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اولین و آخرین حضور کی حمدو ستائش کریں گے۔

(6) حضور اکرم ﷺ کو ایک جھنڈا مرحمت ہو گا جس کو لواء الحمد کہتے ہیں۔ تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک' سب اسی کے نیچے ہوں گے۔

(7) حضور ﷺ ہی کے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری۔

(8) حضور ﷺ ہی کے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا۔

Marfat.com

(9) حضور ﷺ ہی پیشوائے مرسلین اور خاتم ہیں۔

(10) روز محشر حضور ﷺ آگے ہوں گے اور ساری مخلوق پیچھے پیچھے۔

(11) اور انبیاء کرام علیہ السلام کسی ایک قوم کی طرف بھیجے گئے اور حضور اقدس ﷺ تمام مخلوق کی طرف مبعوث فرمائے گئے رسول بنا کر اور آپ ﷺ ہی ساری کائنات کے نبی ہیں۔

(12) آپ ﷺ کو جسم اقدس کے ساتھ معراج ہوئی اور وہ قرب خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر و ملک کو کبھی نہ حاصل ہوا اور نہ کبھی حاصل ہو گا۔ جمال الٰہی بچشم سر دیکھا' اور کلام الٰہی بلاواسطہ سنا' اور تمام آسمانوں' زمینوں کو بالتفصیل ذرہ ذرہ ملاحظہ فرمایا۔

(13) اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے آپ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی مدد کرنے کا وعدہ لیا۔

(14) آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے محبوبیت کُبریٰ کے مرتبہ پر سرفراز فرمایا۔ **حبیبُ اللہ** کا خطاب دیا۔ تمام جہان اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی رضا کا طالب ہے۔

(15) حضور ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری' عین اطاعت الٰہی ہے اور اطاعت الٰہی حضور ﷺ کی اطاعت کے بغیر ناممکن ہے۔

(16) احکام شریعت حضور اکرم ﷺ کے قبضہ میں کر دیئے گئے ہیں کہ جس کے لئے جو چاہیں حلال فرما دیں اور جو فرض چاہیں جس سے چاہیں معاف فرما دیں۔

(17) حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں۔ تمام جہان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے ماتحت ہے۔ سارا عالم ان کا محکوم ہے جو چاہیں کریں اور جو چاہیں حکم دیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔

(18) حضور اکرم ﷺ **رحمتہ للعالمین** ہیں۔ خدائی نعمتوں کی

Marfat.com

تقسیم انہیں کے مبارک ہاتھوں سے ہوتی ہے اور بارگاہ الٰہی سے جو کچھ ملتا ہے' انہیں کے واسطہ سے ملتا ہے۔

(19) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس طرح اپنے تمام کمالات میں جملہ انبیاء و مرسلین سے افضل و اعلیٰ ' برتروبالا ہیں۔ اسی طرح آپ کمالات علمی میں بھی سب سے فائق' سب کے صدر نشین ہیں۔اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے علوم آپ ﷺ کو عطا فرمائے علوم غیبیہ کے دروازے کھولے۔ ہر چیز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر روشن فرمادی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گذشتہ و آئندہ' تمام امور کی معرفت حاصل کر لی۔ امت کا ہر حال' ان کی نیتیں' ان کے ارادے اور دلوں کے خطرے سب حضور ﷺ پر روشن ہیں۔

(20) اللہ عزوجل نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ذات کا مظہر و آئینہ بنایا اور حضور پرنور کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا' ہر شے میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور جلوہ فرما ہے۔ ہر چیز میں ان کے نور کا ظہور ہے۔ بایں معنی ہر جگہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم تشریف فرما ہیں۔ حاضروناظر ہیں۔

مگر کور باطن کا کیا علاج؟

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ

؎

آنکھ والا تیرے جوبن کا نظارہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از الحاج مولانا کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری)

وجود کے تمام مراتب میں انسان اکمل ہے اور جملہ افراد انسانی میں حضور رسول خدا ﷺ سب سے اکمل و ارفع ہیں اور حق تعالیٰ کے مظہرِ اُتم ہیں۔ آپ ﷺ ہی **انسانِ کامل** ہیں اور آپ ﷺ ہی حق تعالیٰ کے خلیفہ برحق ہیں۔ آپ ﷺ باعثِ تخلیق کائنات ہیں۔ حدیث **کنت کنزا" مخفیا" فا حببت ان اعرف فخلقت الخلق** (میں ایک مخفی خزانہ حسن و جمال و کمال تھا مجھے خواہش ہوئی کہ پہچانا جاؤں اس لئے خلقت کو پیدا کیا) میں جس خزینہ حسن و جمال و کمال کے اظہار کی تمنا حق تعالیٰ کو ہوئی وہ **حقیقت محمدیہ** ﷺ ہے۔ جو ذات و صفاتِ الٰہی کے مظہراتم ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے **اوّل ما خلق اللہ نوری و خلق کل شیء من نوری**" (سب سے پہلے حق تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا اور میرے نور سے ساری کائنات پیدا کی) عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا ہے۔

مصطفیٰ و مجتبیٰ و مرتضیٰ جز محمد نیست درارض و سماء

ایک اور عاشق نے اس شعر کو یوں کہا ہے

منبع و مصدر محمد ﷺ مصطفےٰ جز محمد نیست در ارض و سماء

(کیونکہ کائنات کا منبع اور مصدر حقیقت محمدیہ ﷺ ہے جس سے ساری کائنات وجود میں آئی۔ صاحب لولاک سیدنا محمد ﷺ ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک (اے پیغمبر اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں کچھ بھی پیدا نہ کرتا) ظفر علی خاں نے اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

گر ارض و سماء کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں، یہ نور نہ ہو سیاروں میں

عالم لاتعین سے جب حق تعالیٰ نے عالم تعین و شہادت و صفات میں نزول فرمایا تو پہلی تجلی حقیقتِ محمدیہ ﷺ میں فرمائی۔ اس لئے آپ ﷺ کے اسمائے گرامی تعینِ اوّل، تجلیءِ اوّل، ظہورِ اوّل اور عالم صفات ہیں اور تمام اسماء و صفات الٰہیہ کا ظہور اسی تجلی اول کے ظہور سے ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے **وخلق کل شیء من نوری** (ہر چیز میرے نور سے پیدا ہوئی۔ عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اوست ایجاد جہاں را واسطہ ۔۔۔ درمیان خلق و خالق رابطہ
شاہباز لامکانی جان او ۔۔۔ رحمتہ للعالمین در شان او
عارف اطوار سر جزو کل ۔۔۔ خلق اول، روح اعظم، عقل کل
علت غائی ز امر کن فکاں ۔۔۔ نیست غیر از ذات آں صاحب قراں
رہنمائے خلق و ہادی سبل ۔۔۔ مقتدائے انبیاء ختم رسل

1- آپ ﷺ ہی ایجاد جہاں (تخلیق) کے لئے واسطہ بنے
اور خلق اور خالق کے درمیان بھی آپ ﷺ واسطہ ہیں
2- آپ ﷺ عالم لامکاں کے شہباز ہیں
اور رحمت للعٰلمین کا لقب آپ ﷺ ہی کی شان ہے
3- آپ کل کائنات کے اسرار و اطوار کے عارف ہیں
آپ ﷺ ہی خلقِ اول، روحِ اعظم اور عقلِ کل ہیں
4- کُن فکاں کے حکم کے لئے علتِ غائی (سبب) آپ ﷺ ہی ہیں
آپ صاحبِ قرآن ہیں اور آپ کے علاوہ کائنات کی تخلیق کا سبب اور کوئی نہیں
5- تمام مخلوقات کے لئے آپ رہنما اور اللہ تک جانے والے تمام راستوں کے ہادی ہیں۔
تمام انبیاء آپ کے مقتدی بنے اور آپ ﷺ ہی پر رسالت ختم ہوئی

(ترجمہ:- پیر عبداللطیف خان نقشبندی)

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

علمائے راسخین، اولیائے کاملین، واصلین و مقربین رسول اللہ ﷺ کے نائب اور خلفاء ہیں اور آپ ﷺ ہی کی بدولت اور آپ ﷺ ہی کی متابعت اور محبت سے یہ مراتب ظلی طور پر عطا ہوئے ہیں۔ **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** اس سے ظاہر ہے کہ اتباعِ رسول ﷺ سے محبوبیت حق کا مقام ملتا ہے جو بلند ترین مقام ہے۔

"روحانیتِ اسلام"
از مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ

تخلیق کائنات

(از پیر عبداللطیف خان نقشبندی)

الخلق:- خلق کے معنی کسی چیز کو بنانے' اندازہ لگانے یا ابداع (بغیر کسی مادہ یا بغیر کسی تقلید کے پیدا کرنے) کو کہتے ہیں۔ خلق بصورت استحالہ (کسی تبدیلی کے ساتھ) یہ ہے کہ خدا کے سوا دوسروں کو بھی تخلیق کا اختیار دیا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا **اذ تخلق من الطین کھیئتہ الطیر باذنی**(المائدہ) یعنی جب تم میرے حکم سے مٹی کا جانور بناتے تھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خود کو **احسن الخلقین** فرمایا ہے۔

ساری کائنات کو ایک خالق نے بنایا ہے اور ہر چیز میں اس کا جلوہ رونما ہو رہا ہے' اگر ہم اس کی صناعی اور تخلیق میں پوشیدہ کمالات حسن اور عجائبات پر غور کریں تو واقعی انسان ششدر رہ جاتا ہے اور اس موضوع پر اگر ہزاروں کتابیں بھی تحریر کی جائیں تو بھی ان کلمات کو پوری طرح بیان نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اس کائنات کی تخلیق میں چند اہم اقدام کو ہی بیان کیا جائے گا تاکہ معلوم ہو کہ یہ کائنات کیوں اور کس طرح وجود میں آئی۔

جب کچھ نہ تھا تو صرف خدائے تعالیٰ کی ذات موجود تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ گویا پانی کو تمام اشیاء سے پہلے تخلیق کیا جا چکا تھا' جیسا کہ سورۃ ہود آیت نمبر 7 میں ہے' **وکان عرشہ علی الماء** (زمین اور آسمانوں کو چھ دنوں میں بنانے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پانی کو ہر چیز کا جزو بنایا گیا۔ سورہ الانبیاء میں بھی ذکر ہے۔ **وجعلنا من المآء کل شیء حی** یہاں زمین و آسمان کی چھ روزہ تخلیق سے مراد چھ ادوار ہیں اور ہر دور کے طول کے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

متعلق کوئی شواہد موجود نہیں۔

احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تخلیق کائنات سے پہلے اللہ تعالیٰ کی اپنی تمام صفات کہ وہ ازلی ہیں (اس وقت موجود تھیں یعنی تخلیق سے پہلے بھی وہ خالق' رازق' غفار' رحیم' حلیم' رحمٰن وغیرہ کی صفات سے متصف تھا' لیکن یہ صفات عمل میں اسی وقت آ سکتی تھیں اگر کوئی مخلوق ہوتی وہ رازق تھا لیکن رزق کسے دیتا' رحیم تھا مگر کس پر رحم کرتا۔ چنانچہ اپنی صفات کو عمل میں لانے کے لے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ میں اپنی صفات سے پہچانا جاؤں' جیسا کہ حدیث شریف میں بھی وارد ہے۔

کنت کنزا" مخفیا" فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق

ترجمہ :- میں ایک مخفی خزانہ تھا مجھے اس بات کی محبت ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں اس لئے میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

اس تصور کے آتے ہی مخلوقات کے پیدا کرنے کا خاکہ ذہن میں آیا اور اس کے ساتھ ہی لفظ "کن" سے کائنات کے پیدا کرنے کا حکم فرمایا اور ہر چیز حسب حکم اپنے وقت پر نمودار ہونے لگی اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کی مشیت تک جاری رہے گا۔ علامہ اقبال نے فرمایا کہ **کن فیکون** کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

یہ کائنات حسن ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دما دم صدائے **"کُنْ فَیَکُوْن"**

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو لفظ "کن" کہتا اور ہر چیز یک دم پیدا ہو جاتی' لیکن اللہ تعالیٰ کا خلق و تدبر اور عجائبات قدرت و حکمت اور تقاضائے مشیت یہی تھا کہ ایک حساب کے ساتھ ہر چیز معرض وجود میں آئے۔ داستان تخلیق تو بہت طویل ہے لیکن اتنا کہا جا سکتا ہے کہ جیسے کسی چیز کو بنانے سے پہلے اس کی تخلیق کے لئے ایک جذبہ عشق ہمارے دلوں میں کار فرما ہوتا ہے۔ اسی طرح حسین اور جمیل کائنات کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کی صفت عشق و

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

محبت واضح طور پر نمایاں تھی اور اسی جذبہ عشق کے تحت کچھ انوار الٰہی نہایت لطیف نور کی شکل میں اللہ تعالیٰ کے روبرو صفت آئینہ نمودار ہوئے۔ یہ نور چونکہ نہایت صاف اور شفاف تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام کمالات و صفات اور حسن و جمال کا عکس اس نورانی آئینہ میں مشاہدہ کیا اور اپنے اس حسن کے مجسّمے کو اس قدر پسند فرمایا کہ وہ اس پر عاشق ہو گیا۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ نور رسول کریم ﷺ کا نور تھا جس پر وہ عاشق ہوا اور آج بھی وہ اس پر عاشق ہے۔ جب اس نور کی طرف محبت کی نگاہ ڈالی تو اس نور کے وجود پر عرق انفعال (حیا کے پسینے) نمودار ہوئے۔ چنانچہ بعد ازاں اس پسینے سے تمام مخلوقات کو پیدا کیا۔ پیشانی کے پسینے سے فرشتوں کو اور علی الترتیب باقی حصوں سے باقی مخلوقات کو پیدا کیا۔

روایات میں ہے کہ اس نور کو اربوں سال تک اپنے قرب میں رکھا اور اس کی چمک تمام جنات میں پھیلتی رہی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے (ایک حدیث کے مطابق) اپنی عمر کا اندازہ یوں بیان کیا ہے کہ انھوں نے اس نور کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھا جبکہ یہ نور ان کو ستر ہزار سال کے بعد نظر آیا کرتا تھا۔ اکثر علماء اور صوفیاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ اللہ کے نور میں سے ایک نور ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ہے کہ انھوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا **یا جابر ان اللّٰہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک** (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے نور کو پیدا فرمایا) آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا "**انا من نور اللّٰہ والمومن من نوری** اور ایک حدیث میں **والخلق من نوری** فرمایا یعنی میں اللہ کے نور سے ہوں اور مومن میرے نور سے' اور دوسری حدیث کے مطابق مخلوق کو میرے نور سے پیدا کیا)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی تصدیق فرمائی اور مکتوبات دفتر سوم حصہ دوم مکتوب نمبر 100) میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں (**خلقت من نور اللّٰہ**) مجدد الف

Marfat.com

ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش دوسرے افراد انسانی کی طرح نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود جسم عنصری رکھنے کے نور حق تعالیٰ سے پیدا ہوئے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم ممکنات میں سے نہیں بلکہ اس سے بلند اور ارفع امکان سے پیدا ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تخلیق کو تعینِ اوّل یا حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔

حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت قارئین کی معلومات کے لئے یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد اس بات کو ظاہر کرنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلاصہ موجودات ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانِ عالم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجمال ہیں اُن اسماء اور صفات کا جن کا ظہور تفصیلی کائنات میں ہوا۔ آپ کے نور سے ہر شے کو قیام ملا۔ عالم لاتعین سے جب حق تعالیٰ نے عالم تعین و شہادت و صفات میں نزول فرمایا تو پہلی تجلی حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فرمائی اس لئے آپ کے اسماء گرامی کو تعین اول، تجلی اول، عقل کل، روح المعظم، برزخ البرازخ اور مقام وحدت کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے اور تمام اسماء و صفات الٰہیہ کا ظہور اسی تجلی اول کے ظہور سے ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا

"وخلق کل شئی من نوری"

ہر شے میرے نور سے پیدا ہوئی

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جو اشعار اس موضوع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھے ہیں ان میں سے دو اشعار پیش خدمت ہیں۔

عارف اطوار سر جزو کل ․ خلق اول، روح اعظم، عقل کل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جزو کل کائنات کے اَسرار و اَطوار کے عارف ہیں۔ آپ ہی خلق اول، روح اعظم اور عقل کل ہیں

حمد محمودے کہ در جملہ صور ․ شد بہ انوار محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر

اُس محمود ذات کی حمد ہے جو کائنات کی تمام صورتوں میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہو کر جلوہ گر ہوا۔

"حسن نماز"

از پیر عبداللطیف خان نقشبندی

حضور ﷺ کو پیدا فرمانے کے بعد ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب حق تعالیٰ نے اس نور سے اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات کو پیدا فرمایا جس میں سوائے آدم علیہ السلام کے باقی تمام مخلوقات' نباتات' جمادات' حیوانات' فلکیات یعنی ہر چیز کو پیدا فرمایا' اس کے بعد آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

"نشانِ منزل"

از پیر عبداللطیف خان نقشبندی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

رحمۃ للعٰلمین

از ابو البدر علامہ شمس الزماں قادری

وانا اول المسلین۔ وما ارسلنک الا رحمتہ للعلمین

رحمۃ

ترجمہ۔ اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ اور نہیں بھیجا آپ کو ہم نے مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر

یہاں دو باتیں قابل غور ہیں کہ حضور فرماتے ہیں میں سب سے پہلے مسلمان ہوں۔
آپ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ عالمین میں سارے جہان شامل ہیں۔

1- **ولہ اسلم من فی السموت والارض** (الایتہ)

اس کے لئے اسلام لا چکے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور زمینوں میں ہیں۔ معلوم ہوا ہر شے ذات الٰہی کو ماننے والی ہے اور حضور فرماتے ہیں کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں اس لئے کہ آپ اول الخلق حقیقی ہیں اگر کوئی اور اول ہے تو اول اضافی ہے۔

2- حضور علیہ السلام تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور کوئی شے بھی رحمت الٰہی سے بے نیاز نہیں ہے بلکہ اصول یہ ہے کہ جس چیز کی حیات و بقا جس شے پر موقوف ہو تو اللہ تعالیٰ موقوف علیہ کو پہلے پیدا فرماتا ہے اور موقوف کو بعد میں پیدا فرماتا ہے۔ مثلاً آگ ہوا پانی مٹی وغیرہ کا انسان اپنی حیات و بقا میں محتاج ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو پہلے پیدا کیا انسان کو بعد میں پیدا کیا۔

اس طرح بچے کو جب خدواوند عالم پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ماں

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کے سینے میں اس کی غذا کا پہلے انتظام فرماتا ہے بچہ بعد میں آتا ہے دودھ والدہ کے سینے میں پہلے تیار ہوتا ہے۔

یونہی یہ ساری مخلوق اور تمام جہان عالم لاہوت عالم ناسوت، عالم جبروت عالم ملکوت، یا یوں کہہ لیں عالم ارواح، عالم دنیا و اجسام، عالم برزخ، عالم آخرت یعنی قیامت یہ سارے رحمت کے محتاج ہیں اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے رحمتہ اللعلمین بنا کر بھیجا لہٰذا حضور موقوف علیہ ہوئے اور تمام جہاں موقوف ہوئے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات سے پہلے ذات مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء کو پیدا فرمایا باقی سب کو بعد میں پیدا فرمایا یہی ان دو آیتوں میں منشاء خدا ہے۔ جس کی تفصیل آئندہ اوراق میں احادیث مبارکہ سے واضح ہے اور روشن ہے اور تفاسیر کی روشنی سے عیاں ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کی عمر اور حضور کی ذات کی عمر بطور نورانی ستارہ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت جبریل سے فرمایا **کم عمرک یا جبریل**۔ جبریل آپ کی عمر کتنی ہے حضور مجھے اپنی عمر کا تو پتہ نہیں البتہ ایک اندازہ مجھے یاد ہے عرض کرتا ہوں فرمایا بتاؤ عرض کی چوتھے حجاب میں ایک نورانی ستارہ ستر ہزار سال بعد طلوع ہوتا تھا جس کو میں نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے حضور نے فرمایا جبریل جانتے ہو کہ وہ ستارہ کون تھا عرض کی حضور نہیں۔

حضور نے ارشاد فرمایا

وعزۃ ربی انا ذلک الکوکب

(روح البیان ج صفحہ 92)

ترجمہ۔ مجھے قسم ہے اپنے رب کی عزت کی وہ ستارہ میں ہی تھا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور سب سے پہلے ہیں اور تمام نظام کائنات حضور کے سامنے بنی۔ ابر وارثی نے کیا خوب جملہ کہا ہے۔

ابر آکھدے اونہوں غیب نہیں جہندے سامنے سب کچھ بنایا گیا۔

Marfat.com
Marfat.com

اعلحضرت فرماتے ہیں - وہی اول وہی آخر اسی کے جلوے
(اس سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے)۔
یعنی اول بھی ہیں اور آخر بھی - حضور نے فرمایا- **اول ما خلق اللہ نوری**
یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا- اس لئے آپ کی ذات اول حقیقی ہے- باقی کوئی اول ہے تو اول اضافی ہے۔

ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی نے عرض کیا **متی و جبت لک النبوۃ یا رسول اللہ قال کنت نبیا و ادم بین الروح و الجسد** (ترمذی شریف و مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ۔

عرض کی حضور آپ کو نبوت کب ملی ہے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب ابھی آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

صحابی نے مسئلہ پوچھ کر ایک عظیم عقدہ حل کر دیا کہ صحابہ کرام کو آپ کی پیدائش کا بھی علم تھا اور نبوت کے اعلان کا بھی تھا مگر یہ کہ آپ کب سے نبی ہیں سے مراد اصل نبوت کب سے ملی ہے تو آپ نے اس کی وضاحت فرما دی- کہ میں آدم سے بھی پہلے ہوں آدم میرے بعد پیدا ہوئے ہیں۔

حضور اول حقیقی ہیں

ایک سوال اور اس کا جواب- **اول ما خلق اللہ نوری** پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا ہے- کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ اول ما خلق اللہ نوری حدیث صحیح ہے تو بعض جگہ یہ حدیث بھی ہے **اول ما خلق اللہ القلم**- ایک میں آتا ہے **اول ما خلق اللوح** تو آپ کس کو اول کہیں گے- کیا نور اول ہے یا قلم اول ہے- یا لوح اول ہے - اول تو ایک ہی ہو سکتا

Marfat.com

ہے۔

اس کا جواب یہ ہے اگر حدیث پوری پڑھ دی جائے جس کو صاحب مشکوٰۃ نے نقل فرمایا ہے تو مسئلہ خودبخود حل ہو جائے گا پوری حدیث یوں ہے۔

عن عباده من صابت ان اول ما خلق اللّٰہ القلم فقال اکتب قال ما اکتب (یا اللہ) قال اکتب القدر فکتب ما کان وما ھو کان الی الابد۔ (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ 21)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے قلم کو پیدا فرمایا پھر اس سے فرمایا لکھ قلم بولا کیا لکھوں فرمایا تقدیر تو قلم نے جو کچھ پہلے ہوا تھا وہ لکھا اور جو کچھ ابدالاباد تک ہونے والا تھا سب لکھ دیا۔

اب تو آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اگر قلم سب سے پہلے تھا تو ماکان یعنی ماضی کا کیا لکھا ماکان یعنی جو ماضی میں ہو چکا ہے۔ مستقبل کی بات سمجھ آتی ہے۔ معلوم ہوا کہ قلم سے بھی کوئی پہلے تھا اور وہ نور مصطفیٰ علیہ السلام تھا۔ لہٰذا اول حضور کا نور ہی ہوا۔ اس طرح قلم حضور کے بعد میں ہے۔

حدیث قدسی۔ **کنت کنزا مخفیا" فا حببت ان اعرف فخلقت محمدا"** (او الخلق)

ترجمہ۔ میں مخفی خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے محمد مصطفیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا خلق کو پیدا کیا۔

مقصد یہ ہے کہ میں جمیل تھا جمال دیکھنے والا کوئی نہیں تھا میں حسین تھا حسن دیکھنے والا کوئی نہیں تھا میں رزاق تھا رزق مانگنے والا کوئی نہیں تھا۔ میں غفار تھا بخشش مانگنے والا کوئی نہیں تھا تو میں نے چاہا مجھے کوئی دیکھے اور مانگے۔

معلوم ہوا کہ حضور کی ذات پاک سے پہلے کچھ نہیں۔ البتہ اول اضافی قلم اور لوح ہے کہ باقی مخلوق سے پہلے لوح و قلم پیدا کئے گئے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ایک اس کا جواب اور بھی علماء نے دیا ہے۔
کہ لوح بھی قلم بھی۔ نور بھی تینوں حضور ہی کے نام اور شان ہیں۔ قلم فیض دیتا ہے، لوح فیض لیتی ہے اور نور حضور کا اپنا نام ہے اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری ہے۔ یعنی ایک ہی ذات مراد ہے لیکن رخ الگ الگ ہے۔
حضور علیہ السلام کا جب رخ اللہ کی طرف ہو تو فیض لیتے ہیں یہ آپ کی شان لوح ہونے کی ہے۔ جب حضور کا رخ مخلوق کی طرف ہو تو آپ فیض دیتے ہیں یہ آپ کی شان قلم ہونے کی ہے۔

ڈاکٹر اقبال نے یہی مسئلہ بتایا ہے۔
آقا لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجود الکتاب۔
معلوم ہوا کہ یہ اتنا واضح مسئلہ ہے کہ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

اعلم انه لما تعلقت ارادة الحق بالجاد الخلق ابرز الحقيقته المحمديه من انواره(مواھب اللدنیہ انوار محمدیہ صفحہ ۹)

ترجمہ۔ جان لے تحقیق شان یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کا اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ ہوا تو اس نے اپنے انوار سے حقیقت محمدیہ کو ظاہر فرمایا۔

مزید ائمہ کی شہادتیں

مما تعلقت ارادته بايجاد الخلق ابرز الحقيقته المحمديه من محض النور قبل وجود هو كان من المخلوقات (جواھر البحار جلد سوم صفحہ 35)

ترجمہ۔ جب اللہ کے ارادہ نے مخلوق کے پیدا کرنے کے ساتھ تعلق پکڑا تو

حقیقت محمدیہ اپنے نور محض سے ظاہر فرمایا تمام مخلوق سے پہلے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

انبیاء مخلوق اند از اسماء ذاتیہ حق و اولیاء از اسماء صفاتیہ و بقیہ کائنات از صفات فعلیہ و سید رسل مخلوق است از ذات حق۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ 24)

ترجمہ۔ انبیاء اللہ تعالیٰ کے اسما ذاتیہ سے اور اولیاء اسماء صفاتیہ سے اور باقی مخلوق یعنی کائنات صفات فعلیہ سے پیدا ہوئے اور سید الانبیاء والمرسل ﷺ ذات خدا سے مخلوق ہیں۔

شیخ سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

باید دانست کہ خلق محمدی درلگ خلق سائر افراد انسانی نیت بلکہ خلق ہیچ فردے از افرا و عالم مناسبنداد کہ او ﷺ باوجود نشاء عنصری از نور حق جل و علا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ و آلہ الصدق والسلام خلقت من نور اللہ و دیگران را این دولت شدہ است۔ (دفتر سوم حصہ نہم مکتوب صفحہ 100، 75)

ترجمہ۔ جاننا چاہئے کہ حضور اقدس ﷺ کی پیدائش دوسرے لوگوں کی طرح نہیں ہے کیونکہ حضور اقدس ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے (خود) فرمایا کہ میری پیدائش اللہ تعالیٰ کے نور سے کی گئی ہے اور دوسروں کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔

ان محدثین اور اکابر علماء کاملین اور ادب و اھلین کے اقوال اور شہادتوں کے باوجود کسی کو یہ عقیدہ نصیب نہ ہو تو وہ ازلی بدبخت ہی ہو سکتا ہے۔

حضور علیہ السلام کی آمد سے پہلے آپ کے چرچے اور آپ کا ذکر موجود

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تھا حضرت سلیمان علیہ السلام جو بیک وقت بادشاہ بھی تھے اور نبی بھی جب ایک مرتبہ آپ نے اپنی مملکت کا طوفانی دورہ فرمایا تو آپ کا تخت ہوا پر پرواز کرتا تھا اور آپ کے خدام چرند پرند بھی ساتھ ہوتے تھے مگر ایک جگہ آپ نے تخت کو بٹھایا خود نیچے اتر گئے اور تخت خالی اڑتا رہا تھا مگر دور تک پیدل چلتے رہے اور تمام خدام بھی جب دوبارہ تخت کو بٹھا کر سوار ہوئے تو خدام نے حکمت پوچھی کہ جب آپ تمام سفر تخت پر سوار رہے لیکن یہاں دور تک پیدل چلتے رہے فرمایا یہ وہ سرزمین ہے جہاں مسکن مصطفیٰ ہو گا اور آپ کا مدفن بھی میں تمہارا نبی ہوں وہ میرے نبی ہیں۔

تبع حمری اول کا واقعہ

قوم تبع کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ قوم تبع کا بادشاہ تبع حمری اول جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے تقریباً" ایک ہزار سال پہلے گزرا ہے۔ اور اس کی حکومت و سلطنت پوری دنیا پر تھی۔ ایک مرتبہ اس نے اپنے ملک کا دورہ کرنا چاہا تو جہاں اس نے اپنے ہم سفر وزراء' سفراء' خدام' باربردار لئے وہاں چار سو علماء بھی ساتھ لئے اور اپنے سفر کی ابتداء کی جہاں ٹھہرتے دو چار روز کے بعد باربردار سامان لاد کر تیاری کرتے اور بادشاہ کو خبر دیتے بادشاہ کا مجمع قافلہ چل پڑتے چنانچہ ایک جگہ قافلہ رکا اور حسب معمول جب باربرداروں نے رخت سفر باندھنا شروع کیا تو علماء کے وفد نے سامان باندھنے سے انکار کر دیا۔ باربرداروں نے بادشاہ سے عرض کی کہ علماء تو یہاں سے چلنے سے انکاری ہیں چنانچہ بادشاہ نے علماء کے پاس جا کر گذارش کی کہ آپ لوگ کیوں یہاں سے جانے پر تیار نہیں ہیں۔ علماء نے اپنے امیر سے بات کرنے کو کہا چنانچہ امیر ربائیں نے جواب عرض کیا کہ ہم نے آپ سے کوئی جائیداد یا حکومت نہیں مانگی بلکہ صرف اس جگہ اپنے رہنے کی التجاء کی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا اس کا سبب کیا ہے انہوں نے بتایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں آخری پیغمبر خاتم المرسلین جلوہ فرما ہوں گے۔ بادشاہ نے پوچھا تمہیں کیا خبر کہ حضور علیہ السلام اس جگہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تشریف لائیں گے تو اسی عالم ربانی نے فرمایا۔

درخشامہم می رند بوئے کسے　　دامن دل می کشد سوئے کسے

ہمیں اسی جگہ سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خوشبو آ رہی ہے - بادشاہ نے فرمایاکہ کیا خبر آپ کو ان کا زمانہ نصیب ہو یا نہ ہو - اس پر عالم ربانی کے آنسو آ گئے اور عرض کہ کہ مانا ان کا زمانہ نصیب نہیں ہو گا مگر آپ ﷺ کے راستے میں ہماری قبریں ہوں گی تو ان کے گرد نعلین آ پڑے گی اس پر بادشاہ نے ان کو بادل ناخواستہ چھوڑ دیا بلکہ ان کو چار سو مکان بنوا کر دیے اور بادشاہ نے خود ایک تفصیلی خط لکھا جس میں بادشاہ نے کہا کاش میری گردن پر حکومت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں خود بھی ان کے انتظار میں بیٹھ جاتا مگر مجبور ہو کر جا رہا ہوں اور وہ خط عالم ربانی کو دے دیا عرض کیا کہ اگر خود حضور سے ملاقات نہ ہو تو بیٹے کو خط دے دینا تاکہ حضور تک پہنچ جائے چنانچہ وہ خط چلتے چلتے عالم ربانی کی اولاد میں سے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا چنانچہ یہی حکمت تھی کہ حضور کی اونٹنی ان کے گھر جا رہی تھی کہ وہ ایک عاشق صادق کے صاحبزادے تھے جو مدتوں پہلے آپ کے منتظر تھے بلکہ جب اہل مکہ نے آپ کو تنگ کیا تو حضرت انصاری نے حضور کو مدینہ آنے کی دعوت دی کہ اگر اہل مکہ آپ کو تنگ کرتے ہیں تو یہاں تشریف لائیں اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام ابو لیلیٰ سے فرمایا کہ جاؤ خط لے جاؤ اور حضور کو دعوت دے آؤ

ابو لیلیٰ خط لے کر حضور کے پاس پہنچے تو حضور نے فرمایا ابو لیلیٰ آ گئے ہو میں حیران ہو گیا کہ آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا فرمایا کیوں حیران ہو لاؤ وہ خط کہاں ہے میں اور پریشان ہوا آپ نے فرمایا کیوں پریشان ہو میں بتا دوں خط میں کیا کیا لکھا ہے - گویا کہ حضور کے آنے سے پہلے حضور کے چرچے تھے اور پہلے انبیاء اور بادشاہ آپ کے منتظر تھے اور خوشیاں مناتے تھے ہم تو حضور کے امتی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہیں ہم پر ویسے ہی لازم ہے کہ آپ کی آنے کی خوشیاں منائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان کی غلامی کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

حوالہ ؟

Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ

تُو ہے تو ہے بزمِ حیات

(از کرنل (ر) محمد انور مدنی)

اللہ تعالیٰ نے کہا

لولاک لما خلقت الافلاک
لولاک لما اظہرت الربوبیۃ

ترجمہ :- "اے میرے حبیب اگر آپ ﷺ کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔ اگر آپ ﷺ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ فرماتا"۔

جب خالق کائنات کی حکمت اس بات کی مقتضی ہوئی کہ اس بابرکت ذات کا ظہور اس خاکدان عالم سے کیا جائے تو اس نے اس نور سے ایک جوہر پیدا فرمایا اور اس کو اپنی نظر قدرت سے نوازا وہ جوہر پانی پانی ہو گیا اور ایک ہزار سال تک آنکھ کی پتلی کی طرح متحرک رہا۔ اس کے بعد اس کے چار حصے کئے پہلے حصے سے قلم پیدا کیا دوسرے حصے سے لوح پیدا کی قلم کا طول پانچ صد نوری سال کی راہ اور عرض چالیس سال کی راہ تھا۔ تیسرے حصے سے عرش پیدا کیا اس کی مسافت کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کے چار لاکھ پائے بنائے اور ہر پائے سے دوسرے تک کا فاصلہ چار لاکھ سال کی مدت رکھی۔ پھر قلم کو حکم ہوا "اُکتب" لکھ قلم نے دریافت کیا اے پروردگار کیا لکھوں؟ حکم ہوا' ماکان و مایکون۔ جو کچھ ہو چکا اور جو ہونے والا ہے سب کچھ لکھ دے۔ قلم نے پھر سوال کیا کہ ابتدا کہاں سے کروں رب کریم نے فرمایا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے ابتدا کر۔ قلم نے جب بسم اللہ لکھا نام الٰہی کی ہیبت سے اس کا قط شق ہو گیا اور کئی سال اسی محویت کے عالم میں لوح پر ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد "الرحمٰن" کی کتابت سے مزید شق ہوا اور "الرحیم" کی کتابت سے مزید اشقاق پیدا ہوا اس کتابت اور وقفہ میں نو سو

Marfat.com
Marfat.com

سال گزر گئے۔ اس کے بعد قلم کو حکم ہوا کہ لکھو "**انی انا اللّٰہ لا الہ الا انا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**۔ اس کے بعد حکم ملا کہ بارش کے قطروں' زمین کے سنگریزوں۔ پیڑوں کے پتوں اور بندوں کے رزق کے دانوں اور شب و روز کی تعداد لکھو اس طرح قیامت تک پیش آنے والے واقعات کی تعداد بھی لکھ ڈالو۔

قلم کو عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا صلہ:۔ کتاب اظہار میں لکھا ہے کہ جب قلم نے نام نامی سرکار دو عالم ﷺ لکھا تو بارگاہ احدیت میں سر بسجود ہو گیا اور ایک ہزار سال سجدہ میں پڑا رہا۔ اس کے بعد سر اٹھایا اور بارگاہ رسالت میں سلام کیا لیکن خالق عالم نے حضور علیہ السلام کی طرف سے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا" **و علیک السلام و علیک منی الرحمۃ اوجبت لک رحمتی ولمن صدق بہ وامن بہ**"

ترجمہ:۔ "اے قلم تجھ پر سلامتی ہو اور تجھ پر میری جانب سے رحمت ہو تو نے اپنے لئے جنت واجب کر لی"۔ علاوہ ازیں جو حضور ﷺ کی تصدیق کرے اور ان ﷺ پر ایمان لائے اس کے لئے رحمت مقرر ہو گئی۔ لوح کا اعلیٰ حصہ عرش سے لگا ہوا ہے اور زیریں حصہ کو ایک فرشتہ تھامے ہوئے ہے۔

عرش کا قرار نور کے تیسرے حصے سے عرش پیدا کیا گیا۔ اس کے چار لاکھ پائے ہیں اور ہر پائے سے دوسرے پائے کا فاصلہ چار لاکھ سال مدت کی راہ ہے۔ عرش کو پانی پر پیدا کیا تو عرش بے قرار ہوا۔ پھر اس پر لکھا گیا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** تو عرش کو قرار آگیا۔ اس کو اٹھانے کے لئے چار فرشتے پیدا کئے گئے مگر وہ اٹھا نہ سکے یہ فرشتے ہر وقت یہ پڑھتے ہیں "**سبحانک اللھم و بحمدک لک الحمد علی حلمک بعد علمک**" پھر اللہ تعالیٰ نے چار اور فرشتے پیدا کئے تو ان آٹھ فرشتوں نے عرش معلیٰ کو اٹھایا ہوا ہے۔ یہ چار فرشتے ہر وقت " **سبحانک اللھم و بحمدک لک الحمد علی عفوک بعد قدرتک**" پڑھتے رہتے ہیں۔ آدم علیہ السلام کے پتلے میں جب جان ڈالی گئی تھی پھر روح سر کے راستے پھر سینے اور پھر پیٹ تک پہنچی۔

Marfat.com

تھی مگر ابھی ٹانگوں میں نہ گئی تھی کہ آدم علیہ السلام نے اٹھنے کے لئے کوشش کی مگر گر گئے تو اس وقت آدم علیہ السلام کی نظر عرش پر پڑی تو دیکھا کہ لکھا ہوا ہے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اور آدم علیہ السلام نے دل میں سوچا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جس ذات کا نام ہے وہ واقعی بہت عظیم ہستی ہے یقیناً" وہ ہی محبوب الٰہی ہے۔ چنانچہ یہ ان کو ذہن میں یاد رہا اور پھر بعد میں کسی وقت نام محمد ﷺ کام آیا۔ ایک قابل غور بات یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے جو کہا اور جو دیکھ کر پڑھا اسے جبرائیل علیہ السلام نے نہیں بتایا تھا۔ مطلب یہ ہوا کہ نبی عالم ارواح میں ہی پڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس نبی کو جتنا علم چاہیں دے دیتے ہیں۔ اس وجہ سے حاکم کائنات ﷺ کو کلی علم عطا کر دیا تھا جبرائیل علیہ السلام تو صرف شریعت کے تقاضے پورے کرنے آتے رہے۔

باقی تخلیق :- نور کے حصے سے کرسی تخلیق کی اور پھر تیسرے حصے سے باقی سب فرشتے پیدا کئے فرشتے اتنے ہیں کہ جن کا شمار نہیں۔ ریت کے ذروں سے بھی زیادہ۔ پھر چوتھے حصے کے چار حصے کر دیئے۔ پہلے حصے سے ساتوں آسمان دھوئیں سے بنائے۔ دوسرے سے ساتوں زمینیں اور تیسرے حصے سے جنت دوزخ پیدا کئے۔ پھر چوتھے حصے کے چار حصے کر دیئے پہلے حصے سے مومنوں کی آنکھ کا نور۔ دوسرے سے ان کے دلوں کا نور۔ تیسرے سے ان کے اُنس و محبت کا نور اور وہ توحید ہے۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پھر چوتھے حصے کے چار حصے کر دیئے پہلے حصے سے سورج' دوسرے حصے سے چاند' تیسرے حصے سے ستارے پیدا کئے اور چوتھے حصے کو مقام رجاء میں بارہ ہزار سال مقیم رکھا پھر اس کے چار حصے سے عصمت و توفیق پیدا فرمائی اور چوتھے حصے کو مقام حیا میں بارہ ہزار سال تک رکھا پھر اس کی طرف ایک ایسی نظر فرمائی کہ اس نور سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے جھڑے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سانس سے قیامت تک ہونے والے سعداء شہداء اور اطاعت کرنے والے مومنوں کی ارواح کے نور کو پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ حجابات پیدا فرمائے۔ پھر اس نور پاک کو مشیت ایزدی نے اپنی مرضی کے مطابق حجابات میں رکھا۔

حجابات :- نور مصطفویؐ موجودات سے ستر ہزار سال پہلے موجود تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

(1) حجاب قدرت میں بارہ ہزار سال **سبحٰن ربی الاعلٰی** کی تسبیح کی۔
(2) حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال **سبحٰن عالم السر والخفی** کی تسبیح کی۔
(3) حجاب منت میں دس ہزار سال **سبحٰن الحی القیوم الرفیق الاعلٰی** کی تسبیح کی۔
(4) حجاب رحمت میں نو ہزار سال **سبحٰن الحی القیوم** کی تسبیح میں مشغول رہا۔
(5) حجاب سعادت میں آٹھ ہزار سال **سبحٰن من ھو دائم لا یسھود** کی تسبیح کی۔
(6) حجاب کرامت میں سات ہزار سال **سبحٰن ھو غنی لا یفتقر** کی تسبیح کی۔
(7) حجاب منزلت میں چھ ہزار سال **سبحٰن العلیم الحکیم** کی تسبیح کی۔
(8) حجاب ہدایت میں پانچ ہزار سال **سبحٰن ذی العرش الکریم** کی تسبیح کی۔
(9) حجاب نبوت میں چار ہزار سال **سبحٰن رب العزۃ عما یصفون** کی تسبیح کی۔
(10) حجاب رفعت میں تین ہزار سال **سبحٰن ذی الملک والملکوت** کی تسبیح کی۔
(11) حجاب ہیبت میں دو ہزار سال **سبحٰن اللہ وبحمدہ** کی تسبیح کی۔
(12) حجاب شفاعت میں ایک ہزار سال **سبحٰن اللہ وبحمدہ** کی تسبیح کی۔

نور نبوت جب ان حجابات سے نکالا گیا تو دس دریاؤں میں غسل دیا گیا۔ دریائے شفاعت، رحمت، نصیحت، شکر، صبر، سخاوت، انابت، یقین، علم، قناعت، محبت۔

1- دریائے شفاعت میں دس ہزار سال شناوری کی اور صدائے ربی ربی زبان پر رہی۔

2- دریائے نصیحت میں دو ہزار سال صدائے الٰہی الٰہی زبان پر رہی۔

Marfat.com

3- دریائے شکر میں تین ہزار سال صدائے سیدی زبان پر رہی۔

4- دریائے صبر میں چار ہزار سال صدائے یا احد یا احد زبان پر رہی۔

5- دریائے سخاوت میں پانچ ہزار سال صدائے یا واحد یا واحد زبان پر رہی۔

6- دریائے انابت میں چھ ہزار سال صدائے یا فرد یا فرد زبان پر رہی۔

7- دریائے یقین میں سات ہزار سال صدائے یا علی یا علی زبان پر رہی۔

8- دریائے حلم میں آٹھ ہزار سال صدائے یا عظیم یا عظیم زبان پر رہی۔

9- دریائے قناعت میں نو ہزار سال متفکر رہے صدائے یا رؤف یا رؤف زبان پر رہی۔

10- دریائے محبت میں دس ہزار سال غوطہ زن رہا اور صدائے سبوح قدوس یا اللہ یا کریم کے الفاظ سے تسبیح کرتے رہے۔

اس موقع پر رب تعالیٰ نے دسویں دریا میں ایک فرش پیدا فرمایا جو ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے برابر تھا اس میں نورانیت اور بزرگی عنایت فرمائی اور اس میں بزرگوں کے سات سو مقامات تخلیق فرمائے۔ پہلا مقام توحید' دوسرا مقام معرفت' تیسرا مقام ہیبت' چوتھا مقام حیرت' پانچواں مقام قناعت' چھٹا تفویض' ساتواں مقامِ اِرادت اور ان مقامات میں آخری مقام محبت مقرر ہوا۔ ان مقامات میں نور محمدی ﷺ کو ایک ہزار سال تک رکھا اور جب ان سات سو مقامات کا سفر مکمل ہو گیا۔ اس وقت خطاب الٰہی ہوا۔ اے میرے حبیب ﷺ کے نور میں کون ہوں۔ نور محمدی ﷺ نے جواب دیا اے خالق تو میرا معبود' پیدا کرنے والا اور پرورش فرمانے والا' روزی دہندہ اور وہ ہستی جس کے حیطہ اختیار میں موت و زیست ہے اس کے جواب میں خطاب الٰہی ہوا کہ میرے حبیب ﷺ تم نے صحیح پہچانا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور اس نور کو ان کی پشت میں رکھا۔ اس طرح اس کائنات کی تخلیق کے مراحل طے ہوئے۔

تخلیق اول کی عقلی دلیل۔ اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اس نے اپنے محبوب کے نور کی تخلیق اول کی وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت کا

Marfat.com
Marfat.com

اقرار کرنے والا اس کا محبوب ہو جو کہ نائب اعظم ہو۔ نہ کہ کوئی اور رسول ہو جو باقی تمام مخلوق کے لئے رسول ہے۔ اگر نور مصطفےٰ سے پہلے کوئی اور چیز ہوتی مثلاً" بعض لوگ کہتے ہیں کہ پہلے قلم تخلیق کی گئی تو یہ بات عقل نہیں مانتی کہ نور رسول ﷺ بعد میں تخلیق ہوا۔ اگر ایسا ہو (جو کہ نہیں ہے) تو پھر ایک اور سوال ابھرتا ہے کہ قلم کا رسول کون تھا؟ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ جہاں پیدا کرے مخلوق پیدا کرے اور ان کا رسول نہ ہو۔ یہ فطرت کے نظام کے مطابق نہیں۔ اس لئے یہ بات عین عقل کے مطابق ہے کہ سب سے پہلے نور محمد (ﷺ) کی تخلیق ہوئی اور پھر نام کے اعزاز کے ساتھ عہدہ یعنی رسالت بھی عطا ہوئی۔ یہ عین اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں۔

عطائے رسالت کے ساتھ عطائے اوصاف:۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو محمد رسول اللہ ﷺ کا خطاب دیا اور قلم سے لکھوایا تو ظاہر ہے تمام اوصاف حمیدہ بھی ساتھ ہی عطا ہو گئے جس میں علم مبارک' حاضر و ناظر ہونا' رؤف' کریم' رحیم ہونا ہے گویا کہ وہ تمام اوصاف جو رسولوں کے سردار کے شایان شان ہیں عطا کر دیئے۔ انسانی ذہن یہ نہیں مانتا کہ رسول تو بنا دیا گیا مگر (نعوذ باللہ) اوصاف کے متعلق کہا کہ بعد میں دیں گے یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ اس کی تو یہی شان ہے کہ کہا اے سب سے زیادہ تعریف کئے گئے میرے رسول! چنانچہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت " صاحب کلی علم " تھے جب انوار کے عالم میں تھے۔ قرآن لکھوایا۔ قلم نے لکھا' الرحمٰن، علم القرآن' رحمان نے قرآن سکھایا (علم' فعل ماضی کا صیغہ ہے) عقلی طور پر علوم عطا کر دیئے۔ ایک نور سے دوسرے نور میں منتقل ہو گئے۔ معلم کون تھا' علوم کب اور کیسے ملے (تمام مسائل کا جواب مل گیا)

کائنات کے حاکم کا نام

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

5- **نام محمد ﷺ:۔** حضرت ابن الجوزی نے اپنے رسالہ میں لکھا کہ جب حق

Marfat.com

تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اپنے نور خاص کو اپنے قبضہ قدرت میں لے کر فرمایا۔ "اے نور محمد ﷺ ہو جا" وہ نور ایک ستون بن گیا پھر وہ نور اوپر کو چلا گیا یہاں تک کہ حجاب عظمت تک پہنچ کر سجدہ ریز ہوا بعد از سجدہ الحمد للہ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے سن کر فرمایا۔ "اسی لئے تمہیں پیدا کیا اور اسی لئے ہم نے تمہارا نام" محمد ﷺ " رکھا۔ تجھ میں سے تخلیق کی ابتداء ہوئی اور تجھی پر نبوت و رسالت ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صاحب لولاک کو اس نام مقدس کے ساتھ ایک ہزار برس پہلے آفرنیش سے مخصوص فرمایا ابن عمار کی روایت ہے۔ دوسری روایت ابو نعیم کی حدیث میں ایسے ہے۔ " میں نے اپنے نام کے ساتھ عرش پر قبل آسمان و زمین پیدا کرنے کے لکھا۔ ؎

گر تُو نہ ہوتا تو......
کچھ نہ ہوتا

لولاک لما خلقت الافلاک
لولاک لما اظہرت الربوبیہ

اگر تُو نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا (اللہ تعالیٰ نے کہا)

عقلی دلائل:- ہم سب کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے اس کی ابتداء نہ انتہاء نیز عقل سلیم یہ بھی ماننے پر مجبور ہے کہ ایسی ذات پر انتہا ہونی چاہئے جس کو خالق عالم نے سب سے پہلے پیدا کیا ہو اور عالم ایجاد میں سب سے اول اسی پر فیضان فرمایا ہو۔ اس وقت تمام مخلوقات سارے موجودات معدوم ہوں اور صرف وہی ایک ذات لباس وجود سے متصف ہو کر مخلوق اول کہلانے کی مستحق ہو۔ اسلام نے اسی مخلوق اول کا نام نور محمد ﷺ فرمایا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم کی ذات اقدس کو رحمتہ للعلمین ﷺ کا لقب عطا فرمایا ہے کہ عالمین (ماسوا اللہ) کے ذرہ ذرہ کے لئے آپ ﷺ رحمت ہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ رحمت محتاج الیہ اور جسے رحمت کی ضرورت ہو وہ محتاج۔ اور ظاہر ہے محتاج الیہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کا وجود محتاج سے پہلے ہو۔ اسی لئے آپ ﷺ کا قلم' لوح' عرش سے سب سے پہلے ہونا ضروری ٹھہرا۔ دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جملہ عالمین کی تخلیق سے کوئی حاجت نہیں وہ ہر ضرورت اور ہر حاجت سے مبرا ہے۔ کوئی شے ہو تو اللہ ہے نہ بھی ہو تو بھی وہ اللہ ہے نہ اسے کسی کی عبادت کی ضرورت ہے نہ کسی کے ذکر و فکر کی اسی لئے جملہ عالم کی تخلیق کسی اور غرض و غایت پر مبنی ہو اور وہ غرض و غایت مخلوق میں سے کسی کا انتخاب کرنا پڑے گا۔

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
یہ نہ تھے عالم نہ تھا یہ نہیں عالم نہیں

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی۔ "اے عیسیٰ علیہ السلام! ایمان لا محمد ﷺ پر اور تیری امت سے جو لوگ آئندہ زمانہ پائیں انہیں حکم کر کہ اس پر ایمان لائیں کیونکہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے میں آدم کو پیدا نہ کرتا' نہ جنت نہ دوزخ بناتا' جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا اس میں جنبش تھی۔ میں نے اس پر لکھا **لا الٰہ اللہ محمد رسول اللہ** وہ ٹھہر گیا۔"

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک روز جناب باری میں عرض کی کہ الٰہی زبور پڑھتے وقت ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس سے میرے دل کو چین' جان کو آرام حاصل ہوتا ہے اور میرا تمام عبادت خانہ اس سے روشن و منور ہو جاتا ہے اور محراب و در جنبش میں آجاتے ہیں۔ ارشاد ہوا "یہ نور ہمارے حبیب محمد ﷺ کا ہے۔ اسی کے باعث میں نے دنیا و آخرت و آدم و حوا اور جنت و دوزخ پیدا فرمائے"۔ دنیا و ما فیھا اور جملہ انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین و خلق اللہ اجمعین حضور ہی کے صدقے میں خلق فرمائے گئے اور حضور ہی کے طفیل عالم ظہور میں لائے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے الواح عنایت ہوئیں تو آپ بہت خوش ہوئے اور جناب باری تعالیٰ میں عرض کی "الٰہی! تو نے مجھے ایسی کرامت کے ساتھ سرفراز فرمایا کہ مجھ سے پہلے کسی کو اس کے ساتھ مکرم نہ کیا"۔ فرمان آیا "اے موسیٰ! چونکہ ہم نے تمہارے قلب کو اپنے سب نبیوں سے زیادہ متواضع پایا لہٰذا کلام و رسالت

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

سے نرم فرمایا"۔ **"فخذ ما اتیتک وکن من الشکرین و مت علی التوحید و حب محمد"** عرض کی " خداوند! محمد ﷺ کون ہے؟ جس کی محبت تیری توحید سے مقرون سے ہے۔ " ارشاد ہوا " محمد ﷺ وہ ہے جس کا نام 2 ہزار سال پہلے آسمان و زمین پیدا کرنے سے ساق عرش پر لکھا اگر تو مجھ سے تقرب و نزدیکی حاصل کرنا چاہتا ہے تو ان پر بکثرت درود بھیجا کر۔ " موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی " الٰہی! مجھے محمد ﷺ سے آگاہ کر دے۔ محمد ﷺ کون ہیں جن کے بجز تجھ سے نزدیکی ہو نہیں سکتی"۔ خطاب آیا "اگر محمد ﷺ اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں بہشت' دوزخ' سورج' چاند' ستارے' رات' دن' ملائکہ و انبیاء' مرسل کسی کو پیدا نہ کرتا اور نہ تجھے بناتا۔

(تو نہ ہوتا تو یہ کائنات نہ ہوتی۔ **"لولاک لما خلقت الافلاک"**)

"لولاک لما اظہرت الربوبیۃ"۔ تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا)

مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک روز آنحضرت ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کس لئے تخلیق فرمائے گئے۔ فرمایا جب مجھ پر وحی نازل ہوئی میں نے عرض کی اے رب تو نے مجھے کس لئے پیدا فرمایا۔ ارشاد ہوا اپنے عزت و جلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی زمین و آسمان کو پیدا نہ فرماتا پھر میں نے یہی عرض کی پھر خطاب ہوا۔ قسم ہے اپنے عزت و جلال کی اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی جنت و دوزخ نہ بناتا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر وحی بھیجی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس واسطے پیدا فرمایا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کروں۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

ابن عساکر نے روایت کی کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ کا رب فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو آپ کو اپنا حبیب بنایا اور کوئی چیز پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ بزرگ ہو اور یقین فرمائیے کہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

میں نے دنیا اور مافیھا کو صرف اس لئے پیدا فرمایا کہ آپ ﷺ کی شرافت و بزرگی و مرتبہ معلوم ہو اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔ حدیث پاک سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ آپ مقصود کائنات ﷺ ہیں وہاں یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب اکرم ﷺ کا چرچا مطلوب ہے۔ (مطالع المسرات' جواہر البحار' مجموع الاربعین)

تجلی الیقین میں شیخ الامتہ شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ حق جل جلالہ اپنے حبیب ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے "**یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انت نور نوری و سرسری و کنوز ھدایتی و خزائن معرفتی جعلت فدالک ملکی الی تحت الا رضین من العرش کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد** اے محمد ﷺ تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے۔ میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثری تک سب کچھ تجھ پر قربان کر دیا۔ عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں یا محمد ﷺ۔

حضرت عبدالکریم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی کہ بے شک اللہ نے حضور ﷺ کو شب معراج فرمایا۔ آپ نہ ہوتے تو میں افلاک پیدا نہ کرتا۔ (جواہر البحار' ص 231)۔

سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں "اللہ نے اپنے حبیب ﷺ سے ارشاد فرمایا' اے حبیب ﷺ! اگر آپ ﷺ کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا' اگر آپ ﷺ کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا ظاہر نہ فرماتا"۔

مولوی زکریا سہانپوری نے حکایت بیان کی ہے۔ ایک بزرگ کہتے ہیں میں ہندوستان کے ایک شہر میں پہنچا تو میں نے وہاں ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہہ ہوتے ہیں۔ اس کے دو چھلکے ہوتے ہیں جب ان کو توڑا جاتا ہے تو ان کے اندر سے ایک سبز پتہ لپٹا ہوا نکلتا ہے جب اس کو کھولا جاتا ہے تو سرخی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

سے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا ملتا ہے۔ اس قصہ کو ابو یعقوب سے ذکر کیا انہوں نے فرمایا تعجب کی بات نہیں میں نے اس سے ایک مچھلی سکھا رکھی تھی اس کی ایک کان پر لا الہ الا اللہ اور دوسری پر "محمد رسول اللہ ﷺ" لکھا ہوا تھا۔ (خصائص الکبریٰ للسیوطی' الوفاء باحوال المصطفیٰ' مستدرک' ابن عساکر' زرقانی شریف' مواہب لدنیہ)

حاکم کائنات' اوّل ہی اوّل

اول النبیین:- تفسیر در منثور میں ہے کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ باتیں آمنے سامنے ہوئیں۔ "**وجعلتک اول النبین خلقا واخرھم بعثا**" آپ کو یا رسول اللہ ﷺ - فرمان عالی **عندک مستودع نوری** (مطالع المسرات) سب نبیوں سے اول (پہلے) بنایا اور سب کے آخر میں مبعوث فرمایا۔

اول نور:- آپ ﷺ نے فرمایا۔ **اول ما خلق اللّٰہ نوری**۔ سب سے اول جو چیز پیدا کی گئی وہ میرا نور تھا اس میں دو الفاظ بہت قابل فہم ہیں اللہ اور نوری (میرا نور) یعنی کہ کوئی تیسری شے نہیں ہے۔

اول مسلمان:- قرآن حکیم میں فرمان ہے۔ **انا اول المسلمین** (6/163 الانعام) سب سے پہلا مسلمان میں ہوں۔

اول عابد:- قرآن حکیم میں فرمان ہے۔ **انا اول العٰبدین** (143/8 الزخرف) سب سے پہلا عابد میں ہوں۔

اول مومن:- آپ ﷺ نے فرمایا۔ **انا اول المومنین** سب سے پہلا مومن میں ہوں۔

اول مومن قال بلیٰ:- اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کی پشت سے اس کی اولاد نکالی اور ان کو ان کی جانوں پر گواہ بنا کر پوچھا **الست بربکم** کیا میں تمہارا رب نہیں؟ **قالوا بلیٰ** (سب نے کہا ہاں) سب سے پہلے آپ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا۔ بلیٰ۔ اسی لئے آپ ﷺ کا فرمان ہے **انا اول من امن باللہ۔** سب سے پہلے میں ایمان لایا۔

اول من ینشق عنہ الارض:۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں پہلا ہوں جس سے زمین کھلے گی۔ مشکوٰۃ شریف

اول شافع:۔ قیامت کے دن سب سے پہلی شفاعت میں کروں گا (فرمان نبوی' مشکوٰۃ)

اول مشفع:۔ قیامت کے دن سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہو گی (فرمان نبوی' مشکوٰۃ)

اول من یحرک حلق الجنۃ سب سے پہلا میں ہوں گا جو جنت کی زنجیر ہلائے گا (فرمان نبوی' مشکوٰۃ)

اولین میں سب سے زیادہ عزت والا:۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ **وانا اکرم الاولین والاخرین** اگلوں اور پچھلوں میں سب سے زیادہ مکرم میں ہوں۔

نبوۃ قبل کل شیءٍ:۔ **قال الشیخ ابو محمد عبدالجلیل القصری فی شعبہ فقد اعملک رضی اللہ تعالی عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عقدت لہ النبوۃ قبل کل شئی** (مطالع المسرات ص 107)

حاصل کلام:۔ یہ ہوا کہ ہمارے آقا ﷺ نور مجسم رحمۃ للعالمین رؤف رحیم ساری مخلوق سے اول ہیں۔ جو اول ہوتا ہے وہ حاکم بھی ہوتا ہے۔ وہ محبوب بھی ہوتا ہے وہ نور بھی ہوتا ہے کیونکہ ابھی تو پتلا خاکی کا وجود بہت دور ہے۔ جو اصلی ہوتا ہے وہ تمام موجودات کی اصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اصل الموجودات بنایا ہے اور مختار منتخب کیا ہے۔

"حاکم کائنات"

کرنل (ر) محمد انور مدنی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ

حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(ارشادات گرامی حضرت بابا قادر اولیاء رحمۃ اللہ علیہ)

حقیقت ایک ہی ہے ماسواء کا اس میں دخل کہاں۔ حقیقت ذات ظہور میں اگر آ سکتی ہے تو صرف وجود کے ذریعہ اور اس انداز میں کہ پیکر وجود ہی پیکر ذات ہو۔ ذات کو اپنے اندر سموئے ہو۔ یعنی، مظہر حق بالذات و بالصفات ہو۔ گویا مظہر کے لئے بھی ذات اور وجود دونوں کے بغیر بات نہیں بنتی۔ ذات کا ادراک اسماء و صفات کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے اور صفات کے ظہور کے لئے وجود کا پیرایہ لازمی ہے۔ جیسے صفت حسن یا شجاعت یا حیاء کا اظہار صرف وجود کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح تمام صفات کا بیان تو اسماء کے ذریعہ کیا جاتا ہے مگر ظہور، وجود کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ البتہ وجود کا تعین کر دینا ایک بے معنی بات ہو جاتی ہے۔ وجود فانی ہو یا باقی، وحدت میں یا کثرت میں۔ یا ہر آن نئی شان۔ ایک وجود سے دوسرے میں ظاہر ہو کر **کل یوم ھو فی شان** کا انداز لئے ہو۔ ہر حال میں اسماء کی قدرت کے لئے صفات کی مظہریت یہ وجود کرتا ہے ان تنزلات کے چکر سے ذات میں کوئی فرق نہیں آتا۔ نہ ہی وجود کا انداز لے کر ذات میں کوئی دوئی پیدا ہو سکتی ہے۔ پھر جب بنائے ظہور یہی ذات ہے تو اس میں نئی شان ذات کالعدم کیسے ہو سکتی ہے۔ نہ صفات، ذات کے بغیر ممکن ہیں، نہ وجود بغیر صفات کے۔ یوں بھی ذات معدوم ہو کر صفات ہی صفات رہ جانا، یا صفات معدوم ہو کر وجود ہی وجود رہ جانا، ایک بے معنی بات ہے کیونکہ ذات اور صفات تو منضم ہوا کرتی ہیں۔ ان کو علیحدہ علیحدہ سوچنا ہی دوئی اور شرک کا انداز ہے۔ پھر تمام صفات کا کسی جامعیت کے انداز میں ہونا صرف ایک ہی وجود میں ہو سکتا ہے۔ ایسی ہستی کائنات علم میں ایک ہی ہو سکتی ہے جو حقیقت بالذات و بالصفات ہو۔ لہٰذا محمود بالذات

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

وبالصفات کو دو علیحدہ حقیقتیں کیسے تصور کیا جا سکتا ہے۔ نبی کی ذات کو یہ کہنا کہ تجلیٔ حقیقت ہے' یہ بھی دوئی کی بات ہے۔ اور صرف جسم کی حد میں اسے محدود کر دینا حقیقت ناشناسی' اور عین کفر ہے۔ حقیقت سے انکار ہے۔ **کنت کنزاً" مخفیا"** سے انکار ہے۔ حقیقت تو ایک سلسلہ جاریہ ہے۔ **لا یزال لا زوال** ہے جو **لولاک لما خلقت الافلاک** کے ابتدا میں جلوہ گر ہے دائم قائم ہے بالذات بھی اور بالصفات بھی' اس حقیقت سے کیسے انکار ہو سکتا ہے کہ حقیقت کے بغیر کسی وجود کا امکان ہو ہی نہیں سکتا۔ وگرنہ کیا غیر حق کا بھی ظہور ہو سکتا ہے۔ غیر حقیقت بھی وجود میں آسکتی ہے۔ یہی تو ذات حق سے انکار اور شرک کی بات ہے۔ یہ علیحدہ علیحدہ سمجھنا ہی تو شرک ہے۔ اس کا دائم قائم ہونا اور جاری ساری رہنا ایک لازمی امر ہے۔ جسمانی تنزلات کے سلسلہ میں آکر اور پیکر در پیکر جاری ساری رہ کر نہ اس میں کمی بیشی آتی ہے نہ زوال۔ کیونکہ حقیقت نہ تو زمان و مکان کی پابند ہے' نہ وقت کی' نہ جسم کی' بلکہ ہر زمان ہر آن نئی شان۔ جب چاہے جو روپ لے۔ جس انداز میں چاہے۔ اس دنیا میں جلوہ گری کرے۔

یہ حقیقت ہی حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو کائنات وجود میں اس یکتائیت کے ساتھ جلوہ فرما ہے کہ صرف یہ ہی محمود بالذات و بالصفات ہو سکتی تھی۔ **ھو اللہ احد** کے انداز میں۔ **لم یلد و لم یولد** کے روپ میں جاری ساری تمام قیود زمانی و مکانی سے آزاد' تمام تعینات وجود سے آزاد۔ تمام شرک و تفریق سے آزاد' اور اس پیرایہ میں ازل سے لے کر ابد تک جاری ساری ہوتے ہوئے پھر بھی احد ہر آن' ہر زمان' وہی حق الحق' تمام کائنات عالم کا اس کے نور سے ظہور اور **احسن تقویم** اشرف الخلوق اس نور کا عرفان' اس حقیت کا شعور' اس حقیقت سے رابطہ قائم کرنے کے لئے رواں دواں کوشاں' مقصد تخلیق ہی یہ تھا کہ انسان حق کی طرف رجوع ہو اور حق کی تلاش میں واصل بالحق ہو۔ یہی تھا **انا للہ وانا الیہ راجعون** کا راز یہی تھی جلوہ حق کی تجلی حاصل کرنے کی تڑپ اور اسی بنا پر انسان کے اندر جو چیز ہے' اس کی تلاش انسان کو خود ہے۔ حق نے اپنے دیکھنے کے لئے کائنات

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بنائی۔ دیکھنے کے لئے آئینہ کی ضرورت تھی۔ یہ آئینہ حقیقت محمدی ﷺ ہے اور چونکہ اپنے علاوہ تو کچھ ہے نہیں اس لئے اپنا ہی ظل ہے جو دیکھا جا سکتا ہے۔ البتہ جب تک قلب صاف نہ ہو آئینہ کی آئینہ داری نہیں کر سکتا۔ جب قلب آئینہ ہو گیا تو حقیت کے آئینہ میں اپنا آپ دیکھ کر' انسان چکر میں پڑ جاتا ہے کہ کون' کون ہے - آئینہ میں اپنی جسمانی صورت کی کوئی حقیقت نہیں۔ صرف آئینہ ہی حقیقت ہے۔ یہ آئینہ ہے حقیقت محمدی ﷺ - اسی لئے **لولاک لما خلقت الافلاک** اور چونکہ حقیقت ایک ہی ہے اس لئے اس آئینہ کے نزول میں گویا حق نے اپنے کو دیکھا اور یہ اسی کا دیکھنا ہے جس کی بنا پر ہماری آنکھوں کو دیکھنے کی تڑپ ہوتی ہے۔ دیدار محبوب کے لئے تڑپتی ہیں۔ وہ آنسو ڈھلک آنے والی بات۔ وہ دیکھ کر **مازاغ البصر** کا انداز۔ پھر جب آئینہ میں حقیقت کو دیکھ لیتا ہے تو ساری سیدھی چیزیں الٹی نظر آتی ہیں اور جو آئینہ میں دیکھتا ہے وہی حقیقت ہے باقی سب جھوٹ یعنی عکس دیکھتا ہے باقی سب غائب۔ قلندر بھی عکس دیکھتا ہے رخسار غائب۔ حسن بغیر حسین کے دیکھتا ہے۔ جلوہ حق دیکھتا ہے - اس جلوہ حق کی تجلی شان قلندری میں نسبت علی پیدا ہونے کے بعد ہی ملتی ہے - گویا نسبت نوری سے رابطہ کے بعد یعنی سراپالطافت ہو کر ہی نسبت علی قائم ہوتی ہے۔ شان علی آتی ہے۔ تب کہیں دروازہ کھلتا ہے اور اپنے اندر ہی کا۔ کنز مخفی' حقیقت محمدی ﷺ تک رسائی کا نسبتِ علی اگر سراپائے حق کی تجلی ہے تو حقیقت محمدی ﷺ خود سراپائے حق ہے۔ حقیقت محمدی ﷺ یہ ہے کہ محمد ﷺ خود جلوہ گر ہیں۔ حق میں دُوئی کہاں۔ حقیقت محمدی قلندری کا وہ عروج ہے جس میں خود سراپا تجلی ہو جاتا ہے۔ جب سب دوئی مٹ کر لطافت ہی لطافت رہ جائے - یہ وہ مقام ہے جہاں خود موتی کی آب' حسن کی حیاء دم شمشیر تجلی حق ہو جاتا ہے۔ دیکھنا اور چیز ہے' ہو جانا اور بات ہے۔ یہ ہو جانا ہوش و کیف و نظارہ سے پرے کی بات ہے **من کنت مولاہ فعلی مولاہ**' کلمہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی توحید ہے۔ **لا الہ الا ھوالحیی القیوم** کی روشن تفسیر ہے۔ **ویبقی وجہ ربک ذوالجلال**

Marfat.com
Marfat.com

والاکرام کا مقام ہے۔ جب حقیت ایک ہی رہ جائے تو وہ ہے مقام محمود بالذات و صفات کا۔ اور یہی ہے حقیقت محمدی ﷺ۔ اس کی معراج **ھو** میں قیام۔ اس کی دلیل **لولاک لما خلقت الافلاک** یہی نور اولین ہے۔ اسی نور سے سب وجود کائنات کا ظہور۔ اسی نسبت سے یہ نور جاری و ساری۔ وحدت وجود کی یہی حقیقت اولی یہی دائم یہی قائم' یہی قیوم یہی قادر' یہی ظاہر یہی باطن' یہی اول یہی آخر' یہی لم یزل یہی لازوال۔

حقیقت محمدی ﷺ ہی وہ غیب ہے جس میں ذات حق پردہ پوش ہے یہی وہ صفت عشق ہے جس کے پیچھے حسن ازلی نے حجاب لیا ہے۔ یہی وہ آئینہ ہے جس میں خود ذات نے اپنی تجلی دیکھی۔ کنز مخفی کی پہچان کی۔ اس میں کنز مخفی نے جلوہ گری کی اور اس میں مرکز تخلیق سمٹ آیا۔ اسی مقام کے کن سے ظہور کائنات ہوا' اور **وسع کرسیه السمٰوت والارض** ہو کر یہی چھایا۔ یہ وہ وجود مظہر ہے جو نور ھدٰی کا امین ہوا۔ جس نے امانت کا بار کاندھوں پر اٹھایا۔ یہی وہ مشکوٰۃ ہے جس کے مصباح میں کوکب دُریہ نے ضیا پاشی کی۔ یہی وہ نور **سمٰوت والارض** ہے جو شجر مبارک بے مثال میں منور ہے۔ نور علی نور کے انداز میں۔ یہی وہ نور ہے جو کثافتوں اور لطافتوں میں یکساں طور پر منور اور ضوفشاں ہے۔ یہی وہ نور ہے جو ہر مظہر میں رنگ رنگ کی تجلی دے رہا ہے۔

خود تجلی کرد بر من رنگ رنگ
گاہ بندہ گاہ مولیٰ دیدہ ام

یہ وہ نور ہے جو مولائیت میں تو یکتا ہی ہے' بندگی میں بھی یکتا و بے مثال ہے لطافتوں میں تو بے نظیر ہے ہی' کثافتوں میں بھی لاثانی ہے۔ یہی وہ نور ہے جو **عبدہ و رسوله** کا بھی انداز لئے ہے اور **ھواللہ احد** کا بھی یعنی **الفقر ھواللہ**۔

حقیقت محمدی ﷺ سمجھنے کے لئے **لولاک** کا تصور خیال میں رکھیں۔ یہ حقیت ہمہ گیر ہے۔ اسی حقیقت تک رسائی ہو جاتی ہے تو ذات تک رسائی ہو جاتی ہے۔ ذات کی لطافت اور عظمت تک پہنچ جاتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

حقیقت محمدی ﷺ برزخ ہوتی ہے ذات اور وجود کے درمیان۔ برزخ رحمانیت' رحیمیت لئے ہوتی ہے۔ جبرائیل اور روح القدس کا کام کرتی ہے۔ جیسے روشنی رابطہ ہوتی ہے شاہد و مشہود میں۔ اسی طرح حقیقت محمدی ﷺ رابطہ ہوتی ہے حقیقت کے لئے۔ جیسے آئینہ ہی میں دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں یہ حقیقت ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ میں دیکھ کر ہم حقیقت کا عرفان کرسکتے ہیں یہ حقیقت ہمہ گیر ہے۔ اس تک رسائی گویا ذات تک رسائی ہے۔ حقیقت اور اس کے عکس کے درمیان یہی آئینہ ہے۔ حقیقت چونکہ غیب میں ہے اس لئے وسیلہ یہی آئینہ ہے ذات ہی کا عکس اس آئینہ میں ہے اور یہ خود ذات کی ہی حالت میں ہے کیونکہ ذات کی آئینہ داری کلی طور پر ذات ہی کرسکتی ہے۔ یہ آئینہ جسمانی صورت میں نہیں ہے کیونکہ جسمانی صورت کی تو کوئی حقیقت نہیں۔ مٹنے والی چیز ہے۔ البتہ جو قائم ہے وہ ہے **لولاک لما خلقت الافلاک** نور محمدی ﷺ جو ہمہ گیر ہے اور جس تک رسائی حاصل کرنی ہے۔ یہ برزخ شیخ کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ پیر ہی آئینہ ہے اس حقیقت کا۔ اور اتنی توحید و یکتائیت کے ساتھ کہ خود شاہد' خود مشہود' خود آئینہ۔ اس آئینہ میں ہی حقیقت محمدی ﷺ تک رسائی کرنی ہے اور یہی ذات کا آئینہ ہے پھر جب اس آئینہ میں اپنا جمال دیکھا تو نہ آنکھ اس سے ہٹی نہ آنکھ جھپکی' ٹکٹکی باندھ کر دیکھا نور نے نور کا مشاہدہ کیا۔ نور محمدی ﷺ کی روشنی میں اور حامل نور محمدی ﷺ ہوا۔

"کُن فیکون" دفتر دوئم

ارشادات گرامی حضرت بابا قادر اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

(از پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

اس حسن مطلق نے دنیا کے نظاروں کو اس قدر حسین بنا دیا ہے کہ انسان اس دل کش اور جاذب نظر ماحول میں بار بار گم ہو جاتا ہے کبھی زمین کی دلفریب رعنائیاں اس کے دامن دل کو کھینچتی ہیں تو کبھی افلاک کی دلکش وسعتیں، کبھی ہواؤں کی جاوداں، جانفزا کیفیتیں اس کے لئے راحت جاں بنتی ہیں تو کبھی فضاؤں میں گونجے والے نغمات حسن، یہ کائنات آب و گل حسن و عشق کے ہنگاموں کا مرکز ہے، جس میں حسن کبھی گل و لالہ کی نرم و نازک پنکھڑیوں سے عیاں ہوتا ہے اور کبھی ان کی دلفریب مہک سے۔ نغمات حسن کبھی آبشاروں میں سنائی دیتے ہیں اور کبھی دریاؤں اور نہروں کے سکوت میں، کہیں باغات کی دلکش رونقیں چہرہ حسن کو بے نقاب کرتی ہیں، کہیں صحراؤں کی خاموشیاں، کہیں سمندروں کا بہاؤ حسن میں ڈھلتا دکھائی دیتا ہے، کہیں سبزہ زاروں کا پھیلاؤ، الغرض ہر سو حسن کی جلوہ سامانیاں ہیں اور نگاہ و دل خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ عالم آفاق کے نغمات حسن کی صدائے بازگشت اَنفس کائنات کے نہاں خانوں میں سنائی دے رہی ہے اور کائنات خارجی کی بے کراں وسعتوں میں بھی۔ غرضیکہ حسین خواہشات ہر سو مچل رہی ہیں۔ یہی خواہشات خوگر حسن بھی ہیں اور پیکر حسن بھی۔ تخیلات بھی حسن سے سکون پاتے ہیں، تصورات بھی اسی کے مشتاق ہیں۔ اہل دل کبھی حسن کو جلوَت میں تلاش کرتے ہیں، کبھی خلوَت میں، کوئی جلوہ حسن میں مست ہے، کوئی تصور حسن میں بے خود، اس کارگہ حیات میں ہر کوئی حسن کا متلاشی ہے۔ کوئی ذوق و شوق کے مرحلے میں ہے تو کوئی جذب و کیف کے مقام پر۔ کوئی سوز و ساز مستی میں ہے، کوئی وجد و حال میں، لیکن شبستانِ عشق میں ہر کسی کو نور حسن ہی کی کوئی نہ کوئی شعاع میسر ہے۔ دل کہتا ہے کہ حسن کے دلفریب جلوے جو قدر کثرت سے ہر طرف بکھرے پڑے ہیں،

Marfat.com

کہیں نہ کہیں ان کا منبع ضرور ہو گا۔ کہیں نہ کہیں وہ سرچشمۂ حسن یقیناً" موجود ہو گا جہاں سے سب کے سب جمالیاتی سوتے پھوٹ رہے ہیں۔ ہر خوب سے خوب تر کا وجود اور حسین سے حسین تر کا نشاں یہ بتلاتا ہے کہ کہیں نہ کہیں حسن و رعنائی کا آخری نظارہ بھی ہو گا۔ تلاشِ حسن کا سفر کہیں تو ختم ہوتا ہو گا۔ آنکھیں کہتی ہیں' بے شک کہیں وہ آخری تصویرِ حسن بھی ہو گی جسے دیکھ کر جذبۂ تسکین بھی سکون پا جائے روح پکارتی ہے' بلاشبہ کہیں وہ حریمِ ناز بھی ہو گا جہاں سب بے چینیاں ختم ہو جائیں اور راحتیں تکمیل کو پہنچ جائیں۔

آؤ! اُس حسن کی تلاش میں نکلیں اور اس جمال کو اپنائیں جس کی ادائے حسن سے جہانِ رنگ و بُو میں ہر سُو حسن و جمال کی جلوہ آرائی ہے آؤ! بادۂ عشق کے رہ نوردو' اس صحرائے حیات میں دیکھو! وہ طُور پر سے ایک عاشق کی ندا آ رہی ہے۔ فضائے طلب میں اس کی صدائے عشق بلند ہو رہی ہے' روح کے کانوں سے سنو' آواز آ رہی ہے۔

رب ارنی انظر الیک (الاعراف 143:7)

میرے رب! اپنے چہرہ حسن کو بے نقاب کر' میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں

نظارۂ حسن کی طلب کرنے والے حضرت موسٰی علیہ السلام ہیں۔ آپ علیہ السلام نے کس حسن کو پکارا ہے؟ اُسی حسن کو جو حسنِ مُطلق ہے' جو حسنِ ازل ہے' جو حسنِ کامل ہے' جو حسنِ حقیقت ہے' جو ہر حسن کا منبع و مصدر ہے' جو ہر حسن کی اصل ہے' حسین جسکے حسن کا تصور نہیں کر سکتے جمیل جس کے جمال سکا گمان نہیں کر سکتے۔ حضرت موسٰیؑ علیہ السلام نے اُسی حسنِ لازوال سے اُس کا جلوۂ حسن مانگا ہے۔

آپ کو حریمِ ناز سے کیا جواب ملتا ہے

لن ترانی ہمیں جلوۂ حسن کا نظارہ کرانے سے انکار نہیں مگر تیری آنکھ میں تابِ نظارہ نہیں۔

پھر عشق کی بے تابی دیکھ کر' اُس نے حسنِ ذات کی بجائے حسنِ صفات کا صرف ایک نقاب اُلٹا۔ مگر

Marfat.com

فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا" و خر موسیٰ صعقا"(الاعراف 143:7)

ترجمہ:۔ جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنی (صفاتی) تجلی کا اظہار فرمایا تو اس نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات

روحِ بے تاب پکارنے لگی۔ اے حسنِ مُطلق! میں نے اقرار کر لیا کہ میں تیرے حسن کو بے نقاب نہیں دیکھ سکتی۔ آنکھیں ترس گئیں ہیں یہ نظارہ کسی پیکرِ محسوس میں رکھ دے تو اسے ہی دیکھ لیں۔

کبھی اے حقیقت مُنتظَر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں، مری جبینِ نیاز میں

اے لامکاں میں بسنے والے حسنِ تمام! عالمِ مکاں میں بھی اپنے حسن کامل کی جلوہ سامانی کر، تو عالمِ ہویت میں تو نور فگن ہے۔ مطلعِ بشریت کو بھی اپنے پرتوِ حسن و نور سے روشن کر، تو حسنِ بے مثال ہے **لیس کمثلہ شی ء** کا مصداق تیرا ہی جمال ہے۔ کسی کے حسنِ سراپا کو اپنی شانِ مظہریت سے نواز تاکہ عاشقانِ صادقِ عالمِ ہست و بُود میں تیرے حسن کا نقشِ کامل دیکھ سکیں۔ تیرے نور کا مظہرِ اُتم دیکھ سکیں، حریمِ ناز سے صدا آتی ہے، اے حسن و جمال حق کے متلاشی، تیری تلاش تجھے مل چکی، تیرا سوال پورا ہو چکا، تیری مُراد بَر آ چکی، یوں تو ہر سُو میرے ہی حسن کے جلوے ہیں۔

فاینما تولوا فثم وجه الله(البقرا 115:6)

تم جدھر پھرو گے ادھر ہی اللہ کا جلوۂ ذات ہے۔

جگ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا
تُو ہی آیا نظر، جدھر دیکھا

لیکن محمد ﷺ کا حسن سراپا عالمِ خَلق میں میرے پرتوِ حسن کی کامل جلوہ گاہ ہے۔ محمد ﷺ کے مطلعِ ذات پر میرا آفتابِ حسن، شباب پر ہے۔ اُس پیکرِ نور کو دیکھ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

یہی مظہرِ حسنِ حقیقت اور یہی مظہرِ جمالِ مطلق ہے۔

میں نے وجودِ محمدی ﷺ کو نور کی صورت میں اُس وقت پیدا فرمایا جب کائناتِ ہست و بُود اور عالمِ رنگ و بُو میں کچھ بھی نہ تھا' عرش سے فرش تک کسی نوری یا مادی وجود کا کوئی نقش و نشان نہ تھا' ابھی نظامِ "کُن فیکون" کا اجراء بھی نہ ہوا تھا۔ میں نے اپنی شانِ خلاقیت کا سب سے پہلا مظہر نورِ محمدی ﷺ کو بنایا۔ یہی نور میرے نظامِ خلق و تکوین کا پہلا نقش تھا۔ یہی نور میرے پرتوِ حسن و جمال کا پہلا محل تھا' یہی نور میری توجہِ ذات کا پہلا مرکز تھا۔ اس وقت عالمِ اَمر و خَلق میں سوائے اُس نورِ محمدی ﷺ کے کچھ بھی نہ تھا۔ سو میں نے مدتوں تک اُسے اپنے حجاباتِ عظمت میں رکھا' اور براہ راست اپنے انوارِ ذات سے اُس کی پرورش و تربیت فرمائی' پھر طویل زمانوں کے بعد (جن کا عرصہ اور مدت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا) جب اَرواحِ انبیاء کی تخلیق عمل میں آ چکی تو اس نورِ محمد ﷺ کو عالمِ ارواح میں منتقل کیا گیا پھر اُسے وہیں شرفِ نبوت سے بہرہ یاب فرما کر ارواحِ انبیاء کے لئے منبعِ فیض بنایا گیا۔ اَرواحِ انبیاء کو اُس نور کی معرفت کروائی گئی' اُن سے اُس کی نبوت کی تصدیق کروائی گئی اور اس کے توسط سے انہیں بھی نعمتِ نبوت سے شرفیاب فرمایا گیا۔ قرآن مجید اور اَحادیثِ نبوی ﷺ میں اس حقیقت کے کثرت سے اشارات ملتے ہیں۔

جب انبیاء کرام علیہم السلام کو عالمِ ارواح میں خِلعتِ نبوت سے مشرف فرمایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن سے حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرائی اور ان پر ایمان لانے کا پختہ عہد لیا۔ یہ ان کی "تقریبِ حَلفِ نبوت" تھی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

(1) **واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتب و حکمتہ ثم جآء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ قال ء اقررتم واخذتم علی ذٰلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشٰھدین** ○(آل عمران' 81:3)

اور(اے محبوب وہ وقت یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت سے سرفراز کروں' پھر تمہارے پاس وہ رسول ﷺ تشریف لائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور بالضرور اس رسول پر ایمان لانا اور لازماً اس کی مدد کرنا۔ (مزید تاکید کے طور پر فرمایا) کیا تم سب (انبیاء) نے اقرار کیا اور کیا (میرا عہد قبول کر کے) یہ بھاری ذمہ داری تم نے اٹھا لی ہے؟ سب انبیاء نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کر لیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم سب ایک دوسرے پر گواہ بن جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

2- امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت متذکرہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

ان اللّٰہ لما خلق نور نبینا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم امرہ ان ینظر الی انوار الانبیاء علیہم السلام ففشیھم من نورہ ماانطقھم اللّٰہ بہ فقالوا یا ربنا من غشینا نورہ فقال اللّٰہ تعالی ھذا نور محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم بن عبداللّٰہ ان امنتم بہ جعلتکم انبیاء قالوا امنا بہ و نبوتہ فقال اللّٰہ تعالی اشھد علیکم قالوا نعم فذالک قولہ تعالی واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین--- وانا معکم

Marfat.com

من الشاهدین ○ (الزرقانی 40:1) (المواهب اللدنیہ 8:1)

جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد ﷺ کا نور تخلیق فرمایا تو بعد میں (کسی وقت) اسے حکم دیا کہ انوار انبیاء (یعنی ارواح انبیاء) کی طرف متوجہ ہو۔ پس حضور ﷺ نے انبیاء کی ارواح کو (اپنے) نور سے ڈھانپ لیا انہوں نے عرض کی اے رب ہمیں کس کے نور نے ڈھانپ لیا ہے؟ اللہ نے فرمایا۔ یہ محمد ﷺ بن عبداللہ کا نور ہے اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں نبی بناؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے کہا۔ ہم اس پر اور اس کی نبوت پر ایمان لے آئے۔ - پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں خود تمہارے نبوت محمدی ﷺ پر ایمان لانے پر گواہ ہو جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم اقرار کرتے ہیں - اس امر کی طرف قرآن حکیم کے اس ارشاد میں اشارہ ہے اور جب اللہ نے انبیاء سے یہ وعدہ لیا (کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں پھر تمہاری طرف یہی آخرالزمان رسول ﷺ آئے جو تمہاری تصدیق کرنے والا ہے تو تمہیں اس پر (پھر) ایمان لانا ہو گا اور اس کی مدد کرنا ہو گی)۔۔ اور اب میں خود تمارے ساتھ تمہارے اس اقرار پر گواہ ہوں۔

3- امام عبدالرزاق نے المصنف میں اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیئی خلقہ اللہ تعالی قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ فعجل ذالک النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالی ولم یکن فی ذالک الوقت لوح ولاقلم ولا جنتہ ولا نار ولا ملک ولا سماء ولاارض ولا شمس ولا قمر ولا

Marfat.com

جن ولا انس فلما اراد اللّٰہ ان یخلق الخلق قسم ذالک النور اربعتہ اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم' من الثانی اللوح و من الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعتہ اجزاء فخلق من الجزء الاول حملتہ العرش و من الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملائکتہ ثم قسم الجزء الرابع اربعتہ اجزاء فخلق من الاول السموت ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنتہ والنار۔ (المواہب اللدنیہ' القسطلانی 9:1)

(السیرۃ الحلبیۃ للامام حلبی' 50:1)

(الزرقانی علی المواہب' 46:1)

"یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی۔ آپ نے فرمایا اے جابر' اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور یعنی نور محمدی ﷺ کے چار حصے کئے۔ ایک حصے سے قلم پیدا کیا' دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے' پھر چوتھے کے چار حصے کئے ایک سے آسمان بنائے' دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے جنت و

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

دوزخ"۔

1- "امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ہمام بن نافع الحمیری المتوفی 211ھ نے معمر، ابن جریج، امام مالک، سفیان ثوری اور امام اوزاعی وغیرھم سے روایت کیا ہے اور ان سے امام احمد بن حنبل، امام اسحاق وغیرھما نے روایت کیا ہے"۔

2- (امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح المواہب میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور الٰہی سے خلق ہونے کا معنی یہ نہیں کہ خود نور الٰہی اس نور کا مادہ تخلیق تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ باری تعالیٰ نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا واسطہ اپنے تعلق ارادہ سے اپنے نور ذات کے براہ راست فیض کے ساتھ خلق فرمایا اور "من نورہ" میں اضافت تشریفیہ ہے جیسے سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا "**ونفخت فیه من روحی**" جب میں آدم علیہ السلام میں اپنی روح پھونک لوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا۔)

3- امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قلم، لوح، عرش اور حاملان عرش کے بعد باقی ملائکہ کی تخلیق کے بیان سے صحیح مسلم کی اس حدیث کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے "**خلقت الملائکته من نور**" (ملائکہ نور سے پیدا کئے گئے ہیں اسی طرح ابوالشیخ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے۔ **خلقت الملائکته من نور العزة**(ملائکہ نور عزت سے پیدا کئے گئے ہیں) نور عزت کی اضافت بھی اسی طرح تشریفی ہے جیسے ابتدا میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "من نورہ" کے الفاظ میں نور الٰہی سے تخلیق ہونے کا تشریفاً" ذکر آیا ہے۔

درحقیقت یہ ساری تقسیم اسی ایک ہی نور کا پرتو اور فیضان ہے۔ جس کا نام نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وہی کائنات کی مخلوق اولین

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔ اسی طرح حاملان عرش کا بھی نور محمدی ﷺ سے تخلیق ہونا بیان ہوا ہے۔ **ابویعلی**' ابن مردویہ' ابن خزیمہ اور حاکم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اور " ابن المنذر " نے "حسان بن عطیہ" اور "ہارون بن رباب" سے روایت کیا ہے کہ یہ حاملان عرش آٹھ ہیں۔ ابن جریر' ابن زید سے روایت کرتے ہیں کہ اس وقت عرش کو ان میں سے چار ملائکہ نے اٹھا رکھا ہے اور قیامت کے دن ان حاملین کی تعداد آٹھ پوری ہو جائے گی۔

نور محمدی ﷺ کے کائنات میں سب سے پہلے تخلیق کئے جانے اور آپ ﷺ کو تخلیق آدم علیہ السلام سے بھی پہلے شرف نبوت سے بہرہ یاب کئے جانے کے مضامین بہت سی احادیث میں آئے ہیں۔ جنہیں مختلف الفاظ میں "امام بخاری" نے اپنی تاریخ میں' امام مسلم نے صحیح میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں' امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں' امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں' امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح السنتہ میں' خطیب تبریزی نے مشکوٰۃ المصابیح اور امام دیار بکری نے تاریخ الخمیس وغیرہ میں روایت کیا ہے۔ اسی طرح ابونعیم' بزاز' طبرانی' ابن حبان' ابن سعد' ابن عساکر' خرائطی' خطیب بغدادی' حافظ ابوبکر' امام زرکشی' امام خستادانی' امام قسطلانی' امام زرقانی' امام سیوطی امام ابن جوزی وغیرھم نے بھی ایسی بہت سی احادیث کی تخریج کی ہے اور ان پر اعتماد کیا ہے - علاوہ ازیں امام محمد الفاسی نے مطالع المسرات میں' قاضی عیاض المالکی نے الشفاء میں' امام ابن حجر مکی نے فتاویٰ الحدیثیہ میں' ملا علی قادری نے مرقاۃ المفاتیح اور شرح الشفاء میں' امام عبدالغنی نابلسی نے الحدیقتہ الندیہ میں' شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تفہیمات الہیہ میں ان احادیث کو نقل کر کے ان سے استناد کیا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

امام شعرانی' امام آلوسی' امام نبھانی' حتی کہ مولانا اشرف علی تھانوی اور بہت سے دیگر متاخرین نے بھی ان احادیث و روایات کو اپنی کتب میں نہ صرف نقل کر کے ان کی توثیق و تائید کی ہے بلکہ مستقل ابواب قائم کر کے انہیں ثابت کیا ہے۔

گویا حضور نبی اکرم ﷺ کے نور مبارک کی کائنات ہست و بود میں اولین تخلیق اس کے عالم ارواح میں ملکوتی قیام اور عالم اجساد میں ناسوتی سفر کا ذکر' ائمہ حدیث' اہل سیر و اصحاب فضائل اور علماء محققین کے ہاں آج تک تواتر ہوتا چلا آ رہا ہے اور اسی پر متقدمین و متاخرین کا اعتقاد رہا ہے۔

4- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول انى عندالله لخاتم النبين وان آدم لمنجدل فى طينته

(مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ 128:127:4)
(دلائل النبوة للبیہقی 87:9)
(مستدرک للحاکم 600:2)

میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور (اس وقت) سے خاتم النبیین قرار پا چکا تھا جب آدم علیہ السلام ابھی خاکی تشکیل کے مرحلے میں تھے۔

امام حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

هذا صحيح الاسناد (المستدرک)

اس حدیث کی تمام اقسام صحیح ہیں۔

امام بغوی نے شرح السنۃ اور خطیب تبریزی نے مشکوٰۃ المصابیح میں "باب فضائل سید المرسلین ﷺ" میں بھی روایت کیا ہے۔

Marfat.com

5- جامع ترمذی میں اسناد حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' جسے صاحب مشکوۃ المصابیح نے باب "فضائل سید المرسلین ﷺ" میں روایت کیا ہے۔

قال قالوا یا رسول اللہ متی وجبت لک النبوۃ قال و ادم بین الروح والجسد

(جامع الترمذی 22:77)
(مستدرک الحاکم 609:2)
(مشکوۃ المصابیح' 513)

فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ فرمایئے آپ ﷺ کے لئے نبوت کب واجب اور ثابت کر دی گئی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت جبکہ ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے یعنی ان کی تخلیق بھی عمل میں نہیں آئی تھی۔

حدیث مذکورہ کا معنی یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت محمدی ﷺ کا ثبوت محض علم الہٰی میں تھا' عالم خارج میں نہ تھا۔ کیونکہ اس معنی سے تو آنحضرت ﷺ کی کوئی امتیازی فضیلت باقی نہیں رہتی۔ اس لئے کہ علم الہٰی میں تو تمام انبیاء کی نبوتیں تھی' اس میں حضور ﷺ کا کون سا امتیاز تھا۔ حالانکہ یہاں تو حضور ﷺ کی نبوت کی امتیازی خصوصیت بیان ہو رہی ہے۔ مزید یہ کہ علم الہٰی میں آنحضرت ﷺ کا نبی ہونا کب سے تھا" یہ سوال تو سائلین کے ذہن میں بھی نہ تھا۔ کیونکہ اس امر کے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کائنات کی ہر چیز تخلیق کائنات سے پہلے علم الہٰی میں تھی۔ صحابہ کرام کا سوال تو یہ ہے کہ "متی وجبت لک النبوۃ" (آپ ﷺ کے لئے نبوت کس وقت ثابت اور واجب

Marfat.com

ہوئی) ثبوت وجود کو مستلزم ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ خلقت محمدی ﷺ تو ساری کائنات سے پہلے ہو چکی تھی لیکن شرف نبوت سے حضور ﷺ کو کس وقت ہمکنار کیا گیا۔ جس کا جواب حضور ﷺ یہ دے رہے ہیں کہ میں اس وقت سے نبی ہوں جب آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی عمل میں نہ آئی تھی۔

ہمارے نقطہ نظر کی مزید وضاحت علامہ انور شاہ کشمیری کی بیان کردہ اس حدیث کی شرح سے ہو جاتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

ای کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نبیا وجرت علیہ احکام النبوۃ من ذالک الحین بخلاف الانبیاء السابقین فان الا حکام جرت علیھم بعد البعثه (العرف الشذی علی جامع الترمذی' 202:2)

یعنی نبی ﷺ اس وقت بھی نبی تھے اور آپ ﷺ پر احکام نبوت جاری ہو چکے تھے بخلاف انبیاء سابقین کے کہ ان پر احکام نبوت کا اجراء بعثت کے بعد ہوتا ہے لیکن حضور ﷺ کی نبوت مع احکام تخلیق آدم علیہ السلام سے بھی پہلے واقع ہوئی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں

سالته' صلی اللہ علیہ وسلم سوالا روحانیا عن معنی قوله کنت نبیا" وادم منجدل بین الماء والطین' ففاض علی روحی من روحه الکریمته الصورۃ المثالیته التی کانت قبل ان یوجد فی عالم الاجسام وان فیضانها فی الحضرۃ المثالیته کان عند کون ادم منجدل بین الماء والطین وان له' صلی اللہ علیہ وسلم ظهورا" تاما" فی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تلک الحضرۃ وھو المعبر" عنه بالنبوۃ فی ھذا الحدیث۔

(تفہیمات الہیہ' 300:2)

میں نے حضور ﷺ سے ان ﷺ کے ارشاد کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے خمیر میں تھے کے بارے میں روحانی طور پر سوال کیا تو حضور ﷺ کی روح طیبہ میری روح پر اس صورت مثالی کے ساتھ جلوہ گر ہوئی جس میں وہ عالم اجسام میں آنے سے پہلے موجود تھی اور اس کا فیضان عالم مثال میں تخلیق آدم علیہ السلام سے بھی پہلے جاری تھا۔ حضور ﷺ کو اس عالم میں بھی ظہور تام حاصل تھا۔ جس کو اس حدیث میں نبوت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

علامہ کشمیری نے اس سلسلے میں حضرت جامی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔

انه علیه السلام کان نبیا قبل النشاۃ العنصریته

(العرف الشذی علی جامع الترمذی' 202:2)

حضور ﷺ وجود عنصری پانے سے بھی پہلے نبی تھے۔

امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد صحابہ کے اس سوال کے جواب میں تھا۔ (متی وجبت) کہ آپ ﷺ کو نبوت کب حاصل ہوئی۔ لہٰذا حضور کے جواب کا معنی بھی یہی ہوگا کہ مجھے نبوت اس وقت سے حاصل ہے جب کہ آدم علیہ السلام ابھی اس حالت میں تھے۔

(مرقاۃ المفاتیح — از ملا علی قاری)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حدیث مذکورہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ " اس نبوت میں حضور ﷺ کا حضرت آدم علیہ السلام

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

پر تقدم اور سبقت ثابت ہوتی ہے۔

(لمعات التنقیح)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یہ حدیث تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل خارج میں نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت اور ظہور کی دلیل ہے"۔

(المواہب اللدنیہ)

اس امر کی مزید وضاحت خود ایک حدیث صحیح سے بھی ہو جاتی ہے۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے "وصف ختم نبوت" کے بارے میں بیان فرمایا کہ وہ تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے عنداللہ لکھا جا چکا تھا۔ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

انہ قال انی عنداللّٰہ مکتوب خاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینتہ وساخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیم و بشارۃ عیسٰی و رویا امی التی رات حین وضعتنی قد خرج لھا نور اضاء لھامنہ قصور الشام

(مسند احمد، حاکم، ابن عساکر، صحیح ابن حبان اور شرح السنۃ وغیرہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا جا چکا تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی خمیر سے پہلے مٹی میں تھے اور میں تمہیں بتاؤں کہ میری نبوت کے بارے میں پہلی خبر ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت تھی اور اس کے علاوہ میری والدہ کا وہ خواب تھا جو انھوں نے میری ولادت سے پہلے دیکھا تھا اور انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا جس کے سبب شام کے محلات ان پر روشن ہو گئے۔

Marfat.com

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث "ساخبرکم" تک روایت کی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ مطلق شرف نبوت اور وصف ختم نبوت میں فرق ہے۔ وصف ختم نبوت کے ثبوت کے لئے تمام انبیاء و مرسلین کے بعد مبعوث ہونا شرط تھا۔ اس لئے اس وصف کے ذکر میں " **انی عنداللہ مکتوب خاتم النبیین**" (کہ میں اللہ کے ہاں **خاتم النبیین** لکھا جا چکا تھا) کے الفاظ بیان فرمائے لیکن مطلقاً" شرف نبوت کے لئے بعدیت اور آخریت یعنی سب کے بعد اور آخر میں آنے کی شرط نہ تھی۔ اس لئے اس شرف کا فی الواقع ثابت ہونا بیان فرمایا گیا۔ اگر یہ فرق نہ ہوتا تو پہلی حدیث میں بھی صحابہ کے سوال کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔ کہ میں خدا کے ہاں نبی لکھا جا چکا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ ثبوت نبوت کے لئے فرمایا کہ میرے لئے نبوت واجب اور ثابت ہو چکی تھی اور ختم نبوت کے لئے فرمایا کہ میں **خاتم النبیین** لکھا جا چکا تھا۔ ان دونوں ارشادات میں انداز بیان اور اسلوب کا فرق اس حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے کہ نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو وجود کے اعتبار سے اولیت حاصل ہے اور محدثین کرام کی تصریحات بھی اسی مفہوم کی موید ہیں۔

6- مذکورہ بالا مفہوم حضرت میسرۃ الفجر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث صحیح سے بھی ثابت ہے۔ روایت کرتے ہیں:۔

قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی کتبت نبیا" قال صلی اللہ علیہ وسلم و ادم علیہ السلام بین الروح والجسد۔

(مسند احمد بن حنبل' 59:5' مستدرک الحاکم' 609-608:2 التاریخ الکبیر للبخاری' 74:7)

میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کب سے نبی ہیں -

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا میں اس وقت سے نبی ہوں جب کہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مرحلے میں تھے۔

اسے طبرانی' بیہقی اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔

7- یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً" مروی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح بیان کیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی اور حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی اسناد کو قوی اور صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ عامر الشعبی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

قال رجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی استنبت قال و ادم علیہ السلام بین الروح والجسد حین اخذ منی المیثاق

(رواہ ابن السعد' المواہب للقسطلانی' المعمد الاول الخصائص للسیوطی' 4:1)

ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کو کب نبی بنایا گیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام اس وقت روح اور جسم کے درمیان تھے جب کہ مجھ سے نبوت کا میثاق لیا گیا۔

اس حدیث کے بعد تامل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کیونکہ حدیث کی شرح خود حدیث نے کر دی ہے۔ اس میں سوال کے الفاظ بھی بڑے واضح ہیں کہ " آپ کو منصب نبوت پر کب فائز کیا گیا" اور جواب بھی بڑا واضح ہے کہ " صاف ظاہر ہے کہ یہ میثاق نبوت اس میثاق انبیاء سے بالکل مختلف تھا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

8- بزاز' طبرانی اور ابو نعیم نے بھی بطریق شعبی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قال' قیل یارسول اللہ متی کنت نبیا؟ قال و ادم

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بین الروح والجسد(الخصائص الکبری 4:1)

انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ ﷺ کب سے نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے جواباً" فرمایا اس وقت سے جب کہ آدم علیہ السلام ابھی جسم و روح کے مرحلہ میں زیر تکمیل تھے۔

ابن سعد نے یہی الفاظ ابن ابی الجدعاء رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کئے ہیں۔

9- ابو نعیم نے بطریق صنابحی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرسلاً" یہ الفاظ حدیث روایت کئے ہیں۔

متی جعلت نبیا؟ قال وادم منجدل فی الطین

(الخصائص الکبری' 4:1

یارسول اللہ آپ ﷺ کو نبی کب بنایا گیا' آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت جبکہ آدم علیہ السلام ابھی خاکی خمیر کی حالت میں تھے۔

10- ایک اور حدیث صحیح اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ اس مسئلے کو بیان کرتی ہے جسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مسند میں' امام بخاری تاریخ میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ صحیح مستدرک میں' امام ابو نعیم دلائل میں' ابن حاتم تفسیر میں اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ الشفاء میں تخریج کرتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

کنت اول النبیین فی الخلق واخرهم فی البعث

(دلائل النبوۃ 12:)

میں خلقت کے اعتبار سے تمام انبیاء سے پہلا نبی ہوں اور بعثت کے اعتبار سے سب سے آخری نبی ہوں۔

11- امام علی بن برہان الدین الحلبی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عن ابی هریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال جبریل علیہ السلام فقال یا جبریل علیہ السلام کم عمرت من السنین؟ فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم لست اعلم غیر ان فی الحجاب الرابع نجما یطلع فی کل سبعین الف سنته مرة رایته اثنین و سبعین الف مرة فقال یا جبریل علیہ السلام و عزة ربی جل جلالہ انا ذالک الکوکب (السیرۃ الحلبیہ' 30:1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت جبریل امین علیہ السلام سے دریافت فرمایا' جبرئیل علیہ السلام بتاؤ تمہاری عمر کتنی ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا آقا عمر کا تو مجھے صحیح اندازہ نہیں لیکن اتنا یاد ہے کہ (ساری کائنات کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حجابات عظمت میں سے) چوتھے پردہ عظمت میں ایک (نورانی) ستارہ چمکا کرتا تھا اور وہ ستارہ ستر ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ طلوع ہوتا تھا۔ آقا میں نے اپنی زندگی میں نورانی ستارہ بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ حضور ﷺ (تبسم کناں ہوئے اور) فرمانے لگے اے جبرئیل علیہ السلام مجھے اپنے رب ذوالجلال کی عزت کی قسم وہ (چمکنے والا ستارہ) میں ہی ہوں۔

12- امام ابن القطان اور امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں جسے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق ادم علیہ السلام باربعہ عشر الف عام

(احکام ابن القطان' 10:1' السیرۃ الحلبیۃ' 30:1' نشر الطیب :17)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کی بارگاہ میں نور کی صورت میں موجود تھا۔

یہاں ایک سوال ذہنوں میں ابھر سکتا ہے کہ پچھلی روایت میں مذکور ہے کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے نور محمدی ﷺ کو 72 ہزار مرتبہ چمکتے ہوئے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ستارے کی صورت میں دیکھا ہے اور ہر دو مرتبہ کی زیارت کے دوران 70 ہزار سال کا زمانہ بیان ہوا ہے۔اس طرح تخلیق آدم علیہ السلام سے بہت مدت پہلے نور محمدی ﷺ کا ظہور معلوم ہو رہا ہے جبکہ دوسری روایت کے مطابق (جو حضرت علی ؓ سے منقول ہے) تخلیق آدم علیہ السلام سے صرف 14 ہزار قبل کا ذکر ہے۔ ظاہراً" دونوں میں اختلاف ہے۔ ہم اس کا جواب مولانا اشرف علی تھانوی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

" اس عدد (14 ہزار سال) میں کم کی نفی ہے' زیادتی کی نہیں۔ پس اگر زیادتی کی روایت پر نظر پڑے تو شبہ نہ کیا جائے' رہ گئی یہ بات کہ مدت کی تخصیص کیوں کی گئی تو عین ممکن ہے اس مجلس میں (جس میں حضور ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی) کوئی تذکرہ ہی ایسا ہو رہا ہو' یعنی کسی حوالہ سے چودہ ہزار سال کی مدت کا ذکر یا سوال ہوا ہو اور حضور ﷺ نے اسی ضمن میں ارشاد فرما دیا ہو۔ (نشر الطیب :17)

گویا یہ مدت کسی خاص منظر میں بیان ہو گئی اور سیدنا جبرئیل امین علیہ السلام کی بیان کردہ مدت ان کی اپنی عمر کے تناظر میں بیان ہو گئی' مگر دونوں مدتوں سے حقیقت میں نور محمدی ﷺ کا اصل زمانہ تخلیق یا صحیح عرصہ حیات معلوم نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس نور محمد ﷺ کو کب اور کتنا عرصہ قبل تخلیق فرمایا۔ البتہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ؓ والی روایت ہے (جسے امام عبدالرزاق نے بیان کیا ہے) زمانہ تخلیق کا اس قدر اندازہ ہوتا ہے کہ نور محمدی ﷺ کو خلق کیا گیا تو اس وقت کائنات پست و بالا اور عالم ہائے مکان و لامکان میں سے کچھ بھی نہ تھا بلکہ جملہ نوری و مادی مخلوقات کا سلسلہ تخلیق بھی خلق نور محمدی ﷺ سے شروع ہوا۔

گویا "کن فیکون" کا نقش اول نور محمدی ﷺ سے ہے اور پھر اسی سے سلسلۂ ایجاد و تخلیق کی افزائش ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی روایات میں مذکور ہے کہ جب سیدنا آدم علیہ السلام نے اپنی تخلیق کے بعد جنت اور

عرش الٰہی کی زیارت کے لئے نگاہ اٹھائی تو ہر دو جگہ "نام محمد ﷺ" کو پہلے سے لکھا ہوا پایا۔

13- **عن میسرة قال قلت یا رسول اللہ کنت نبیا؟ قال لما خلق اللہ تعالی الارض واستوی الی السماء فسواهن سبع سموات و خلق العرش کتب علی ساق العرش محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء و خلق اللہ تعالی الجنتہ التی اسکنها ادم و حوا فکتب اسمی علی الابواب والاوراق والقباب والخیام وادم بین الروح والجسد فلما احیاہ اللہ تعالی نظر الی العرش فرای اسمی فاخبرہ اللہ تعالی انہ سید ولدک فلما غرھما الشیطان تابا واستشفعا باسمی الیہ**

(الوفاء باحوال المصطفیٰ ﷺ 33:1)

حضرت میسرۃ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے بارگاہ نبوت ﷺ میں عرض کیا کہ حضور آپ ﷺ کب سے شرف نبوت کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے؟ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد فرمایا اور ان کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا اور عرش کو ان سے پہلے بنایا تو عرش کے پائے پر محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء لکھا اور جنت کو پیدا فرمایا جس میں بعد ازاں حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو ٹھہرایا تو میرا نام نامی جنت کے دروازوں پر اس کے درختوں کے پتوں اور اہل جنت کے خیموں پر لکھا حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام کے روح و جسم کا باہمی تعلق نہیں ہوا تھا پس جب ان کی روح کو جسم میں داخل فرمایا اور زندگی عطا فرمائی تب انہوں نے عرش معظم کی طرف نگاہ اٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں۔ جب ان کو شیطان نے دھوکہ دیا انہوں نے بارگاہ الٰہی میں توبہ کی اور میرے نام سے ہی شفاعت طلب کی۔

14- **ویروی انہ لما خلق اللہ تعالیٰ ادم الهمہ ان قال**

Marfat.com

یارب لم کنیتنی ابا محمد قال اللہ تعالیٰ یا آدم ارفع راسک فرفع راسه فرای نور محمد صلی اللہ علیه وسلم فی سرداق العرش فقال یا رب ما ھذا النور قال ھذا نور نبی من ذریتک اسمه فی السماء احمد و فی الارض محمد لولاہ ما خلقتک ولا خلقت سماء ولاارضا

(المواہب اللدنیہ' 9:1)

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو آپ کونام کے ساتھ ابو محمد ﷺ کی کنیت سے بلایا۔ آپ نے عرض کیا باری تعالیٰ میری یہ کنیت کیسے ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنا سر اٹھاؤ۔ آپ علیہ السلام نے اوپر دیکھا تو عرش پر نور محمد ﷺ جلوہ گر تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا باری تعالیٰ یہ نور کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ محمد ﷺ کا نور ہے۔ یہ تیری اولاد میں سے ہوں گے ان کا نام آسمانوں میں احمد ﷺ ہے اور زمین پر محمد ﷺ ہے اگر میں اسے پیدا نہ کرتا تو نہ تمہیں پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا۔

15- **عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لما اصاب ادم علیه السلام الخطیئته رفع راسه فقال' رب بحق محمد الا غفرت الیه - فاوحی اللہ تعالی الیه وما محمد ومن محمد فقال رب' انک لما اتممت خلقی رفعت راسی الی عرشک' فاذا علیه مکتوب لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انه اکرم خلقک علیک اذ قرنت اسمه مع اسمک قال نعم قد غفرت لک' وھو آخرالانبیاء من ذریتک' ولو لاہ ما خلقتک**

(الوفاء باحوال المصطفیٰ' 33:1)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے بھول ہوئی تو انہوں نے بارگاہ باری تعالیٰ

میں عرض کیا کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ حضرت محمد ﷺ درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما دیجئے۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا حالانکہ ابھی میں نے ان کو (دنیا میں) پیدا بھی نہیں کیا؟ عرض کیا اے رب؟ میں نے اس طرح پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف سے روح میرے اندر پھونکی میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** - سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہے جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہو گا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا؟ اے آدم تم سچے ہو۔ واقعی محمد ﷺ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے ان کے واسطہ سے مجھ سے معافی کی درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔

16- عن کعب الاحبار قال لما اراد اللہ تعالٰی ان خلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم امر جبرئیل علیہ السلام ان یاتیہ فاتاہ بالقبضتہ البیضاء التی ھی موضع قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعجنت بماء التسنیم' ثم غمست فی انھار الجنتہ وطیف بھا فی السموات والارض' فعرفت الملائکتہ محمد و فضلہ قبل ان تعرف ادم' ثم کان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بری فی غرۃ جبھتہ ادم وقیل لہ یا ادم ھذا سید ولدک من الانبیاء والمرسلین فلما حملت حوا بشیث انتقل عن ادم الی حوا و کانت تلد فی کل بطن ولدین الا شیثا' فانھا ولدتہ وحدہ' کرامتہ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم لم یزل ینتقل من طاھر الی طاھر الی ان ولد ولما توفی ادم کان شیث علیہ الصلوۃ والسلام و صیا علی ولدہ ثم اوصی شیث ولدہ بوصیتہ ادم ان لا یضع ھذا النور الا فی

Marfat.com
Marfat.com

المطهرات من النساء ولم تزل هذه الوصیته جاریته تنقل من قرن الی قرن الی ان ادی الله النور الی عبدالمطلب وولده عبدالله (المواہب اللدنیہ' 12:1) (الوفاء باحوال المصطفیٰ' 35-34:1)

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر بشری کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایسی مٹی میرے پاس لے آؤ جو میرے محبوب پاک کے جسم اقدس اور جسد اطہر کی تخلیق کے لائق ہو تو وہ سفید مٹی کی ایک مٹھی روضہ اطہر والی جگہ سے لے کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوئے تو امرخداوندی سے اس کو تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا۔ جنت کی نہروں میں سے دھویا گیا پھر فرشتوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فضل کو پہچان لیا آدم علیہ السلام کے پہچاننے سے پہلے۔ پھر نور نبوت آدم علیہ السلام کی پیشانی سے جھلکنے والے نور سے محسوس ہوتا تھا اور ان سے کہا گیا کہ اے آدم علیہ السلام یہ تیری نسل میں پیدا ہونے والے انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں۔ جب حضرت حواء رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر میں حضرت شیث علیہ السلام منتقل ہوئے تو وہ نور بھی حضرت حوا کے بطن اقدس کی طرف منتقل ہو گیا وہ ہر دفعہ دو جڑواں بچوں کو جنم دیتی تھیں ماسوائے حضرت شیث علیہ السلام کے کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہونے کی برکت سے تنہا پیدا ہوئے اور سب بھائیوں سے مرتبہ و کمال کے لحاظ سے یکتا بنے پھر نبی الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کا نور انور یکے بعد دیگرے پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا تاآنکہ آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ تمہاری پشت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہے اسے پاکیزہ رحم میں منتقل کرنا ماسوائے پاک عورتوں کے کسی کا رحم اس نور کا مسکن اور ٹھکانہ نہیں بن سکے گا۔ سو یہ وصیت نسلاً بعد نسل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کا ہر فرد اپنے بیٹے کو کرتا رہا تاآنکہ یہ نور تمام زمانوں میں پاکیزہ پشتوں اور پاکیزہ رحموں سے منتقل ہوتا ہوا حضرت

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

عبدالمطلب کے بیٹے حضرت عبداللہ کی پشت مبارک تک آن پہنچا۔

وقال العباس یا رسول اللہ انی اریدان امتد حک۔ فقال لہ قل لا یفضض اللہ فاک فانشا یقول:

من قبلها طبت فی الظلال وفی
مستودع حیث یخصف الورق

ثم هبطت البلاد لا بشر انت
ولا مضغته ولا علق

بل نطفته ترکب السفین وقد
الجم نسرا و اهله الغرق

وردت نار الخلیل مکتتما
تجول فیها ولست تحترق

تنقل من صلب الی رحم
اذا مضی عالم بدا طبق

حتی احتوی بیتک المهیمن من
خندق علیاء تحتها النطق

وانت لما وردت اشرقت الارض
وضاء ت بنورک الافق

فنحن فی ذاک الضیاء وفی النور
و سبل الرشاد نخترق

(الوفاء باحوال المصطفیٰ 35:1)

حضرت عباس نے حضور ﷺ کی شان اقدس میں درج بالا نعتیہ اشعار کہے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

۹ ترجمہ :- جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام اپنے اپنے جسموں کو جنت میں (پتوں سے ڈھانپ رہے تھے۔ اس وقت سے بہت پہلے آپ ﷺ مسرت و شادمانی کے ساتھ ذکر الہٰی میں مصروف تھے۔

(ان کے جنت سے زمیں پر اتارے جانے کے بعد) آپ بھی ان کے ہمراہ زمین پر تشریف لے آئے جب کہ آپ ﷺ نہ تو قبل ازیں بشری صورت میں تھے اور نہ ہی گوشت اور علق کی حالت میں۔

(بشریت کے ظہور کے بعد) آپ احسن صورت میں محفوظ مقامات کے اندر ایک سوار کی طرح جلوہ فرما رہے۔ گھوڑے کو لگام لگا کر تیار رکھا ہوا تھا جس کی اگلی منزل پر پہنچتے اور پچھلی روپوش ہو جاتی۔

آپ ﷺ کا ہر مسکن (ہر قسم کی آلودگی اور خطرات سے) محفوظ تھا۔ جیسے خندقوں اور بلند چٹانوں سے گھرا ہوا ہو۔ لیکن آپ ان مقامات میں بھی اس کائنات کی زبان بن کر رہے۔ آپ ﷺ مقدس اصلاب سے پاکیزہ ارحام کی جانب منتقل ہوتے رہے۔

جب ایک دور گزرتا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔

جب آپ ﷺ (سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں) بزم آرائے جہاں ہوئے تو تشریف آوری کے باعث زمین پُر نور ہو گئی اور فضائیں جگمگا اٹھیں۔

ہم آپ ﷺ کی ضیاپاشی اور نورانیت کے صدقے ہی تو راہ ہدایت پر گامزن ہیں۔

خلاصہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نور محمدی ﷺ کے عالم ملکوت سے عالم ناسوت تک کے سفر کی اجمالی تاریخ بڑے پیارے انداز میں بیان کر دی ہے= مذکورہ بالا احادیث اور روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ نور محمد ﷺ جسے کائنات کے وجود اول کے طور پر باری تعالیٰ نے ہر شے سے قبل تخلیق فرمایا پھر اس نور مقدس سے عالم ارواح میں ارواح انبیاء فیض یاب ہوتی رہیں۔ جب سلسلہ بشریت کا

آغاز ہوا تو اس نور محمدی ﷺ کو سیدنا آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں بطور امانت رکھ دیا گیا۔ یہاں سے اس عظیم نور کو عالم ملکوت سے عالم بشریت میں منتقل کر دیا گیا اور اس کا نا سوتی سفر شروع ہوا جو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی مبارک گود پر آ کر اختتام پذیر ہوا۔

"سیرۃ الرسول ﷺ"

Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ

اَلْاُمِّیُّ

(از علامہ حبیب البشر خیری)

قولہ تعالیٰ الذین یتبعون الرسول النبی الامی پ 9 سورہ اعراف

اِس مبارک لفظ "اُمّی" کو سمجھنے سے پہلے ہمیں تھوڑی دیر کے لئے لُغتِ عربی کی طرف نظر کرنا ضروری ہوگا۔

ام الدماغ	چمڑے کی وہ باریک تھیلی ہے جس میں انسان
ام الراس	کا دماغ محفوظ رہتا ہے۔
ام القری	بستیوں کی ماں یعنی مکہ معظمہ شریف
ام قری	مہمانداری کی ماں یعنی آگ
	کیونکہ آگ کے بغیر مہمانوں کی خاطر تواضع نہیں ہو سکتی
الام	اصل الشئی ہر چیز کا اصل۔ ہر شئی کا جوہر
الامیتہ	ماں کی صفت ماں کی ماتا
	عربی میں "ماتا" کو اُمِّیَّۃ اور اُمُوْمَۃ کہا جاتا ہے۔

چونکہ محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ اصلِ موجودات و جوہرِ کائنات ہیں اس لئے اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب کا تعارف بندوں سے جب کرانے کا ارادہ فرمایا تو اس لفظ "اُمّی" سے پہچان دلوایا کہ بندے سمجھ جائیں کہ اگر "محمد" (ﷺ) نہ ہوتے تو ساری خدا کی خدائی عالم وجود میں نہیں آتی۔ کیونکہ بغیر جڑ کے درخت کا وجود مفقود ہے۔ اسی طرح بغیر "محمد" (ﷺ) کے یا اظہارِ نورِ محمدی ﷺ کے ظہورِ الٰہی خود خدا کو منظور نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت محمد ﷺ نے بارہا زور دے کر فرمایا کہ اے میرے راستے پر چلنے والو! تم جب مجھ پر درود بھیجو تو نبی الامّی کا لفظ ضرور استعمال کیا کرو۔ کیونکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا اصل اور جڑ بھی میں ہی ہوں۔ کوئی نبی اصلِ مخلوقات و جوہرِ موجودات نہیں بنائے گئے ہیں بلکہ تمام انبیاء، ملائکہ، اولیاء، سورج، چاند اور ستارے بلکہ ہر مومن کی روح کو میرے نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ میں خدا کی قدرت، طاقت اور لطافت بلکہ ہر شے کا سرچشمہ ہوں۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تفسیر سے اخذ کر کے "امی" کی تشریحی عبارت عربی آپ کے ملاحظہ کرنے کے لئے لکھ دیتا ہوں۔ بعد میں اس کی تشریح اردو زبان میں حتی المقدور کر دوں گا۔

"وصف نبیہ ﷺ بالامیتہ۔ کان علیہ الصلوۃ والسلام امیا بانہ کان قبل الکون فی بحر الوصلتہ ومھدالقربتہ شرب البان النبوۃ والرسالتہ و الاصطفائیتہ من ثری مرضعتہ خاصتہ الازل کان امیا کالولہ العزیز فی حجرامتہ لایجری علیہ مایوذیہ کان فی حجر الازل رباہ بلطفہ و نور مشاہدتہ واسرہ مقدسا فی وقایتہ کرمہ عن المکر والقھر الاتری کیف قال علیہ الصلوۃ والسلام اللھم واقیتہ" لواقیتہ الولید وصفہ تقدس رسالتہ ولطف نبویہ عن جمیع علتہ الاکتساف تلقف من فلق شرف العنایتہ بکلمات الازلیتہ بلاواسطتہ الحدث لابلغت الی علم المکسب من الحدثان سغراقہ فی بحار علوم الرحمان۔

قال ابن عطار ﷺ الامی ھوالاعجمی قال اعجمیا عما دوننا عن الابناء و بمانزل علیہ من کلامنا و حقایقنا۔ وقال الامی امن لم یعلم من الدنیا شیا ولا من الاخرۃ الا ما علمہ ربہ حالتہ مع اللہ حالتہ واحدۃ وہی الطھارۃ بالا فتقار الیہ والاستغنا عمن سواہ"۔

ترجمہ:-اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کی تعریف امیتہ یعنی ماں کی ماتا سے فرمایا ہے یعنی میرا محبوب ﷺ عام نبیوں جیسا نہیں ہے بلکہ تمام نبیوں کی اصل اور جڑ ہے اگر ان کی ماتا نبیوں کے شامل حال نہیں ہوتی تو کوئی ہستی کی شکل نہ پاتی چہ جائیکہ نبی بننا۔ علاوہ بریں اگر ان کے طفیل سے مخلوق یا انسان بننے کی نعمت حاصل بھی کر لیتے تو ہر گز نبی نہیں بن سکتا جب تک ان کی ماتا انہیں نبی کے مرتبہ پر فائز ہونے کے لئے رضامند نہ ہوتی۔

ایک جامع حدیث حضرت محمد ﷺ کی آغاز تخلیق کے متعلق سماعت فرمایئے جو حضرت جابر الانصاری ﷺ سے روایت ہے اور جس حدیث کو تمام علماء نے قبول فرمایا ہے۔

حضرت جابر ﷺ نے جب حضرت محمد ﷺ کی تخلیق کے بارے میں پوچھا تو

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

آنحضرت سرور کائنات ﷺ نے جواب میں فرمایا۔

"سب سے پہلے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وہ تمہارے نبی ﷺ کا نور تھا اے جابر! اس کے بعد اسی نور سے یعنی میرے نور "نور محمدی" سے ہر خیر اور اچھی چیز کو پیدا فرمایا' اس کے بعد دوسری چیزوں کی تخلیق ہوئی جب مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ اپنے مقابل مُقامِ قُرب میں بارہ ہزار برس حاضر رکھا پھر اس نور کو چار حصے میں تقسیم فرمایا۔ ایک حصہ سے عرش کو پیدا کیا۔ دوسرے حصے سے کرسی کو پیدا کیا اور تیسرے حصے سے عرش کو اٹھانے والے اور کرسی کو سنبھالنے اور انتظام کرنے والے فرشتوں کو تخلیق فرمایا۔ پھر چوتھے حصہ کو مقامِ محبت میں بارہ ہزار برس قائم رکھا۔ پھر اس کو چار حصوں میں بانٹا۔ ایک حصہ سے قلم' دوسرے حصہ سے لوح' تیسرے حصہ سے جنت کو پیدا فرمایا۔ پھر چوتھے حصہ کو مُقامِ خوف میں بارہ ہزار برس قائم رکھا۔ بعدہ اس کے بھی چار حصے فرمائے ایک حصہ سے فرشتے' دوسرے سے سورج اور چاند اور تیسرے حصہ سے ستاروں کو پیدا فرمایا' پھر چوتھے حصہ کو مُقامِ رِجا (مقامِ اُمید) میں بارہ ہزار برس حاضر رکھا اس کے بعد اسی حصہ کو پھر چار حصوں میں بانٹا۔ پہلے حصہ سے عقل کو دوسرے حصہ سے علم اور حلم کو' تیسرے حصہ سے عصمت اور توفیق کو پیدا فرما کر چوتھے حصہ کو مقامِ حیا میں بارہ برس ترتیب دی۔ اس کے بعد اس حصۂ نور پر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتی نظر ڈالی تو میرا وہ نور جلال و جمالِ الٰہی سے پسینے لگا اور قطرہ قطرہ ٹپکنے لگا۔ اس میرے نور سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے ٹپکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سانسوں سے ولیوں' خوش قسمتوں' شہیدوں اور قیامت تک ہر قطرہ سے نبیوں اور رسولوں کی روحوں کو پیدا فرمایا۔ اس کے بعد نبیوں کی روحیں سانس لینے لگیں۔ اللہ تعالیٰ تک ہونے والی فرماں بردار مومنوں کی روحوں کے نوروں کو پیدا فرمایا۔

تو اے جابر سمجھ لے! کہ عرش اور کرسی میرے نور سے ہیں۔ ملائکہ کروبین اور روحانیین میرے نور سے ہیں۔ ساتوں آسمانوں کے فرشتے میرے نور سے ہیں۔ جنت اور جو کچھ نعمتیں جنت میں ہیں سب میرے نور سے ہیں۔ عقل، علم، حلم، عصمت اور توفیق میرے نور سے ہیں۔ تمام رسولوں اور نبیوں کی روحیں میرے نور سے ہیں۔

Marfat.com

شہداء، سعداء، اور صالحین کی روحیں میرے نور سے ہیں۔ نہیں نہیں، بلکہ میرے نور کے نتیجہ اور پھل سے ہیں۔ (کیونکہ ان کی روحوں کو نبیوں کی سانسوں سے پیدا فرمایا گیا ہے)

میرے اس نور سے پسینہ ٹپکنے کے بعد، اور ہر قطرہ سے نبی و رسول کی تخلیق ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بارہ نورانی پردے قائم فرمائے اور میرے نور کو ہر پردہ میں ایک ایک ہزار برس تادیب و تربیت کے لئے حاضر رکھا۔ یہ تمام پردوں کو "مقامات عبودیت" کہا جاتا ہے۔

ان بارہ پردوں کے نام درج کرتا ہوں۔

☆ حجاب کرامت ☆ حجاب سعادت ☆ حجاب ہیبت ☆ حجاب رحمت ☆ حجاب رافت ☆ حجاب علم ☆ حجاب حلم ☆ حجاب وقار ☆ حجاب سکینہ (اطمینان) ☆ حجاب صبر☆ حجاب صدق ☆ حجاب یقین۔

میرا وہ نور ہر پردے میں ہزار برس اللہ کی عبادت بجالایا جب میرا وہ نور ان تمام حجابوں سے کامیابی و برگزیدگی کا تمغہ لے کر نکلا۔ اللہ جل شانہ نے آدم کی مٹی میں مجھے سوار کرایا۔ میرے نور کو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جگہ بخشی۔ اس کے بعد حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی میں منتقل کرا دیا گیا پھر اسی طرح پیشانی بہ پیشانی نقل ہوتے ہوئے عبداللہ بن عبدالمطلب کی پیشانی سے میری ماں، میرا ٹھکانہ آمنہ کے رحم میں بنایا پھر مجھے دنیا میں سید المرسلین، خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین بنا کر ظاہر فرمایا۔

اے جابر! اسی شکل و صورت میں تیرے نبی کی آغازِ تخلیق ہوئی ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے حضرت آمنہ کو "امی" کے لفظ سے یاد فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ میرا ٹھکانہ دنیا میں جلوہ گر ہونے کے حضرت آمنہ کو اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا۔ ورنہ حضرت آمنہ کا اصل و جڑ بھی تو "محمد عربی" ﷺ ہے۔

لفظ "امی" کا معنی ٹھکانہ۔ "پناہ کی جگہ" اور "جائے قرار" بھی ہو گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے نبی کی صفت "امی" اس لئے ہے کہ وہ سب کی پناہ گاہ ہیں۔ خدا کی پوری خلقت اس کی حمایت اور دامنِ پناہ میں سانس لیتی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ ﷺ اصل کائنات ہیں کیونکہ حضرت محمد ﷺ اللہ کی طرف سے لفظ "کن" صادر ہونے سے پہلے ہی بحرِ وصال یعنی "ملن کے سمندر" میں تھا یعنی اللہ جل پاک سے جدا نہ تھا۔ اور قربت و نزدیکی کے جھولے میں جھولتے رہے اور شرابِ نبوۃ اور رسالت کا دودھ پیتے رہے۔ خاص ازل کے پستان سے برگزیدگی کا دودھ نوش فرمایا۔ اور ایسی محفوظ جگہ بلکہ لامکاں میں تھے۔ جس طرح پیارا، لاڈلہ، بچہ ماں کی گود میں رہتا ہے۔ جہاں کسی قسم کی تکلیف و اذیت محسوس نہیں ہو سکتی، وہ ازل کی گود میں تھا۔ اللہ پاک نے اپنے خاص لطف سے پرورش فرمائی اور مشاہدہ الٰہی میں صبح و شام ازل بسر ہوئی۔ اور اللہ پاک کے فضل و کرم کی حفاظت میں مقدس بن کر ہر مکر و فریب، قہر و غضب سے محفوظ و معصوم بن گیا۔

اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں فرماتے تھے۔ **اللھم واقیتہ لواقیہ الولد** اے اللہ مجھے ایسی حفاظت فرما جس طرح ماں بچہ کی حفاظت کرتی ہے۔ اور اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کی برگزیدگی کی تعریف فرمائی۔ اور ان کی نبوت کو ہر قسم کی دُھندلاپن اور کدورت سے پاک و لطیف بیان فرمایا اور اپنی عنایتوں کے بالاخانہ کی روشندان سے ازلی کلمات برسائے کسی مخلوق کے واسطے کے بغیر اور اپنے محبوب کو اللہ کی پیدا کردہ مخلوق کے حاصل کردہ علم کی طرف نہیں جھکایا، بلکہ ان کو رحمانی علوم کے سمندروں میں غوطہ لگوا کر علم الاوّلین و آخرین کا حامل بنا دیا۔

حضرت ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُمّی کے معنی اعجمی یعنی بے زبان ہیں کیونکہ ان کا محبوب ﷺ اس کے سوا سب سے بیگانہ ہے۔ صرف اُسی سے آشنا ہے اور جو کلام اُن پر نازل فرمایا یقینی طور پر اسی کا عالم ہے یعنی صرف ذاتِ الٰہی سے آشنائی رکھنے والا ہے۔ غیرِ خدا سے ان کا کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو اس لیے اُمّی فرمایا ہے کہ وہ دنیا و آخرت کی کسی چیز کی خبر نہیں رکھتے۔ مگر سوائے ان چیزوں کے جس کی خود خدا نے تعلیم دی ہے۔

اس لیے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے تھے کہ **ادبنی ربی فاحسن تادیبی** مجھے اللہ پاک نے ادب و سلیقہ سکھایا ہے اور بہت بہترین طور پر سکھایا ہے

Marfat.com

حضرت سرورِ کائنات ﷺ کی حالت اللہ کے ساتھ بالکل ایک طرح کی ہے یعنی وہ دوسرے کی طرف محتاج ہونے سے پاک ہیں کیونکہ وہ صرف اللہ بے نیاز ہی کے محتاج ہیں اور خدائے پاک کے سوا جملہ مخلوقات سے بے نیاز ہیں۔

جس طرح خدا تعالیٰ کُل سے بے نیاز ہے اسی طرح محبوبِ خدا، خدا کے سوا کُل سے بے نیاز ہیں۔ بے نیاز خدا کے محبوب ﷺ بھی کُل مخلوقات سے بے نیاز ہیں۔ یاد رہے کہ خالقِ نور کے محبوب ﷺ نورِ خالق ہیں۔ بے نیاز مولیٰ کے محبوب ﷺ بھی بے مثال و بے نظیر ہیں۔ علیم و خبیر خدا کے محبوب ﷺ بھی صاحبِ علماء الاوّلین و آخرین ہیں۔ بیتُ المعمور کے مالک کے محبوب ﷺ بھی بیت اللہ کے رکھوالے ہیں۔ مالکِ کل کے محبوب ﷺ بھی مالکِ میدانِ حشر ہیں۔ خالقِ عرش کے محبوب ﷺ بھی عرش کی زینت ہیں۔ رب العالمین کے محبوب ﷺ بھی رحمتہ للعالمین ہیں۔ رحیم کے محبوب ﷺ بھی رحیم ہیں۔ رؤف کے محبوب ﷺ بھی رؤف ہیں۔

یہاں پر حد ختم ہو جاتی ہے، حد بیحدی تک پہنچ کر بے حدی بن جاتی ہے۔ جیسے دریا سمندر سے جب مل جاتا ہے تو خود بخود سمندر بن جاتا ہے۔ وہاں پھر تمیز و فرق کرنے کی مجال باقی نہیں رہتی۔

خلاصہ اینکہ باعثِ کل، اصلِ موجودات اور جوہر مخلوقات ذات محمدی ﷺ ہیں۔ لہٰذا اللہ پاک نے ایک نازل اور لطیف لقب "اُمّی" کا عنایت فرما کر دو جہاں پر ثابت کر دیا کہ "وجود" صرف اللہ پاک اور اس کے محبوبؐ کے لئے ہے باقی سب عدم اور فنا کے دائرہ میں ہیں۔

عزیزانِ گرامی! بڑا مشکل اور نازک مقام ہے، مجھ میں اتنی اِستطاعت کہاں؟ کہ "نبی اُلامیؐ کی کماحقہ تشریح کر سکوں، پھر بھی حتی المقدر جذبہ حُبِّ نبی ﷺ کا دامن تھامے چند سطریں پیش کر دی ہیں۔ آخر میں حضرت حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قطعہ ہی میرے عجز و انکساری کا بیان ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

یا صاحب الجمال و یا سیدالبشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثنا کما کان حقہ'
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے پیکرِ حسن اور اے سرتاجِ انسانیت! یقیناً" (چودھویں کا) چاند آپ ہی کے نور افشاں چہرے سے دَرَخشاں (ہوا) ہے (پوری انسانیت بھی ایک زباں ہو کر) آپ کے اَوصاف و کمالات بیان کر پائے؟ یہ ممکن ہی نہیں! اس (بے پناہ) داستان کو یوں مختصر کرتا ہوں کہ خدا کے بعد آپ ہی کی ذات بزرگ و برتر ہے۔

"تحفۂ دُرُود شریف"

از شیخ الحدیث حضرت علامہ حبیب البشر خیری "رنگون"

Marfat.com
Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ

سرور دو جہاں کب سے ہیں

تحریر:۔ مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - انا ارسلنک بالحق بشیرا و نذیرا

"ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے آپ کو (اے محبوب مکرم ﷺ) حق کے ساتھ بشارت دینے اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا"۔ الایتہ۔

قرآن مجید کے مذکورہ ارشاد اور دیگر آیات طیبات سے انسانی ذہن میں پیدا ہونے والا سوال کہ بھیجا اُسے جاتا ہے روانہ اسے کیا جاتا ہے' آتا وہ ہے جو پہلے سے موجود ہو۔ نبی کریم ﷺ کائنات میں تشریف لانے سے پہلے کہاں تھے اور کب سے تھے۔ کتاب و سنت کی روشنی میں جوں جوں غور غوض کرتے ہیں تو اس حقیقت سے پردہ اٹھتا ہے۔ ترمذی تشریف اور مشکوٰۃ کے صفحہ 513 پر ہے

عن ابی ھریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی وجبت لک النبوۃ قال و ادم بین الروح والجسد

ترجمہ :۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب سے نبی ہیں آپ نے فرمایا ابھی آدم علیہ السلام روح و جسد کی منازل طے کر رہے تھے۔ عالم کون و مکان میں انسانی خلقت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہے اور آپ ﷺ اپنے نبی ہونے کا تذکرہ قبل از زمانہ خلقت آدم سے فرما رہے ہیں۔ نبی ہونا وصف ہے اور وصف کا تحقیق بغیر موصوف نہیں ہوتا۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے جنات اس سرزمین پر بس رہے تھے جسے ملائکہ نے پیش نظر رکھتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا تھا۔ **"اتجعل فیھا من یفسد فیھا" الایتہ** اور یہ جنات کے شروفساد پر قیاس تھا جو اس کرہ ارض پر جنات کا بسیرا ظاہر کرتا ہے اور اس سے بھی پہلے ملائکہ کی خلقت ملتی ہے سرور دو جہاں ﷺ کب سے ہیں۔ تفسیر روح

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

البیان میں ہے حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا جبریل اپنی زندگی میں تخمینہ تو بتاؤ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں مقام سدرہ میں عرش الٰہی کے نیچے ایک ستارا طلوع ہوتے دیکھا کرتا تھا جو ستر ہزار برس کے بعد طلوع ہوتا تھا میں نے اسے ستر ہزار مرتبہ دیکھا ہے (اگرچہ ستر کا عدد عرب میں کثرت کے لئے استعمال ہوتا ہے جو اس سے بھی زیادہ کی نشان دہی ہے) آپ نے پوچھا اے جبریل اس ستارے کو جانتے ہو عرض کی لا واللہ۔ نہیں تو آقا اس پر آپ نے فرمایا **انا ذالک الکوکب** یعنی وہ ستارہ جسے ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا دیکھا کرتے تھے وہ میں ہی تو تھا۔

مذکورہ بالا روایت ظاہر کرتی ہے امام ملائکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام اور جملہ ملائکہ سے پہلے آقائے دوجہان جلوہ گر تھے اور جبریل امین علیہ السلام نے اپنی پیدائش کے فورا" بعد ہی مشاہدہ فرمایا۔ مذکورہ روایات سے سرکار دو عالم ﷺ کا ملائکہ۔ جنات اور انسانوں سے قبل ہونے پر شواہد تو ملے مگر کب سے یہ بات ابھی واضح نہ ہوئی۔

حدیث قدسی جسے صحاح ستہ و دیگر کتب احادیث میں ذکر کیا گیا۔

"کنت کنزا" بخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق"

(الحدیث) "کہ میں چھپا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ کوئی مجھے جانے پہچانے تو میں نے ایک مخلوق بنائی"۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں حضرت عمران بن حفیس سے ایک طویل روایت نقل فرمائی جس میں ذکر ہوا

کان اللہ ولم یکن شیئی قبلہ' و کان عرشہ علی الماء

(الحدیث) مشکوٰۃ صفحہ 516 یعنی ذات باری تعالیٰ تھی اور اس سے قبل کچھ نہ تھا۔ مذکورہ روایات سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ ایک دور ایسا رہا جب ذات باری تعالیٰ کے سوا کچھ نہ تھا تو اللہ کریم نے ایک مخلوق کو تخلیق کیا۔ اس مخلوق کی نشان دہی پر سرکار کی اولیت کا پتہ چلے گا۔

حدیث مسند عبدالرزاق سے اول مخلوق کی نشان دہی اور جملہ ابہامات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ سیدنا جابر بن عبداللہ

Marfat.com

Marfat.com

انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے خبر دیں کہ وہ پہلی کون سی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

مدارج النبوۃ کی جلد ثانی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حدیث صحیح وارد شد "اول ما خلق اللہ نوری" یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا پھر تائیدا" حضرت جابر والی حدیث کا ذکر فرمایا۔

صاحب تفسیر روح المعانی علامہ محمود الوسی رحمۃ اللہ علیہ 27 ستائیسویں پارے میں لکھتے ہیں۔

"لذا کان نورہ ﷺ اول المخلوقات ففی الخبر اول ما خلق اللہ نور نبیک یا جابر"

یعنی حدیث شریف میں ہے کہ اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔

اس پر قرآن و سنت سے استشہاد موجود ہے کہ اول مخلوق نور مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے

قل ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ و بذالک امرت وانا اول المسلمین-(پارہ 8)

"اے محبوب مکرم ﷺ آپ ارشاد فرمادیں میری نماز' ارکان دین' زندگی اور موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے اسلام لانے والے سے ہوں"۔ آپ کا تمام مخلوق سے پہلے مسلمان ہونا آپ کے اول مخلوق ہونے کی نشان وہی ہے۔

حدیث شریف میں ہے **واللہ یعطی وانا قاسم**

(بخاری مسلم)

"اللہ کریم عطا فرمانے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں" جس کا اللہ کریم عطا فرمانے والا ہو۔ اس شے کا میں بانٹنے والا۔ اور اصول یہ ہے کہ بانٹنے والا بٹنے والی شے سے پہلے

ہوتا ہے جو واضح کرتا ہے کہ اللہ کریم نے پہلے خلقت نور محمدی ﷺ فرمائی پھر دوسری اشیاء کو پیدا فرمایا۔

حدیث اول۔ **ما خلق اللّٰہ الروح اول ماخلق اللّٰہ القلم** میں اولیت اضافی ہے اور نور مصطفوی میں اولیت حقیقی ہے۔

وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین بھی گواہ ہے کہ اولا" نور مصطفیٰ ہی تھا۔ کائنات مرحوم، آپ ﷺ راحم، راحم' مرحوم اس لئے آپ کا وجود کائنات پر مقدم۔

ان تمام کے سامنے آنے سے یہ بات کھلی کہ جس مخلوق کو اللہ کریم نے اپنی معرفت کے لئے پیدا فرمایا تھا وہ مخلوق نور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء تھا۔

انا من نور اللہ وکل خلائق من نوری کی توضیح میں علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں لکھا اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ مخلوق کو پیدا فرمائے نور کو چار میں تقسیم فرمایا (یاد رہے تقسیم کا یہ معنی اجزاء کی تقسیم کی بجائے یوں تصور کریں اس نور سے چار کرنیں پیدا فرمائیں) پہلے حصے سے قلم' دوم سے لوح' تیسرے سے عرش پھر چوتھے سے چار حصے اور اس میں سے پہلے سے آسمان دوسرے سے زمین تیسرے سے جنت و دوزخ پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے۔ پہلے سے مومنوں کی آنکھوں کا نور دوسرے سے دلوں کا نور وغیرہ۔

کل خلائق من نوری کی مثال حسی یوں سمجھیں جیسے گندم کے دانہ سے پودا۔ جس میں شاخیں پتے' ٹے وغیرہ سبھی امور۔ جس طرح پودا اپنے جملہ اجزاء کے ساتھ گندم کے دانہ میں اجمالا" موجود یا یوں سمجھ لیں گندم کے دانہ کو بکھیریں تو پودا پتے اور پودے کو سمیٹ دیں تو گندم کا دانہ بنے۔ بلاشبہ یوں سمجھ لیں کائنات کو سمیٹ دیں تو نور مصطفیٰ ﷺ بنے اور نور مصطفیٰ ﷺ کو بکھیر دیں تو کائنات بنے۔ (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم علیہ)

Marfat.com

Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ

تخلیقِ کائنات

(از عرفان رضوی)

دو لاکھ نوری سال بعد تخلیقِ نورِ محبوب ﷺ

نہ زمین ہے نہ آسماں' نہ عرش ہے نہ فرش' نہ چاند ہے نہ سورج' نہ نجوم ہیں نہ کواکب' نہ جن ہیں نہ انسان' نہ ملائک ہیں نہ حور و غلمان' نہ جنت ہے نہ دوزخ' نہ آگ ہے نہ ہوا' نہ مٹی ہے نہ پانی' نہ شرق ہے نہ غرب' نہ یمین ہے نہ یسار' نہ شمال ہے نہ جنوب' نہ فوق ہے نہ تحت' نہ جہت ہے نہ سمت' نہ زماں ہے نہ مکاں' نہ موت ہے نہ حیات' صرف ایک ذات وحدہ' لا شریک ہے' جس کی کوئی مثال ہے نہ نظیر' نہ ابتداء ہے نہ انتہا' احدیت ہے اور صمدیت' قدوسیت ہے اور سبوحیت۔

ایک خیال پیدا ہوتا ہے۔ میری اس قدر بلند و بالا اور باعظمت و شوکت شان مگر اسے جاننے والا معدوم اور پہچاننے والا عنقا' کیوں نہ اپنی ربوبیت عظمیٰ کا اظہار کروں' کیوں نہ ایک محبوب پیدا کروں۔ محبوب --- ہاں پیارا محبوب' محترم محبوب' معزز محبوب' ہاں وہ محبوب جو محبوب بھی ہو اور محب بھی' جو شاہد بھی ہو اور مشہود بھی' جو ظاہر بھی ہو اور باطن بھی' جو اول بھی ہو اور آخر بھی' جو کاشف بھی ہو اور مکشوف بھی۔ مگر اس محبوب کے لئے بھی تو ایک کائنات کا ہونا لابدی ہے۔ ایک مخلوق ہو جو میرے محبوب کی خدمت میں کمربستہ ہو' اس کا ذکر و شان بلند کرے' اس کی تعریف و توصیف اور مدح و ثناء سے سرشار ہو اور وہی کائنات میری ذات رفیع الشان کی معرفت بھی حاصل کرے۔ میرا محبوب تمام محبوبوں سے انوکھا اور نرالا اور افضل و اعلیٰ ہو' اور اسے سب سے آخر منصۂ شہود پر لایا جائے تاکہ اس پر تمام صفات و کمالات' صنائع و بدائع' محاسن و مدائح' فضائل و شمائل اور مکارم و محامد مختتم ہو جائیں۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اپنے نورِ لم یزل ولایزال سے ایک نور پیدا کر دیا جاتا ہے' ایک سراجِ منیر کی تخلیق ہوتی ہے' ایک پیکرِ نور ظہور پذیر ہوتا ہے مگر یہ نور اس کی قدرتِ کاملہ' خالقیتِ عامہ اور ربوبیتِ تامہ کا مظہرِ اتم ہے۔ وہ نور اس کا جزو نہیں کہ اس کا شریک و سہیم ہونے کا ظن و گمان کیا جا سکے کیونکہ نور ایک ایسی صفت ہے کہ اگر ایک چراغ سے لاکھوں کروڑوں چراغ بھی جلا دیئے جائیں تو اس کے نور میں کمی واقع نہیں ہو سکتی۔ وہ نورِ مطلق و نورِ لایزال جزو سے پاک ہے' کفو سے بے نیاز ہے' شریک و سہیم سے مُبرّا ہے' نظیر و مثال سے مُنزّہ ہے' نورِ محبوب محض اور محض اس کا ایک کلمہ ہے اور روح' حتیٰ کہ قادرِ مطلق کی تخلیق کلمہ کُن کی محتاج بھی نہیں ہے۔ جہاں وہ تسبیح و تہلیل کردگار میں مصروف ہو جاتا ہے۔ حمدِ الٰہی بیان کرتا ہے اور مصروفِ مشاہدۂ نورِ الٰہی رہتا ہے۔ خدائے عز اسمہ' وجل برہانہ کی حد سے زیادہ تعریف و توصیف کرنے کے سبب اس نورِ پاک کا نام احمد ﷺ رکھ دیا جاتا ہے یعنی وہ نورِ ذات خداوندی کی سب سے زیادہ حمد و ثنا کرنے والا ہے۔ نورِ حقیقت نورِ محبوب کی نورانی قندیل کو --- دو لاکھ نوری سال تک بکمال تزئین و تحسین اپنی بارگاہِ قدس میں سجائے رکھتا ہے۔ نوری سال کا حساب روشنی کی رفتار سے لگایا جاتا ہے۔

ملاء اعلیٰ کا ایک دن دنیوی ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے لہٰذا اس فی سیکنڈ کو ملاء اعلیٰ کے دو لاکھ نوری سال سے ضرب دینے سے گیارہ کروڑ تہتر لاکھ تیرہ ہزار نو سو بیس کھرب سال بنتے ہیں۔ لہٰذا اتنی مدت تک نورِ محبوب عالم تجرد میں عبادت و مشاہدہ جمال حق میں محو و مُستغرق رہتا ہے اور ذاتِ حق مشاہدۂ نورِ محبوب میں محو و مُنہمک رہتی ہے۔ سبحان اللہ۔

رب کریم کی ذات ذی الجلال اپنی ذاتِ مقدس و مُطہّر' اپنی ہستی منزہ و مبرا صفات اور اپنے کنزِ مخفی اور سرمعدوم مکتوم کی معرفت اور اپنے محبوب مقدس کو "محمد ﷺ" بنانے کے لئے تخلیقِ کائنات فرماتی ہے تاکہ اسی نورِ محبوب ...... سے پیدا ہونے والی مخلوق اس کی مدح و ثنا اور توصیف و تعریف سب سے زیادہ کرے۔

Marfat.com
Marfat.com

اس غرض سے وہ نورِ محبوب کو چار حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ ایک حصہ نور سے تمام کائنات کی تخلیق سے قبل قلم پیدا کیا جاتا ہے پھر ایک دانہ مروارید پیدا فرما کر اس سے لوحِ محفوظ کی تخلیق فرماتا ہے جس کی چاروں طرف یاقوت سرخ جڑا ہوا ہے۔ لوح و قلم کی تخلیق کے بعد پروردگارِ عالم قلم سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں "**اکتب**" قلم نہایت ادب و احترام کے ساتھ خداوند ذی الجلال سے استفسار کرتا ہے "**ما اکتب یا اللہ**" یا اللہ! میں کیا لکھوں؟ تو حکم ہوتا ہے "**اکتب ما کانَ وَ ما یکُوْن**" جو کچھ پہلے ہو چکا ہے وہ بھی لکھ ڈال اور جو کچھ آئندہ تاقیامت ہونے والا ہے سب کچھ لکھ ڈال، قلم عرض کرتا ہے میرے آقا و مولا! میرے خالق! میرے پروردگار! اس سے پہلے کیا ہو چکا ہے۔ ارشاد باری ہوتا ہے اس سے قبل میرے محبوب کے نور کی تخلیق ہو چکی ہے میں نے اسی کے سبب تجھے پیدا کیا ہے اور تمام کائنات اسی کے نور سے اور اسی کے لئے پیدا کروں گا۔ تو سب سے پہلے لوح محفوظ پر یہ کلمہ لکھ۔ "**لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**"۔ ہیبت و جلال خداوندی کے سبب قلم کی زبان میں شگاف پڑ جاتا ہے اور **لا الٰہ الا اللہ** نہایت ادب و احترام کے ساتھ لکھنے کے بعد **محمد رسول اللہ** کا کلمہ بصد محبت و شوق بہ صد عزت و توقیر اور بہ صد فخر و ناز لکھتا ہے۔

مسجد نبوی ﷺ میں عشاقانِ جلوۂ محبوبِ کردگار پروانوں کی مانند حلقہ باندھے بیٹھے ہیں۔ دحیہ کلبی کی شکل میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور دو زانو ہو کر بہ صد ادب و احترام آپ ﷺ کے حضور بیٹھ جاتے ہیں۔ مشاہدۂ جلوۂ محبوب ﷺ سے سرشار ہوتے ہیں پھر سرکار دو عالم ﷺ، نور مجسم ﷺ فرماتے ہیں۔ "جبرائیل علیہ السلام! اس وقت بھلا آپ کی عمر کتنی ہو گی؟"۔

"مکرم و محترم، مولا و آقا! اپنی عمر کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ البتہ اس قدر جانتا ہوں کہ معرضِ وجود اور مَنصۂ شہود پر آنے کے بعد میں اپنے کاشانہ قدوسی سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر عالمِ جبروت کی جانب دیکھا کرتا تھا اور کبھی کبھی کہیں دور بہت دور مجھے ایک ستارہ چمکتا ہوا دکھائی دیتا تھا وہ ستارہ ستر ہزار سال کے بعد

Marfat.com

چمکا کرتا تھا اور میرے آقا' میرے محبوب! عالم جبروت سے عالم ناسوت پر آپ ﷺ کی جلوہ افروزی سے پیشتر میں اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھ چکا ہوں۔ آقا و مولا! ملاء اعلیٰ کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے لہٰذا دنیوی حساب سے میری عمر کا اندازہ 365 دن کے سال کو ایک ہزار سے ضرب دے کر اٹھارہ ہزار تین سو چھیانوے کھرب سال ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ میری پیدائش کے بعد پہلی دفعہ وہ ستارا مجھے کتنی مدت بعد نظر آیا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام! کیا آپ کو معلوم ہے' وہ ستارا کون تھا؟

"آقا! اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں"۔

"جبرائیل علیہ السلام! اس ذات والا صفات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے' وہ ستارا میں تھا"۔

صحابہ کرام یہ سن کر بحرِ تفکر و تدبر اور ورطۂ حیرت و استعجاب میں غوطہ زن ہو جاتے ہیں۔ محققین پیدائش زمین کا زمانہ تین ارب سال بتاتے ہیں اور نورِ محبوب کی تخلیق اور پھر اس نور سے زمین کے علاوہ سات آسمان اور اس کے اندر لا محدود اور محیر العقول نظام شمسی اور وجود جنت اور پھر جہنم اور ان کے اوپر کے عوالم جبروت و لاہوت اور یاہوت وہاہوت اور عرش و کرسی پھر نوری و ناری مخلوق کی تخلیقِ تامہ یقیناً" طویل زمانوں میں ظہور پذیر ہوئی ہو گی۔ سبحان اللہ۔ یہ ہے عظمت و رفعتِ شانِ مصطفیٰ ﷺ۔

نور مصطفیٰ ﷺ کے دوسرے جزو سے تخلیق عرشِ عظیم معرضِ وجود میں آتی ہے پھر اس پر اٹھارہ برج بنائے جاتے ہیں۔ ہر ستون پر اٹھارہ ہزار کنگرے اور ہر کنگرے پر اٹھارہ ہزار قندیلیں منور کر دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد چار عظیم و مہیب فرشتوں کی تخلیق ہوتی ہے۔ ایک بہ صورت انسان' دوسرا بہ صورت شیر' تیسرا بہ صورت گاؤ اور چوتھا بہ صورت کرگس اور انہیں حاملانِ عرشِ عظیم بننے کا فریضہ و شرف بخش دیا جاتا ہے۔ وہ عرشِ بریں کو اٹھائے ہوئے ہیں اور ہمیشہ ان کا وظیفہ یہ تسبیح ہے۔

سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمته والهیبته والقدرۃ والکبریآء

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

والجبروت - سبحان الملک الحی الذی لا ینام ولا یموت سبوح قدوس ربنا و رب الملا ئکۃ والروح۔

"کیسی پاکیزہ مُنزّہ اور مقدس ہے وہ ذاتِ ستودہ صفات جو صاحبِ عالمِ ملکوت اور شہنشاہِ کون ومکاں ہے۔ وہ ذات بابرکات کیسی ہی پاک ہے جو صاحبِ عزّت و عظمت صاحبِ ہیبت و قدرت' صاحبِ کمال و جلال اور صاحبِ کبریائی و جبروت ہے۔ کیسی پاک ہے وہ ذات جو حاکمِ مُطلقُ العنان ہے۔ وہ ایسی حیّ و قیّوم ہے کہ نہ اسے نیند آتی ہے نہ موت۔ وہ طاہرو مُطہّراور مُنزہ و مُبّرا ہے وہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور ملا ئکہ اور ارواح کا بھی۔"

ربِّ کریم و رؤف و رحیم ان حاملینِ عرش کی اس تسبیح سے بے شمار اور لا تعداد ملا ئکہ پیدا فرما دیتے ہیں جو ہر وقت عرشِ بریں کی چاروں جانب تسبیحِ کردگار میں مصروف رہتے ہیں اور امتِ مسلمہ و مومنہ کے لئے عفو و آمرزش کے طلبگار رہتے ہیں۔

نورِ مصطفےٰ ﷺ کے تیسرے جزو سے بہشت کی تخلیق ہوتی ہے اور چوتھے سے عالمِ ارواح' عالمِ ملا ئکہ اور جملہ کائناتِ عالم' ملا ئکہ میں سب سے اول اور معزز جبرائیل علیہ السلام پھر میکائیل علیہ السلام' پھر اسرافیل علیہ السلام' پھر عزرائیل علیہ السلام کو پیدا فرمایا جاتا ہے اس کے بعد اس نورِ ازل کے چوتھے حصے سے چار اور حصے کر دیئے جاتے ہیں۔ ایک سے شرم' ایک سے عقل' ایک سے عشق کی تعمیر ہوتی ہے اور سب سے زیادہ معزز و محترم اور سب سے زیادہ برگزیدہ و مقدس جزو سے جسدِ مُطہّر سرورِ کَون و مکاں' سرمایۂ تزئین و تکوینِ عالم و عالمیان باعثِ فخرِانس وجاں جنابِ محمد مصطفےٰ ﷺ کی تخلیق ہوتی ہے۔

اس کے بعد خداوند جل اسمہ واعظم برہانہ و عم ذکرہ اسی دانہ مروارید کو حکم دیتے ہیں" پھیل جا" وہ پھیل جاتا ہے اور اس سے ایک عظیم الشان کرسی پیدا ہوتی ہے اس کے بعد اس کرسی کے نیچے ایک

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اور دانہ مروارید پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی جانب اپنا جلوہ ڈالتے ہیں تو وہ پانی بن جاتا ہے۔ اس پانی سے کف پیدا ہوتا ہے اس کے بعد قدرت خداوندی سے اسی پانی سے ایک دھواں دار آگ پیدا ہوتی ہے۔ آگ پانی کو گرم کر دیتی ہے جس سے بخارات اٹھ اٹھ کر کرسی کے قریب معلق ہو جاتے ہیں۔ اب یہ بخارات سرد ہو کر منجمد ہو جاتے ہیں اور سات اجزاء پر منقسم ہو جاتے ہیں۔ ایک حصہ پھر پانی بن جاتا ہے اور اس سے آسمانِ اول کی تخلیق ہوتی ہے۔ دوسرا حصہ تانبا بنتا ہے۔ جس سے آسمانِ ثانی تیار ہوتا ہے۔ تیسرا حصہ لوہا کی صورت اختیار کرتا ہے جس سے فلکِ ثالث کی تشکیل ہوتی ہے۔ چوتھا جزو چاندی کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اس سے فلکِ رابع کی تشکیل ہوتی ہے۔ پانچواں جزو سونا بن جاتا ہے اور یہ فلکِ خامس کے خمیر میں کام آتا ہے۔ چھٹا حصہ مروارید بنتا ہے جس سے آسمانِ ششم کی تعمیر ہوتی ہے۔ ساتواں جزو یا قوت ہے جو آسمانِ ہفتم بن جاتا ہے۔

آگ سے بے شمار اور اَن گنت سورج اور ستارے اور سیّارے معرضِ وجود میں آتے ہیں۔ ان بے شمار سورجوں میں جن کی تعداد دس کروڑ ہے' سب سے چھوٹا سورج ہمارا ہے جو ہماری زمین سے تیرہ لاکھ گنا بڑا ہے اور ہم سے نو کروڑ تیس لاکھ میل دور ہے - اس کی روشنی زمین تک 80 منٹ 20 سیکنڈ میں پہنچتی ہے اور زمین پر اس کی روشنی کا دو کروڑواں حصہ پہنچتا ہے - یہ سورج گردش میں رہتا ہے۔ کسی زمانہ میں اس کے قریب سے ہو کر ایک اور طاقتور سیارہ گزرا جس کی کشش سے اس سورج کے کئی ٹکڑے ہو گئے جن کے نام مشتری' زحل' عطارد' زہرہ' مریخ' زمین' یورانس' نیپچون اور پلوٹو ہیں۔ سورج سے جدا ہونے کے بعد یہ سورج کے گرد چکر کاٹنے لگے - ہزاروں سال کے بعد رفتہ رفتہ یہ گیس سے ٹھوس صورت اختیار کر گئے۔ ہماری زمین کی بھی یہی کیفیت ہے۔ زمین کے اردگرد کے بخارات پانی بن کر برس گئے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اور سمندر کی شکل اختیار کرلی اور جب پانی بطنِ زمین کے اُبلتے ہوئے لاووں میں داخل ہوا تو اندر کا مادہ باہر نکل کر پہاڑوں کی صورت اختیار کر گیا۔ چاند زمین کے آتشیں ٹکڑے سے جدا ہو کر بنا۔ گویا وہ زمین کا خوبصورت فرزند ہے۔

نورِلم یزل کی تخلیقاتِ عامہ اور صنائع و بدائع مطلقہ پر قربان جائیں۔ زمین کی اس آتشیں گیس سے اُس مقام پر جہاں خانہ کعبہ ہے' ایک تودہ خاک سرخ تشکیل پاتا ہے۔ بموجب حکمِ ایزدی جرائیل علیہ السلام' اور اسرافیل علیہ السلام اس کے کونے کھینچتے ہیں تو یہی پشتہ خاک زمین کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ اسی لئے مکہ مکرمہ کو ناف زمین کہا جاتا ہے کہ یہ ربع مسکوں کا مرکز ہے۔ ہمارے آفتاب کی روشنی ایک اور آفتاب سے جو ہم سے ایک سو کھرب میل دور ہے' آٹھ لاکھ گنا کم ہے۔ نظام شمسی میں کس قدر ستارے ہیں' ان کی تعداد اللہ اور اس کے اعلام سے رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سائنس نے انتہائی ترقی کرنے کے باوجود اب تک بیس کروڑ ستارے دریافت کئے ہیں۔ ہمارے سورج سے بڑے بے شمار سورج ہیں اور اس قدر ایک دوسرے سے دور ہیں کہ اگر ایک پر کھڑے ہو کر دوسرے کو دیکھا جائے تو وہ ایک چھوٹا سا ستارہ نظر آتا ہے۔ ستاروں' سیاروں' ثوابت اور شہاب کے علاوہ ایک کہکشانی نظام ہے۔ ایک کہکشاں راتوں کو ہمیں نظر آیا کرتی ہے۔ اس کا قطر ایک لاکھ نوری سال ہے۔ وہ سورج سے تیس ہزار نوری سال دور ہے اور وہ ایک کھرب ستاروں پر مشتمل ہے۔ ہماری کہکشاں کے علاوہ ایک ارب کہکشائیں اور بھی ہیں جن میں سے ہر ایک کے ستاروں کی تعداد ایک کھرب ہے۔ ان میں سے ہمارے سورج سے نزدیک ترین کہکشاں کا فاصلہ دس لاکھ نوری سال ہے اور بعید ترین کا فاصلہ پندرہ کروڑ نوری سال ہے۔

یہ تمام کہکشائیں نہایت سُرعت کے ساتھ ہم سے دور جا رہی

Marfat.com

ہیں اور خلاؤں کی صورت میں اضافے کا سبب بن رہی ہیں۔ بعید ترین کہکشاں چھہتر ہزار چار سو میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ہم سے دور جا رہی ہے۔ جب کہکشائیں ایک دوسرے سے دور ہٹ جاتی ہیں تو خالی جگہ میں نئی کہکشائیں بن جاتی ہیں۔ اللہ اللہ! یہ تمام کائنات نورِ مصطفیٰ ﷺ سے بنی ہے۔

یہی آتشیں مادہ جہنّم کی تعمیر میں بھی کارفرما ہے اور اسی سے جنّات کی تخلیق بھی ہوتی ہے اور انہیں زمین میں بسا دیا جاتا ہے۔ زمین میں قسم قسم کے درخت اور سبزیاں اگ آتی ہیں۔ اس کا صرف ایک حصہ خشکی پر مشتمل ہے اور اس کے گرد اگرد ہر سمت پانی ہے جو تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پانی کے کٹاؤ سے کہیں دریا بنتے ہیں، کہیں ندی نالے کہیں پہاڑ، کہیں گھاٹیاں، کہیں نشیب اور کہیں فراز۔ اگرچہ تخلیق کائنات کا یہ تمام عمل چھ دنوں میں پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے اور ساتویں دن یہ کارخانہ قدرت روبہ عمل ہو جاتا ہے۔ ارشاد ہے **خلق السموت والارض فی ستته ایام۔** مگر اس عمل کے تکمیلی اور ارتقائی مراحل طے کرنے میں لاکھوں سال صرف ہوئے چھے دنوں میں کائنات کی تخلیق اور ساتویں روز کارخانہ قدرت کا روبہ عمل آنا اس لئے ہے تاکہ لوگ بھی اپنے کاروبار سات دنوں پر منقسم کر لیں اور تعجیل سے کام نہ لیں کہ اس میں سراسر خسارہ ہے۔ نیز سات دن اس لئے مقرر کئے کہ خلقِ عالم اوقاتِ زمانہ کا تصور کر سکے۔ ایک دن سے مراد دنیوی دن نہیں ہے بلکہ تخلیق کے چھے مرحلوں میں سے ہر مرحلے کی تکمیل کی مدت کو دن سے تعبیر کیا گیا ہے جو لاکھوں سال کے برابر ہے۔

آتش گیر مادہ سے پیدا ہونے والی مخلوق یعنی جنّات صفحۂ ارضی پر فتنہ و فساد مچا دیتے ہیں، قتل و غارت کے مرتکب ہو جاتے ہیں، خونریزیاں کرتے ہیں۔ قزاقی اور زناکاری کی لعنت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور رب العالمین کی حکم عدولی اور نافرمانی میں مبتلا رہتے ہیں۔ یہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

زمین جہنم کا ایک نمونہ بن جاتی ہے۔ غیرت خداوندی جوش میں آ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہی جنات میں سے یوسف نامی ایک نبی کو ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث فرماتے ہیں۔ جنات اس نبی برحق کی تضحیک کرتے ہیں۔ اس کی تبلیغ کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے ہیں۔ ایمان بالتوحید و رسالت سے روگردانی کرتے ہیں۔ نبی مبعوث کو طرح طرح کی ایذائیں دے کر قتل کر دیتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ غضبناک ہو جاتے ہیں اور عزرائیل علیہ السلام کو فرشتوں کی ایک فوج کا سردار بنا کر بھیجتے ہیں جو تمام باغی جنات کو قتل کر ڈالتے ہیں اور صرف وہ جنات بچ جاتے ہیں جو نبی مبعوث پر ایمان لائے تھے۔

دوزخ کی پہنائیوں میں بھڑکتی ہوئی آگ کے اندر دو صورتیں پیدا ہوتی ہیں' ایک شیر اور دوسری مادہ بھیڑیا۔ ان دونوں کے ملاپ سے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ تینوں جنات پھر زمین کی جانب منتقل ہو جاتے ہیں۔ یہ بچہ جوان ہوتا ہے۔ اس کی نسل زمین میں پھیل جاتی ہے اس کے یہاں ایک پوتا پیدا ہوتا ہے۔ اس کا نام ابلیس اور عَزازِیل رکھ دیا جاتا ہے۔ بچہ نہایت نیک ہے جوان ہوتا ہے' ہمہ اوقات عبادت الٰہیہ میں مستغرق رہتا ہے۔ چالیس ہزار سال تک زمین کے چپہ چپہ پر خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں سجدہ ریزیاں اور جُبہ سائیاں کرتا ہے۔ جنات کو تبلیغ و ہدایات کرتا ہے اور مُفسِدوں کو قتل کرتا ہے۔ خداوند قدوس اسے زَبَرجَد کے دو پر عطاء کر دیتے ہیں۔ وہ زمین سے پرواز کرتے کرتے آسمان پر پہنچ جاتا ہے۔ چالیس ہزار سال تک آسمانِ اول میں عبادت خداوندی کرتا ہے اور سر بسجود رہتا ہے۔ وہاں اس کا نام خاشع یعنی اللہ سے ڈرنے والا رکھ دیا جاتا ہے پھر وہ دوسرے آسمان کے چپہ چپہ پر چالیس ہزار سال تک سجدہ ریزیاں کرتا ہے۔ وہاں وہ عابد کے نام سے شہرت پاتا ہے۔ اسی طرح وہ ایک ایک کر کے تمام آسمانوں پر چالیس چالیس ہزار سال تک سجدے کرتا ہے اور فرشتوں سے زائد' صالح' ولی' مرشد اور ہادی کے القاب حاصل کرتا ہے۔ آخر وہ عرش

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

معلّٰی پر پہنچتا ہے اور وہاں دو لاکھ سال تک طویل عبادت اور سجدے کرتا رہتا ہے۔ وہاں سے ایک دن اچانک اس کی نگاہ لوحِ محفوظ پر پڑ جاتی ہے وہاں اسے لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ "ایک بندہ خدا چھ لاکھ سال عبادت خداوندی میں مصروف رہے گا مگر صرف ایک سجدہ نہ کرنے کی بنا پر مردود ہو جائے گا اور اس کی تمام عبادات اور تمام ریاضتیں اکارت جائیں گی"۔ عزازیل اس نوشتہ تقدیر کو پڑھ کر رونے لگ جاتا ہے ایک آواز آتی ہے۔

"عزازیل! جو بندہ میرے حکم سے روگردانی کرے' اس کی کیا سزا ہو سکتی ہے؟"

میرے مولا! میرے پروردگار! تیرے حکم سے روگردانی کرنے والا سخت ظالم ہو گا' اس کی سزا لعنت ہے۔

"اے عزازیل! یہ فتوٰی بہت کار آمد اور قابلِ برداشت ہے اسے لکھ کر اپنے پاس محفوظ کر لے۔"

عزازیل فوراً" لکھ کر اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور عرض کرتا ہے۔ " مولا! میں نے فتوٰی لکھ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے"۔

"خوب ہے خوب۔ عزازیل"

اس کے لئے بیتُ المعمور فلک میں ایک عالی شان تختِ زر نگار بچھا دیا جاتا ہے۔ فرشتے اس کی تعظیم و تکریم اور ادب و احترام کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہ ہر روز ستر ہزار فرشتوں کی ایک جماعت لے کر زمین پر جاتا ہے اور بیت المعمور مکہ کا حج کرتا ہے اور ملائکہ کا معلم بن کر اسرار و رموزِ وحدانیت کی تدریس کرتا ہے۔ عزازیل شانِ بزرگانہ اور استادانہ کے ساتھ چالیس ہزر سال تک مصروفِ تبلیغ و ہدایت' پندو موعظت' درس و ابلاغ اور محوِ حج بیت المعمور رہتا ہے۔ فرشتے آپس میں مشورے کرتے رہتے ہیں کہ اگر ہم میں سے کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو ہم اپنے استاد معظم و مکرم کو اپنا شفیع بنائیں گے کہ وہ مقبول و مقرب بارگاہ خداوندی ہیں۔

Marfat.com

اچانک لوحِ محفوظ سے نورانی نقاب اٹھ جاتے ہیں اور فرشتوں کی نگاہ بھی اسی نوشتۂ تقدیر پر پڑ جاتی ہے۔ سب فرشتے گریہ و زاری کرنے لگ جاتے ہیں۔ استاد گرامی ان کی اس حالت زار کو دیکھ کر استفسار فرماتے ہیں۔

"میرے عزیز شاگردو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس قدر آہ و نالہ اور چیخ و پکار میں مصروف ہو؟"

"استادِ محترم! ہم نے لوحِ محفوظ پر پڑھا ہے کہ ایک فرشتہ مردود و ملعون ہو جائے گا۔ اس غم میں نڈھال ہو رہے ہیں اور گریہ وزاری کر رہے ہیں۔ معلوم نہیں ہم میں سے وہ کون بد نصیب ہو گا..... استادِ مکرم! آپ مقبول بارگاہ خداوندی ہیں۔ ہماری شفاعت دربار ایزدی میں فرمائیں تاکہ یہ لعنت ہمارے سر نہ پڑے"۔

"ملائکہ عابدین! فکر کی کوئی بات نہیں۔ ہم سب عابد' زاہد' صالح' خاشع اور قانت ہیں اگرچہ نوشتۂ تقدیر زائل نہیں ہو سکتا مگر ہم میں سے ایسا کوئی نہیں جو اس جرم اور اس سزا کا حامل ہو۔ میں تو اس نوشتے کا قائل نہیں اللہ پاک نے یہ صرف ڈرانے کے لئے لکھا ہے"۔

"شکر ہے خداوندِ ذی الجلال کا مگر ہم پھر بھی خائف ہیں اور ہمیشہ اس ناگہانی آفت کے نزول سے خوفزدہ رہیں گے اور محو گریہ وزاری رہیں گے"۔

"تمہاری مرضی، تمہیں کوئی فکر ہو گی مگر مجھے تو اس بات کا کوئی خدشہ نہیں ہے"۔

فرشتے اسی اطاعت' اسی عبادت' اسی تسبیح و تہلیل اور اسی ذکر و فکر میں مستغرق ہو جاتے ہیں مگر خوفِ ارتداد و لعنت سے کانپتے رہتے ہیں اور گریہ و نالہ ان کا شعار بن جاتا ہے اور اسی نہج پر مزید چالیس ہزار سال گزر جاتے ہیں۔

نورِ محبوبِ ازل ﷺ کی تخلیقِ طیبہ و طاہرہ کے دو لاکھ نوری سال کے بعد تخلیقِ ملائکہ بیس ہزار کھرب سال میں پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے

Marfat.com
Marfat.com

اور پھر تخلیقِ کائنات علوی و نظامِ شمسی بیس کروڑ سال میں مکمل ہوتی ہے۔ سورج سے جدا ہو کر قشرِ زمین دو کروڑ ستر لاکھ سال میں سرد ہوتا ہے پھر پندرہ کروڑ سال میں پہاڑ، دریا، وادیاں اور چٹانیں بنتی ہیں۔ اس کے بعد سات کروڑ سال تک نباتات و حیوانات کی تخلیق کا سلسلہ جاری رہتا ہے پھر ایک کروڑ سال کے بعد مادہ آتشیں سے جنات معرض وجود میں آتے ہیں۔ زمین کی عمر کا تخمینہ تین ارب سال اور پہاڑوں کی عمر تقریباً ایک ارب سال ہے۔ سبحان اللہ العظیم۔

پیدا ہوا محبت و الفت کا جب شعور — نورِ خدا سے نورِ نبی کا ہُوا ظہور
نورِ نبی سے خلقتِ کون و مکاں ہوئی — تخلیقِ آسمان و زمین و زماں ہوئی
یہ مہر و مہ، نجوم و کواکب، یہ کہکشاں — نورِ نبی کا ادنیٰ سا پَر تو ہے بے گماں
دریا بنے، پہاڑ بنے، وادیاں بنیں — پھولوں پھلوں سے جھولیاں امید کی بھریں
نورِ نبیؐ پاک سے حور و مَلک بنے — دوزخ بنا اسی سے اور فردوس سج گئے
پھر نورِ مصطفیٰ سے جو پیدا زمیں ہوئی — تخلیقِ جنّ و انس کی منزل قریں ہوئی
کیونکر نہ شورِ فتنہ جہاں میں بھلا مچے — جنّات پیدا ہو کے زمیں میں جو بس گئے
ابلیس ایک ان میں تھا طاعت شعار بھی — زاہد بھی، پارسا بھی اور سجدہ گزار بھی
اس نے زمیں میں ہر جگہ سجدہ ادا کیا — پھر بہرِ سجدہ ریزی فلک پر وہ چڑھ گیا
اس نے فلک پہ اس قدر سجدے کیے ادا — کہ وہ ملائکہ کا بھی استاذ بن گیا
اتنا تھا ناز اس کو عبادت پہ اے ندیم — دنیا میں سمجھتا کسی کو نہ تھا سہیم
ملعون ہونا اس کے نصیبے میں تھا لکھا
عرفان بڑھا نہ تو بھی کبھی اس قدر انا

"بینات"

تحریر:۔ عرفان رضوی صاحب

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

تخلیقِ اوّل نورِ محمدی ﷺ

(از علامہ عبدالرزاق چشتی بھترالوی)

و روی عبدالرزاق بسندہ عن جابر بن عبداللہ قال قلت یا رسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شئی خلقہ اللہ تعالٰی قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالٰی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ فجعل ذالک النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ ولم یکن فی ذالک الوقت لوح ولا قلم ولا جنتہ ولانار ولا سماء ولاارض ولاشمس ولا قمر ولا جنی ولاانس۔(زرقانی ج ص 49' الانوار المحمدیتہ ص 13' مواہب)

عبدالرزاق نے اپنی سند سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان مجھے یہ خبر دیجئے کہ تمام چیزوں سے پہلے اللہ تعالٰی نے کسے پیدا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر بے شک اللہ تعالٰی نے تمام اشیاء سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا' پھر وہ نور اللہ تعالٰی کی قدرت سے جہاں بھی اسے منظور تھا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم اور نہ جنت اور نہ دوزخ اور نہ فرشتے اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ سورج اور نہ چاند اور نہ جنّ اور نہ انسان تھے۔

خیال رہے کہ یہ حدیث مولوی اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی نے اپنی کتاب نشرالطیب میں بھی نقل کی ہے۔

عن العرباض بن ساریۃ عن رسول اللہ ﷺ انہ قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ (شرح السنہ' مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ص 513' مواہب مع

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

زرقانی ص 39)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت خاتم النبیین تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی تک اپنے خمیر میں تھے۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی اپنی کتاب نشرالطیب میں بیان کرتے ہیں کہ اسے احمد' بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور مشکوٰۃ میں یہ حدیث شرح السنہ سے مذکور ہے۔

اس حدیث پاک کی وضاحت میں استاذی المکرم حضرت علامہ ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں " اس حدیث پاک سے آنحضرت ﷺ کا تحقیقاً" آدم علیہ السلام سے قبل نبی ہونا بھی ثابت اور خاتم النبیین کے منصب پر فائز ہونا بھی ثابت موجود ہونا بھی ثابت اور آپ ﷺ کی حقیقت کا نور ہونا بھی ثابت' کیونکہ بشروں کا باپ بعد میں پیدا کیا جا رہا ہے اور آپ ﷺ کی حقیقت پہلے ہی موجود و متحقق تھی اور ان صفات وکمال کے ساتھ موصوف و متصف"۔

اس مقام پر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے بیان کردہ نکتہ اور ایک توہم کا ازالہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیں" اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ شائد مراد یہ ہے کہ میرا خاتم النبیین ہونا مقدر ہو چکا تھا سو اس لئے آپ ﷺ کے وجود کا تقدم آدم علیہ السلام پر ثابت نہ ہوا۔ جواب یہ ہے اگر یہ مراد ہوتی تو آپ ﷺ کی کیا تخصیص تقدیر تمام اشیاء مخلوقہ کی ان کے وجود سے مقدم ہے' پس یہ تخصیص خود دلیل ہے اس کی کہ مقدر ہونا مراد نہیں بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہے مثبت لہ کے ثبوت کی' پس اس سے آپ ﷺ کا وجود کا تقدم ثابت ہو گیا اور چونکہ مرتبہ بدن متحقق نہیں تھا اس لئے نور اور روح کا مرتبہ متعین ہو گیا"۔

اس سوال و جواب نے واضح کر دیا کہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت محض علمِ الٰہی کے لحاظ سے نہیں تھی بلکہ خارج اور واقع میں آپ ﷺ کا نورِ انور اور روحِ اقدس اور حقیقت محمدیہ ﷺ اس صفت کمال کے ساتھ موصوف و

Marfat.com
Marfat.com

متصف تھی اور یہی ہمارا نظریہ و عقیدہ ہے کہ بشریت کے لحاظ سے اولادِ آدم بھی ہیں مگر حقیقت کے لحاظ سے اصلِ موجودات ﷺ ہیں اور آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام کی اس لحاظ سے آپ ﷺ بنیاد ہیں۔

یہی تھانوی صاحب ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں'

سوال یہ ہے جب انبیاء علیہم السلام موجود ہوتے تو ان کے خاتم کا موجود ہونا بھی متصور ہو سکتا تھا' جب ان کا بلکہ ان کے والد اور معدن واصل کا وجود نہیں تھا تو آپ ﷺ خاتم النبیین کس طرح ہو گئے' تھانوی صاحب کی زبانی سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

"اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپ ﷺ کو چالیس برس کی عمر میں عطاء ہوئی اور چونکہ آپ ﷺ سب نبیوں کے بعد مبعوث ہوئے اس لئے ختم نبوت کا حکم دیا گیا' یہ وصف تو خود تاخیر کو مقتضی ہے۔

جواب یہ ہے کہ یہ تاخیر مرتبہ ظہور میں ہے' مرتبہ نبوت میں نہیں' جیسے کسی کو تحصیلداری کا عہدہ آج مل جائے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہو گا کسی تحصیل میں بھیجنے کے بعد"۔

یعنی جس طرح اس تحصیلدار کے منصب کا لوگوں کو علم اس وقت ہو گا جب وہ تحصیل میں جا کر چارج سنبھالے گا وہ اس وقت معلوم کریں گے کہ یہ ہمارے تحصیلدار صاحب ہیں' حالانکہ سرکار کے نزدیک وہ اس وقت سے تحصیلدار ہے جب اسے نامزد کیا گیا۔ تو نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین کے مرتبہ پر اس وقت فائز ہو چکے تھے' جب آدم علیہ السلام ہنوز عالم آب و گل میں تھے - اگرچہ لوگوں کو اس وقت پتہ چلا جب آپ ﷺ کا ظہور ہوا۔ الغرض ظہور اگرچہ بعد میں ہوا لیکن وجود پہلے تھا اور یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ حقیقتِ نوریہ کے لحاظ سے آپ اصلِ موجوادت اور بنیادِ آدم علیہ السلام ہیں' اگرچہ ظہور اور نشاۃِ دنیویہ کے لحاظ سے اولادِ آدم ہیں۔ (تنویر الابصار از ص 19)

"عن ابی هریرة قال قالوا یا رسول اللہ متی وجبت

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

لک النبوۃ قال و اٰدم بین الروح والجسد "(ترمذی، مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ص 513، زرقانی ج اص 34)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ﷺ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا جس وقت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے، یعنی ان کے جسم میں جب جان بھی نہیں آئی تھی میں اس وقت سے نبی ہوں۔

اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے اور ایسے ہی الفاظ میسرہ ضبی کی روایت میں بھی آئے ہیں، امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اسے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کی تصریح کی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے پوچھنے اور سوال کرنے سے کہ آپ ﷺ کب سے نبی بنے ہو، پتہ چل گیا کہ جن کے گھر آپ ﷺ پیدا ہوئے اور عمر شریف کے چالیس سال گزارے تھے اور اس قدر طویل عرصہ گذارنے کے بعد نبوت کا اعلان فرمایا جب وہ اس طرح سوال کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آپ ﷺ کب سے نبی ہیں تو معلوم ہوا کہ ان کے ایمان نے گواہی دی کہ نبی اکرم ﷺ نے اگرچہ نبوت کا اعلان اور اظہار چالیس سال کے بعد کیا لیکن آپ ﷺ نبی بنے ہوئے پہلے کے تھے۔ انہوں نے یہ نہیں پوچھا کہ تم نے اعلانِ نبوت و رسالت کب فرمایا، بلکہ پوچھا ہے " **متی و جبت لک النبوۃ یا رسول اللہ** آپ کے لئے یا رسول اللہ ﷺ نبوت کس وقت سے ثابت ہے؟

اور نبی کریم ﷺ کا یہ جواب کہ میں اس وقت سے نبی ہوں جب تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی روح ابھی ان کے جسم میں پھونکی نہیں گئی تھی، صحابہ کرام کے اس نظریہ و عقیدہ پر مہر تصدیق ہے کہ تم نے درست سمجھا، واقعی میں عمر شریف کے چالیس سال گزار کر نبی نہیں بنا بلکہ اس وقت سے یہ منصب اور اعزاز مجھے حاصل ہے جب کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

السلام کے تن بدن میں جان نہیں آئی تھی۔

اس روایت کو ترمذی شریف میں نقل کیا گیا ہے اور ترمذی شریف حدیث کی وہ کتاب ہے جس کے متعلق محدثین نے فرمایا' جس کے گھر میں یہ کتاب موجود ہو وہ یوں سمجھے کہ رب تعالیٰ کا رسول میرے گھر میں موجود اور تشریف فرما ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو موضوع اور من گھڑت بھی نہیں کہا اور ضعیف بھی نہیں کہا' بلکہ انہوں نے اس کو حسن کہا ہے۔ اصول حدیث میں یہ واضح ہے کہ حسن حدیث حُجت و دلیل اور سند ہو سکتی ہے۔

اور پھر اشرف علی تھانوی صاحب نے تصریح کر دی ہے کہ میسرہ ضبی کی روایت میں بھی اس طرح کے الفاظ آتے ہیں' گویا یہ روایت دو صحابیوں سے مروی ہوئی اس طرح کل چار صحابیوں (حضرت جابر بن عبداللہ انصاری' حضرت عرباض بن ساریہ' حضرت ابوہریرہ اور حضرت میسرہ ضبی رضی اللہ عنہم) کی شہادت اور گواہی اب تک آ چکی ہے کہ آنحضرت ﷺ نور ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق و ایجاد سے پہلے نبوت و رسالت اور خاتم النبیین کے منصب پر فائز ہو چکے تھے۔

علاوہ ازیں اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے جو اہل سنت کے چوتھے امام ہیں اور امام ابو حنیفہ' امام مالک اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہم کے بعد ان کا درجہ ہے۔

پھر امام بخاری نے اس کو اپنی تاریخ میں اور امام بخاری کے استاد ابو نعیم نے اس کو حلیہ میں نقل کیا ہے اور حاکم جیسے محدث نے اس کی تصحیح کی حاکم وہ محدث ہے جس نے بخاری و مسلم سے رہ جانے والی صحیح احادیث کو جمع کیا ہے اور اس کتاب کا نام مُستدرک رکھا ہے۔ (تنویر الابصار از ص 22)

کتاب تذکرۃ الانبیاء
از علامہ عبدالرزاق چشتی بھترالوی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

از میاں عبدالرشید

اللہ اللہ کس کی عظمت کا تذکرہ ہے کہ قلم سرنگوں ہے۔ خیالات بادل کی طرح امڈے چلے آتے ہیں۔ جذبات میں طوفان اٹھ رہا ہے۔ آنکھوں میں آنسو مچل رہے ہیں۔ کہاں یہ فقیر راہ نشین اور کہاں وہ شہِ لولاک ﷺ جن کی تعریف میں خود خالق رطبُ اللِسان ہے۔ جو صرف عالمِ انسانی کے لئے رحمت نہیں بلکہ سارے عالموں کے لئے رحمت ہیں۔ جن پر خود خالق کو ناز ہے اور وہ اور اس کے فرشتے اُن پر درود بھیجتے ہیں جن پر درود و سلام بھیجنا مومنوں پر فرض ہے اور عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ جن کی متابعت حق تعالیٰ کی محبوبیت کے بلند ترین مقام پر پہنچا دیتی ہے۔ جن کی نگاہِ فیض رساں خاک کو زرِ خالص ہی نہیں بلکہ کیمیا اثر بنا دیتی ہے۔ جنھوں نے نئے زمانوں کے دروازے کھولے' نئے انسان بنائے' ان کی ترقی کے امکانات کو نئی وسعتیں عطا فرمائیں۔ انسان کو عظمت کی اُس معراج تک پہنچا دیا کہ فرشتے اس کی مجالسِ ذکر میں بیٹھنا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں جسے وہ خون بہانے والا کہتے تھے' بدر میں اس کے ساتھ ہو کر خون بہایا۔

فرشتوں کے سردار جبرائیل امین علیہ السلام کو شبِ معراج آپ ﷺ کی عناں گیری پر ناز ہے۔ انبیاء و رُسل آپ ﷺ کی شفاعت کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ حکمت و دانش آپ ﷺ کے قدم چومتی ہے۔ عشق و مستی آپ ﷺ کے جلو میں چلتی ہے۔ حکمت کے موتی لٹا دیئے' کیف و مستی کے میخانوں کے منہ کھول دیئے' اہلِ دانش ایک طرف دامن پھیلائے کھڑے ہیں' اہلِ محبت دوسری

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

طرف سراپا نیاز ہیں۔ یہ سیدِ کونین ﷺ کے ارشادات سے جھولیاں بھر بھر کے لے جا رہے ہیں وہ ان کی نگاہوں سے پیالے بھر بھر کے پی رہے ہیں۔ یہ بھی مطمئن وہ بھی شاد کام۔

آپ ﷺ کا سینہ قرآن پاک کا متحمل ہوا جو اگر پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ خشیتِ الٰہی سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ آپ ﷺ صرف پیغمبر نہ تھے بلکہ قرآنِ مجسّم تھے۔ قرآن لائے تو اس کی عملی تفسیر بھی پیش کی۔ آپ ﷺ حق و باطل کا معیارِ مُطلق تھے جسے سَنَدِ قبولیت عطا فرمائی وہ نیکی ہے' جسے ردّ فرمایا وہ بدی ٹھہری۔

کائنات کا خلاصہ انسان ہے اور انسانیت کا خلاصہ حضرات انبیاء و رُسُل ہیں اور نبیوں اور رسولوں کے سرتاج ہمارے حضور پُر نور ﷺ ہیں۔ حق تعالیٰ کا حُسنِ گنجینہ مخفی تھا اس نے چاہا کہ پہچانا جائے' کائنات اس کی صفات کا اظہار تھا بہت خوب اظہار' مگر شعور و احساس سے خالی پھر حضرت آدم تشریف لائے۔ رُوئے زمین پر حق تعالیٰ کے نائب فرشتوں نے انہیں سجدہ کیا کیونکہ حُسن کا پہچاننے والا آ پہنچا تھا۔ بازارِ ہستی میں رونق آ گئی' ہنگامۂ حق و باطل بپا ہوا' ویرانۂ کائنات آباد ہوا پھر نوح علیہ السلام آئے' ابراہیم علیہ السلام آئے' موسیٰ علیہ السلام آئے' عیسیٰ علیہ السلام آئے'۔ یہ سب قافلۂ عشق کے ممتاز راہی تھے مگر سالارِ قافلہ کے منتظر' اسکی آمد کی خبر دینے والے اس کے لئے راستہ صاف کرنے والے' اس کی راہ میں آنکھیں بچھانے والے۔ پھر وہ آیا جو مقصودِ کائنات تھا جس کا تصوّر تخلیقِ کائنات سے پہلے خالقِ کائنات کے ذہن میں تھا جو اُس وقت بھی موجود تھا' جب آدم ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھا۔

عہدِ پیغمبراں

عالَمِ اَرواح میں جُملہ انسانوں سے' عہدِ اَلَست لیا گیا تھا' حق تعالیٰ نے سب سے فرمایا "کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب نے عرض کیا! بلیٰ "(ہاں) ہم گواہی دیتے ہیں (کہ آپ ہمارے رب ہیں)" اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا تم سے یہ عہد اس لئے لیا گیا ہے کہ (کل) روز قیامت تم یہ نہ کہو کہ ہم وجودِ باری تعالیٰ سے غافل تھے۔ (الاعراف آیتہ 176) اسی کا نتیجہ ہے کہ ہر شخص کی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

نہاد میں اللہ تعالیٰ کے وجود کا احساس اور اقرار موجود ہے۔

عہدِ اَلَست تو جُملہ اولادِ آدم سے لیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ عالَمِ اَرواح میں دو خاص عہد پیغمبروں سے بھی لیئے گئے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر حضرات کی اَرواح ہی دوسروں سے مختلف اور ممتاز تھی گویا پیغمبر اس دنیا میں آنے سے پہلے بھی پیغمبر تھے اور باقی سب سے افضل تھے جناب رسولِ پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ آپ ﷺ اُس وقت بھی پیغمبر تھے جب آدم ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے یعنی جب ابھی پہلے انسان کا بدن وجود میں نہیں آیا تھا۔ سورة الاحزاب میں ارشاد ہے (ترجمہ) "اور جب ہم نے انبیاء سے ان کا عہد لیا اور آپ اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابنِ مریم سے (خاص طور پر عہد لیا) اور ہم نے ان سب سے پکا عہد لیا (کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے میں اپنی پوری کوشش صَرف کردیں گے) تاکہ اللہ تعالیٰ سچّوں سے ان کی راستی کے بارے میں پوچھے (حق گویان یعنی پیغمبران سے ان کے پیغامِ حق کے بارے میں روزِ قیامت سوال کرے) اور جو لوگ پیغمبروں پر ایمان نہ لائیں گے اُن کے لئے المناک عذاب تیار ہوگا۔ (آیات 8.7)

اِس آیہ مبارکہ میں یہ بات خاص طور پر قابلِ توجہ ہے کہ جُملہ انبیاء میں سے پانچ انبیاء کو مخصوص کیا گویا یہ پانچ درجہ میں باقی سب انبیاء سے افضل ہیں۔ تیسرے پارہ کا آغاز اسی بات سے ہوتا ہے کہ یہ جو ہمارے رُسُل ہیں ہم نے اِن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

اس آیت کی دوسری قابلِ غور بات یہ ہے کہ ان پانچ افضل رُسُل میں سے چار اسی ترتیب سے آئے جس کے مطابق وہ دنیا میں مَبعوث ہوئے لیکن ہمارے حضورِ اکرم ﷺ کا اِسمِ مبارک سب سے پہلے لایا گیا حالانکہ آپ ﷺ کی بعثت سب سے بعد ہوئی۔ اس طرح اُولُوالعَزم رُسُل پر آپ ﷺ کی فوقیت کا اظہار فرمایا۔ اس آیہ مبارکہ میں تیسری قابلِ غور بات یہ ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کے لئے لفظ "مِن" علیحدہ ہے اور باقی چاروں حضرات کے لئے علیحدہ۔ اس سے اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب ﷺ جو کام سرانجام دیں گے وہ خاص اور ممتاز ہوگا۔ بہ الفاظ انبیاء کہ جو مشن ہے وہ آپ ﷺ کے ذریعہ انجام کو پہنچے گا

Marfat.com

اور یہی ہوا پیغمبروں سے عالمِ اَرواح میں جو دوسرا عہد لیا گیا اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ باقی سب پیغمبر حضور ﷺ کے لئے میدان ہموار کرنے کے غرض سے آئے تھے کیونکہ اُن سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ وہ اپنے ماننے والوں کو تاکید کرتے جائیں کہ جب حضور ﷺ تشریف لائیں تو وہ آپ ﷺ کا ساتھ دیں۔

مقصودِ کائنات

ایک حدیثِ قُدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں یہ اَفلاک (کائنات) پیدا نہ کرتا۔

کائنات کا خلاصہ انسان ہے اور رسولوں کے سرتاج ہمارے حضور پُر نور ہیں۔ چنانچہ سورۃ الاحزاب میں جہاں نبیوں سے عہد لینے کا واقعہ مذکور ہے وہاں آپ ﷺ کا اسمِ گرامی سب سے پہلے رکھا۔ حضرت نوح علیہ السلام' ابراہیم علیہ السلام' موسیٰ علیہ السلام' عیسیٰ علیہ السلام کے نام بعد میں رکھے۔ اگرچہ یہ چاروں حضرات انبیاء علیھم السلام میں منتخب اور عہد ساز شخصیتیں ہیں۔

حق تعالیٰ کا حُسنِ گنجینہ مخفی تھا۔ اُس نے چاہا کہ پہچانا جائے۔ کائنات اُس کی صفات کا اظہار تھا' بہت خوب اظہار' حُسنِ مُطلق نے جذبۂ اظہار کے تحت یہ کائنات تخلیق فرمائی' جو حسین' پُراز حِکمت بامقصد اور منفعت بخش تھی۔ کیونکہ حکمت' مقصدیّت اور اَفادیّتِ حُسن' خواص ہیں۔ یہاں کی ہر شے حَسین تھی۔ ہر شے منفعت بخش تھی۔ یہاں کے ہر کام میں حکمت تھی۔ ہر کام کا مقصد تھا۔ کائنات اپنی تمام تر رنگینیوں' لطافتوں اور حکمتوں کے ساتھ موجود تھی' مگر کوئی اس سے لطف اٹھانے والا نہ تھا۔ کوئی اس کی حکمتوں کو سمجھنے والا نہ تھا۔ کوئی اس کے مقصد کی تکمیل میں خالق کے منشاء کو بروئے کار لانے والا نہ تھا۔

خالق چاہتا تھا کوئی اس کی تخلیق کو سمجھے۔ اس سے لطف اندوز ہو۔ اس کی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

داد دے۔ اسے کام میں لایا جائے۔ تخلیق کی سمجھ اسے خالق تک پہنچائے۔ وہ خالق کا رازدان ہو جائے اور رازدان ہو کر اس کا قدردان ہو۔ پھر خالق سے محبت کرے اور اس کی محبت کا حق ادا کرے۔ ع

ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خود بیں (غالبؔ)

چنانچہ آدم علیہ السلام کی پیدائش عمل میں آئی۔ پھر آدم علیہ السلام کو قلب جیسا انمول تحفہ ملا جس میں فکر کی گہرائی اور احساس کی گہرائی دونوں رکھ دیں اس سے انسان حق تعالیٰ کو، جو لا محدود ہیں' اتھاہ محبت اور بلند فکر سے اپنی معرفت کی گرفت میں لا سکتا ہے۔

آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ویرانۂ کائنات میں بہار آ گئی کیونکہ حسنِ مُطلق کو پہچاننے والا آ موجود ہوا تھا۔ آدم علیہ السلام کے بعد نوح علیہ السلام آئے' ابراہیم علیہ السلام آئے' موسیٰ علیہ السلام آئے' عیسیٰ علیہ السلام آئے پھر وہ آیا جو مقصودِ کائنات تھا۔ جس کا تصور تخلیقِ کائنات سے پہلے خالق کے ذہن میں تھا۔ ہاں وہ آیا اور اپنی تمام تر زیبائیوں اور رعنائیوں کے ساتھ آیا۔ نیابت بھی اس پر ختم ہوئی۔ رسالت بھی اس پر ختم ہوئی۔ معرفت بھی اس پر ختم ہوئی کیونکہ اس نے رسالت' نیابت اور معرفت سب کا حق ادا کر دیا۔

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایت اولیٰ تمہی تو ہو

(ظفر علی خان مرحوم)

ترا درد کے در سینہ پیچد
جہان رنگ و بو را آفریدی

(اقبال)

ترجمہ:۔ آپ کے سینے میں ایک شخصیت کا شوق اٹھ رہا تھا چنانچہ آپ نے یہ جہانِ رنگ و بُو پیدا فرمایا۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ

چھپا ہوا خزانہ

محترمہ سعیدہ خاتون

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس مخلوق کو محبت کے ساتھ پیدا کیا۔"

اس حدیثِ قدسی کی روحانی تشریح پیش خدمت ہے۔

زمانہ ازل میں جب کہ نہ زمین تھی نہ آسمان تھے۔ نہ شجر تھے نہ پہاڑ تھے۔ بس مرتبہ خالقیت پر اللہ جل شانہ وحدانیت کے عرش پر جلوہ افروز تھے' کون جانتا ہے روح محمدی ﷺ نے عرش کے گرد کتنے طواف کئے۔ لازمانیت اور لامکانیت کی تحریریں صفت تدلیٰ میں ہیں۔ عرش کے ہر طواف پر خالق کا ذہن روح محمدی ﷺ کو منتقل ہوا۔ تاکہ روح محمدی ﷺ کے اندر چھپے ہوئے خزانوں سے نفس محمدی ﷺ واقف ہو جائے۔ نفس محمدی ﷺ اپنی ذات کے اندر تہہ در تہہ نور سے واقف ہو گیا۔ نگاہ احمدی ﷺ نے جب اپنے نور میں دیکھا تو نور کے ہر ذرے پر اسے اللہ کا نام دکھائی دیا۔ نگاہ نے اپنے نفس کو پہچان کر اپنے رب کو پہچان لیا۔ ذات محمدی ﷺ نور حق کا آئینہ بن گئی۔ آئینے کے بالمقابل نگاہ آئینے کے عکس کو دیکھتی ہے آئینے کو نہیں۔ نگاہ محمدی ﷺ نے اپنے نفس کی نفی کر کے بندگی کی معراج کو پا لیا۔

ادراک کا ہر نقطہ لازمانیت کی کوئی نہ کوئی کسر ہے۔ جس میں ازل کا وہ لمحہ بند ہے۔ جس لمحے میں اللہ اور روح کا ساتھ تھا۔ ساری کائنات ایک نفس ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "ہم نے نفس واحدہ سے تم کو بنایا۔" حدیث قدسی ہے۔ کہ "اے محمد ﷺ آپ ﷺ نہ ہوتے تو کائنات کا وجود نہ ہوتا۔" کائنات کی ہر صورت روح محمدی ﷺ کا ایک ادراک ہے۔ جو لامحدودیت سے محدودیت میں آ کر اپنی پہچان کراتا ہے۔ کائنات کی تمام حرکات اللہ تعالیٰ کے ارادے کے تابع ہے۔ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ "

مراد" ہے۔ نفس محمدی ﷺ "مرید" ہے۔ مراد کا تفکر اللہ کا تفکر ہے۔ جس کی تکمیل مراد کے ذریعے سے ہے یہ بات سیدنا حضور ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کی تشریح ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میری تربیت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔"

کائنات کی تخلیق کے پس پردہ اللہ تعالیٰ کا خود اپنی ذات کو پہچانے جانے کا تفکر کام کر رہا ہے۔ کائنات اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظاہرہ ہے۔ جو کائنات کے نقطہ وحدانی کی صفات ہیں۔ کائنات کے نقطہ وحدانی کا شعور حقیقت محمدی ﷺ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا ہے۔ نقطہ وحدانی کا یہ شعور کائنات کے ذرے ذرے میں کام کر رہا ہے۔ ہر ذرہ اپنے آپ کو پہچانے جانے کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ہر شے کو جوڑا جوڑا بنایا ہے۔ ہر شے کے اندر پہچانے جانے کا تفکر ہی شے کو دو رخوں میں تقسیم کرتا ہے۔ کیونکہ ایک رخ سے تفکر کی تکمیل نہیں ہوتی۔ تفکر کا ایک رخ وہ کردار ہے جو پہچانا جا رہا ہے۔ تفکر کا دوسرا رخ پہلے رخ کو پہچاننے کا کردار ادا کر رہا ہے۔ نقطہ وحدانی یا حقیقت محمدی ﷺ کا دماغ عالم امر ہے اور عالم امر کا تفکر انہی دو بنیادی حقیقتوں پر کام کر رہا ہے۔ نقطہ وحدانی یا کائنات کا نقطہ اللہ تعالیٰ کی تجلی ہے۔ تجلی کی صفات اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں علیم ہے۔ انسانی روح جو امر ربی ہے اسے صفت علیم کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے نسبت حاصل ہے۔ اسی نسبت کے تحت آدم کو اسمائے الٰہیہ کے علوم عطا کئے گئے۔ اسمائے الٰہیہ کے علوم کا نقش حقیقت محمدی ﷺ ہے۔ یہ نقش تجلی ذات کے باطن میں ہے۔ مہر نبوت ﷺ اسی نقش کا عکس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس چھپے ہوئے خزانہ کا ذکر فرمایا ہے وہ خزانہ تجلی ذات کے باطن میں حقیقت محمدی ﷺ کا نقش ہے۔ اللہ پاک کی نظر تجلی کے ظاہر باطن کا احاطہ کرتی ہے اور وہ اپنی ذات و صفات میں علیم ہے۔ اس کا علم قدیم ہے اور حادث ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تجلی کے باطن میں حقیقت محمدی ﷺ کا نقش ہمیشہ سے تھا ہے اور رہے گا۔ مگر اس حقیقت کا علم سوائے اللہ کے کسی اور کو نہ تھا۔ کسی اور سے مراد خود حقیقت محمدی ﷺ کا نقش ہے۔ جب اللہ پاک نے چاہا کہ حقیقت محمدی ﷺ خود اپنی ذات سے واقف ہو جائے کہ وہ تجلی کا جمال ہے۔ جیسے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہیرے کی چمک ہیرے کا جمال ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدی ﷺ کے اس نقش میں اپنی روح پھونکی۔ روح تجلی کے نقش حقیقت محمدی ﷺ کا شعور ہے۔ حقیقت محمدی ﷺ کا شعور تجلی ذات کا شعور ہے۔ جو حقیقت الٰہیہ کو ظاہر کرنے کے لئے پیدا کیا گیا۔

حقیقت محمدی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اس ساڑھے گیارہ ہزار صفات کے ساتھ پہچانا۔ تمام پیغمبران علیہم السلام حقیقت محمدی ﷺ کے مختلف زاویے ہیں۔ اس بات کو آسان لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ حقیقت محمدی ﷺ وہ نظر ہے جس نظر نے اللہ تعالیٰ کو ساڑھے گیارہ ہزار صفات کے ساتھ دیکھا۔ باقی تمام پیغمبران علیہم السلام حقیقت محمدی ﷺ کی نظر کے مختلف زاویے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام پیغمبران علیہم السلام براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اسمائے الٰہیہ کے علوم حقیقت محمدی ﷺ میں روح پھونکنے کے علوم ہیں۔ جس کا آغاز زمانہ ازل ہے' قرآن میں اس حقیقت کی "الم" کے حروف سے نشاندہی کی گئی ہے اور اس کی وضاحت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کلمے سے کی گئی ہے۔ "لا" انوار وہ حقیقت ہے جو چھپا ہوا خزانہ تھا۔ جس سے اللہ ہمیشہ سے واقف تھا مگر یہ حقیقت ناقابل تذکرہ تھی۔ یعنی اس کا ذکر نہ تھا۔ اسے ہم اندھیرے سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ یہ اندھیرا یعنی "لا" کے انوار' کائنات کا لاشعور ہے۔ "لا" کے انوار تجلی ذات ہیں۔ ان انوار میں تجلی کا جمال وہ حقیقت ہے جس کے ظاہر کرنے کا ارادہ کیا گیا اور "لا" کے انوار "الا" میں بدل گئے۔ "الا" کے انوار الف انوار ہیں جو کائنات کی بنیاد ہیں اور یہی انوار کائنات کا ازلی شعور ہیں۔ الا یا الف انوار کو ہم اجالے سے تعبیر کرتے ہیں۔ "لا" اور "الا" کے درمیان حقیقت محمدی ﷺ کا ظہور ہے۔ جو حقیقت الٰہیہ کو ظاہر کرنے کے لئے پیدا کیا گیا۔ محمد رسول اللہ ﷺ وہ ذات اقدس ہے جو اللہ تعالیٰ کی ساڑھے گیارہ ہزار صفات کا مجموعہ ہے۔ ہر صفت تخلیقی صلاحیت ہے۔ روح ان تخلیقی صلاحیتوں کو استعمال کرتی ہے اور کائنات وجود میں آتی ہے۔

"لا" انوار کا "الا" میں تبدیل ہونا بغیر کسی وسائل و اسباب کے ہے۔ لامحدودیت

Marfat.com

Marfat.com

میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ داخل ہو کر لامحدودیت میں پھیلی ہوئی تجلیات کو تشکیلی صورت بخشتا ہے۔ یہ تشکیلی صورتیں اسمائے الٰہیہ ہیں۔ جن کی روشنیوں کے مجموعہ کی صورت روح محمدی ﷺ ہے۔ زمانہ ازل کا آغاز وہاں سے ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے چھپے ہوئے خزانے کو ظاہر کرنے کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے اس فکر کی روشنی کو "کُن" کی تحریکی قوت حاصل ہوئی اور فکر کے اجزائے اسمائے الٰہیہ کی صورت میں کائنات کے اجزاء بن کر ظاہر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے امر نے کائنات کی تخلیقی فکر کو ایک مجموعی صورت بخش دی۔ تجلی ذات کا یہ نقش روح اعظم یا حقیقت محمدی ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات شکل و صورت اور نقش و نگار سے پاک ہے۔ تجلی ذات کا شعور روح اعظم کا ازلی شعور ہے۔ اس ازلی شعور کی ظاہری صورت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ روح اعظم کا شعور اللہ تعالیٰ کا امر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا امر اس کا ارادہ ہے۔ ارادہ تخلیقی قوت و صفت کا حامل ہے۔ کائنات کے علم کی تجلیات و انوار روح اعظم کے باطن سے گزر کر لوح محفوظ کی زینت بنتے ہیں اور لوح محفوظ سے نیچے اتر کر تمام عالمین سے گزرتے ہوئے زمین پر اپنا مظاہرہ کرتے ہیں۔

مظاہر کائنات کی بنیاد روح اعظم کا ازلی شعور ہے جو اللہ تعالیٰ کی خود اپنی ذات میں پہچانے جانے کی فکر کی تکمیل کے لئے اور حکم خداوندی کی تعمیل کے لئے کائنات کے ذرے ذرے میں رحمت بن کر دور کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی نسبت سے انسانوں کو روح اعظم کے علوم عطا کئے ہیں۔ جب کسی بندے کے اندر ازلی شعور متحرک ہو جاتا ہے تو وہ اپنے مقصد حیات سے باخبر ہو جاتا ہے اور اپنی سکت کے مطابق حقیقت کو پہچان لیتا ہے۔ یہ پہچان بحیثیت جز کے ہے۔ بحیثیت کُل کے نہیں ہے۔ حقیقت اللہ ہے اور اللہ لامحدود ہے۔ لامحدودیت کا احاطہ کوئی آنکھ نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ بندے کا حقیقت کو پہچاننا خود اپنے زاویہ نگاہ و فکر کے احاطے میں حقیقت کا اعتراف ہے۔ حقیقت کو دیکھنے والی نگاہ روح اعظم کی آنکھ ہے۔ اس نگاہ کی انتہائی سکت مقام محمود ہے۔ مقام محمود پر حضور پاک ﷺ نے پہنچ کر جس طرح اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو دیکھا۔ اس کا بیان قرآن میں موجود ہے۔ روح اعظم کی آنکھ اللہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ کو تجلی ذات کے حجاب میں دیکھتی ہے۔ تجلی ذات کے حجاب میں ذات خداوندی کا مشاہدہ کرنا ازلی شعور ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اس مقام پر فکر کے اندر سے کائناتی Dimension نکل جاتے ہیں۔ جب کائناتی Dimension ذہن سے نکل جاتے ہیں تو تجلی سامنے سے آتی ہے۔ اسی فعل کو اپنی نفی کرنا کہا گیا ہے۔ اپنی نفی کرنا ساری کائنات کی نفی کرنا ہے۔ روح اعظم کا ذہن وہ ہے جس کا تعلق براہ راست ذات سے ہے۔ روح اعظم کی نظر ہر شئے کو تجلی ذات میں دیکھتی ہے۔ تجلی ذات میں کائنات تجلی کے نقطے کی صورت ہے۔ پس روح اعظم کی آنکھ صرف تجلی ذات کو دیکھتی ہے۔ کائنات کی اشیاء کو نہیں دیکھتی۔ جیسے سورج کی روشنی میں سارا آسمان چاند ستاروں سے خالی دکھائی دیتا ہے پس ہم سورج کی روشنی میں چاند ستاروں کی نفی کر دیتے ہیں کہ چاند ستارے ہیں ہی نہیں۔ روح اعظم خود تجلی ذات کی تشکیلی صورت ہے۔

جب کسی بندے میں روح اعظم کا شعور بیدار ہوتا ہے تو وہ اپنے ہی نقطہ ذات کی تجلی کے نور کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کے ذہن سے کائناتی ڈائی مینشن نکل جاتے ہیں۔ اس نور میں ذات کا تفکر ذات خالق کی حیثیت سے ہے یعنی اللہ ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لمحے انسان کا شعور مکمل طور پر تجلی کے نور سے سیراب ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا کامل یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی فکر میں ایمان یا یقین کا دوسرا رخ نہیں ہے۔ یعنی کفر نہیں ہے۔ کیونکہ روح اعظم کی ہر فکر تجلی کا نقطہ ہے۔ جو یقین ہے۔ کفر وہ فکر ہے جو تجلی کی روشنی سے خالی ہے۔ ان خلاؤں کا گزر اگر حقیقت محمدی ﷺ کے اندر نہیں ہے تو پھر کہاں ہے۔ کیونکہ خود حضور پاک ﷺ نے فرمایا ہے "کہ میری صورت میں شیطان نہیں آ سکتا۔" روح اعظم کی فکر کی روشنی میں جب اللہ تعالیٰ کے حکم کی تجلی شامل ہو جاتی ہے تو روح اعظم کی تجلی کا دوسرا دائرہ تخلیق ہوتا ہے۔ یہ دوسرا دائرہ روح انسانی ہے۔ جس میں انسان کی نظر کائنات کی ہر شئے کو روح کی صورت میں دیکھتی ہے اور جب روحیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر حرکت کرتی ہیں تو نگاہ کا تیسرا دائرہ تخلیق ہوتا ہے۔ جو روح حیوانی کا دائرہ ہے۔ حرکت انرجی

Marfat.com
Marfat.com

کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ یہ انرجی روح اعظم کی تجلی کی روشنی سے روح حیوانی کو حاصل ہوتی ہے روح اعظم کی تجلی اجسام کے اندر منفی طور پر کام کرتی ہے۔ اگر انسان اپنے اندر کام کرنے والے نور سے واقف نہ ہو اور صرف جسمانی حرکات کو ہی زندگی کا حاصل سمجھ لے تو روح حیوانی کی تمام تر توجہ صرف دنیاوی زندگی کی حرکات کی طرف ہو جاتی ہیں اور آدمی دنیا میں مگن ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں روح کی نظر جب اپنے جسم پر پڑتی ہے تو روح حیوانی کی فکر کے اندر نور کی بجائے دنیاوی روشنیوں کا ذخیرہ دیکھتی ہے۔ جس کی وجہ سے آدمی کا شعور اسے منفی انکار کے معنی پہناتا ہے۔ کفر' جھوٹ' منفی خیالات سب کے سب اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ آدمی کے شعور و ارادے میں نور کی مقداریں خطرناک حد تک کم ہو چکی ہیں۔ نور کی انرجی کم ہونے کی وجہ سے آدمی کا شعور کمزور اور ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اگر یہ کمزور حد سے بڑھ جائے تو روح حیوانی کی ناسوتی روشنیاں نور کا غلاف بن کر لاشعور اور شعور کے درمیان رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے روح اعظم کی جانب سے نور اور روح انسانی کی جانب سے ہدایت نہیں پہنچتی اور نظر چھپے ہوئے خزانوں کو دیکھنے کی بجائے کائنات میں مادی اجسام کو چلتے پھرتے دیکھتی ہے۔

نظر اللہ کی صفت ہے۔ اللہ کی ہر صفت نور ہے۔ اللہ کی فکر کائنات میں چھپا ہوا خزانہ حقیقت محمدی ﷺ کا نور ہے۔ اللہ کی نظر روح اعظم کے ذریعے کائنات کے دائرے میں سفر کرتی ہے اور کائنات کے جس ذرے کو اپنے نور سے خالی دیکھتی ہے وہاں سے پلٹ آتی ہے۔ نظر کی روشنی کے تنزل اور صعود کا مرکزی نقطہ روح کا وہ نہیں ہے جس سے وہ اس عالم کو دیکھتی ہے۔ اگر اس نقطے میں نورانی روشنیاں غالب ہیں تو آدمی کی نگاہ نورانی روشنی میں کائنات کا مشاہدہ کرتی ہے اور اگر مادی روشنیاں غالب ہیں تو مادی روشنی میں کائنات کا مشاہدہ کرتی ہے۔

مادی روشنیوں کی Wave length عالم ناسوت ہے۔ نورانی روشنیوں کی Wave length عالم ملکوت ہے اور تجلی کی نگاہ کی Wave length عالم جبروت و عالم لاہوت ہے۔ حضور پاک ﷺ کی نظر چاروں عالمین میں بیک وقت دیکھتی ہے۔ اسی

Marfat.com

لئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے رحمت للعالمین کہا ہے۔ روح کی نظر جس عالم میں پہنچتی ہے اسی عالم میں انسان اپنے آپ کو موجود جانتا ہے۔

روح کی نظر میں کائنات کے تمام نقش و نگار موجود ہیں۔ روح کی نظر کے ساتھ ساتھ نظر کی روشنی میں موجود نقش و نگار بھی اس عالم میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس طرح روح کی نظر کائنات کو دیکھ رہی ہے۔ روح اعظم کی نگاہ میں ازل سے ابد تک کے تمام اجزاء موجود ہیں۔ اسی مناسبت سے روح محمدی ﷺ کی نظر ساری کائنات کو دیکھتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی نظر بھی کائنات میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا اور تجلیات کے عالمین کا مشاہدہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ایک ایسا اعجاز ہے۔ جس کی عظمت و بزرگی کو سوائے اللہ جل شانہ کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔ اللہ کی نظر ہی حقیقت محمدی ﷺ کے چھپے ہوئے خزانے کو دیکھ سکتی ہے اور ان کی صحیح عظمت کو پہچان سکتی ہے۔ بنی نوع انسان کے لئے سب سے بڑی رحمت یہ ہے کہ رحمت للعالمین نے اسے بشری نسل سے چنا ہے۔ بشری نسل میں رحمت اللعالمین کا ذہن براہ راست منتقل ہو رہا ہے۔ اگر نسل انسانی پیغمبرانہ صفات کو اپنا لے تو رحمت للعالمین کی رحمت سے خود اپنے اندر چھپے ہوئے خزانوں سے واقفیت حاصل کر لے گی۔

(بشکریہ "روحانی ڈائجسٹ)

Marfat.com

Marfat.com

نورِ اوّل

قرآن پاک میں سیدنا حضور ﷺ کو کئی جگہ "نور" کہا گیا ہے۔ اسی طرح ایک حدیثِ مبارکہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا نور تخلیق فرمایا اور اسی نور کی تقسیم در تقسیم سے افرادِ کائنات کو زندگی فیڈ ہو رہی ہے۔

(تحریر: محترمہ رخسانہ کوثر)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ "اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔" یعنی اللہ کا نور تمام آسمانوں اور زمین پر محیط ہے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بھی نور فرمایا۔ سورہ المائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اللہ کی طرف سے آیا نور اور کتابِ مبین۔" سورہ تغابن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "اس نور پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا ہے۔"

سورہ نساء میں ہے "اے لوگو تمہارے پاس خدا کی طرف سے دلیل آ چکی۔ ہم نے تمہاری طرف وہ نور اتارا جو ہر چیز کو روشن کرتا ہے۔" سورہ احزاب میں ہے "اے نبی ہم نے تم کو بھیجا بتانے والا، خوش خبری سنانے والا، چوکنا کرنے والا خدا کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر۔"

ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے حضور ﷺ کا تعارف نور اور روشن چراغ کی حیثیت سے کرایا ہے۔ نور کی مزید تشریح سے قبل ایک حدیث مبارکہ پر غور کرتے ہیں۔ "حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی مشہور حدیث ہے۔ جسے تمام فقہاء نے مستند مانا ہے۔ یہ بہت طویل حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے جابر بے شک سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا پھر اس نور کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا پھر اس کی مزید تقسیم در تقسیم

سے یہ مخلوقات وجود میں آئیں۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق نور آسمانوں اور زمینوں کو زندگی فیڈ کر رہا ہے۔ یہی نور مخلوقات کا چراغِ حیات ہے۔ اس نور کا منبع و مصدر سیدنا حضور ﷺ کا نور ہے۔ اس بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری

(میں اللہ کا نور ہوں اور تمام خلق میرے نور سے پیدا ہوئی ہے۔)

کائنات کا تخلیقی فارمولا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب کائنات بنانے کا ارادہ فرمایا تو کہا "کُن" اس کے ساتھ ہی دو صفات بنیں جن کی وجہ سے پوری کائنات تخلیق ہوئی۔ ایک رحمان اور دوسری رحیم۔ رحمان کی صفت کے زیرِ اثر تکوینی نظام تخلیق ہوا اور اس نظام کو زندگی رحیم کی بدولت ملی۔ ان دونوں صفات کے ساتھ ہی اگلے مرحلے میں ساڑھے گیارہ ہزار صفات مزید تخلیق ہوئیں اور ان صفات سے تمام کائنات اور افرادِ کائنات تخلیق ہوئی۔ لیکن ان سب کی بنیاد دو ہی صفات ہیں جو بسم اللہ شریف میں بیان ہوئی ہیں۔ رحیم حضرت محمد ﷺ کی صفت ہے۔ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (ترجمہ۔ یعنی آپ مومنوں پر رؤف اور رحیم ہیں۔)

اس حوالہ سے شیخ محی الدین ابن عربی "فتوحاتِ مکیہ" میں فرماتے ہیں۔ "رحیم کے ساتھ کمال وجود ہے اور رحیم کے ساتھ بسم اللہ پوری ہو گئی اور اس کے ساتھ خلق و ابداع (ایجادات) کا عالم پورا ہو گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ وجود عالم کا عقلاً اور نفساً مبتداء ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ اس میں وجود باطن کی ابتداء ہوئی اور اس کے ساتھ عالم تخلیط یعنی عالم منقوش میں ظاہر کا مقام اختتام پذیر ہو گیا۔"

اسی کتاب میں ایک جگہ شیخ عربی لکھتے ہیں۔

اگر عالم میں انسان کامل ﷺ کا وجود نہ ہوتا جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر ہے تو اللہ

Marfat.com

کے علم کا مقصد حاصل نہ ہوتا' اس سے میری مراد وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا' میں نے چاہا کے پہچانا جاؤں اس لئے محبت کے ساتھ خلق کو پیدا کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کامل کو شیئت وجودی کا لباس پہنایا تو اس کے ظہور سے خزانہ ظاہر ہو گیا۔"

حضرت عبدالکریم جیلی نے اپنی کتاب "ناموس اعظم" کے دسویں جز میں سیدنا حضور ﷺ کی روحانی تکوینی حیثیت کو اس طرح بیان کیا ہے۔ "آنحضرت ﷺ اللہ اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ تمام حقیقتوں کی حقیقت ہیں۔ پس آپ اللہ اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور سے موجود ہوئے ہیں اور مخلوقات آپ ﷺ کے نور سے پیدا ہوئی ہے۔ پس آنحضرت ﷺ صورت و معنی اور حکم و عین دونوں جہتوں سے اور دونوں وصف کے ساتھ موصوف ہیں۔"

اسی بناء پر آپ ﷺ کو نورِ اول اور باعثِ تخلیقِ کائنات کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ ہی کی بدولت کائنات میں چراغِ حیات روشن ہے۔ آپ ﷺ کی رحمت مخلوقات میں زندگی بن کر دوڑ رہی ہے۔ اس کو چند مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے جو گو کہ نہایت ناقص ہیں لیکن ذہن کو کسی قدر نیا زاویہ دیتی ہے۔

جب ہم ایک پودے کی نشوونما پر غور کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اسے اپنی نمو کے لئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ پانی مٹی سے جذب کرتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ پانی کے وسیلے کے بغیر نہ تو پودا مٹی سے اپنی غذائی ضروریات پوری کر سکتا ہے اور نہ ہی جنم لے سکتا ہے۔ پانی ہی ہے جو پودے کی ہر شاخ' ہر پتے اور اس کی رگ رگ میں پہنچتا ہے اور ہر حصہ کو زندگی و توانائی عطا کرتا ہے۔ اگر کسی بھی حصہ میں اس کی سپلائی بند ہو جائے تو وہ خشک ہو کر جھڑ جاتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ پانی نہ صرف پودے کی ساخت کی نشوونما بلکہ اس کی زندگی کے لئے ناگزیر ہے۔

ایک مثال بجلی کے نظام سے دی جا سکتی ہے۔ مختلف تقریبات میں روشنی کے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

قمقموں کی جھالریں لگائی جاتی ہیں۔ یہ قمقمے کئی رنگوں کے ہوتے ہیں۔ جب بجلی کی رو تاروں میں سے گزرتی ہے تو ہر قمقمہ کو روشن کر دیتی ہے۔ بعض اوقات چند قمقمے روشن نہیں ہو پاتے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہاں کرنٹ کا بہاؤ نہیں ہو پاتا۔ یعنی کرنٹ کا بہاؤ قمقموں کی تابانی کا سبب ہے یا یہی اس کی زندگی ہے۔

جس طرح پودے کی زندگی پانی سے اور بجلی کے قمقموں کی زندگی کرنٹ سے وابستہ ہے۔ اسی طرح تمام موجودات کی لائف انرجی نور ہے جس کا مبداء نور اول ﷺ ہیں کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اللہ نے سب سے پہلے میرا نور تخلیق کیا پھر اس نور سے دوسری مخلوقات پیدا ہوئیں۔" الغرض ہر شے میں پوشیدہ توانائی کی بنیاد یا پھر اس کے پس پردہ نور اول ہی کی کائناتی انرجی ہے۔ اور یہی کائناتی انرجی کائناتی اجسام کے وجود اور ان کی حرکات کی ذمہ دار ہے۔

اگر کسی شے کو انرجی ملنا بند ہو جائے تو اس کا وجود ختم ہو جائے گا۔ مثلاً اگر پودے کو لائف انرجی کی شکلیں پانی اور غذائی اجزاء ملنا بند ہو جائیں تو وہ سوکھ کر ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح انسان کو لائف انرجی کی سپلائی رک جائے تو اس کا مادی جسم ختم ہو جائے گا۔

المختصر یہ کہ نور اول ہی وہ کائناتی انرجی ہے جو تمام کائنات کے بنیادی اجزاء پر مشتمل ہے اور ہر قسم کے مظاہرات کے پس منظر میں نور اول کی کائناتی انرجی ہی کار فرما ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نور کی تقسیم کا جو ذکر ہے۔ اس سے یہ غلط فہمی نہیں ہونا چاہیے کہ وہ نور تقسیم ہو کر کئی ٹکروں میں بٹ گیا ہے۔ اس بات کو اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ سورج اپنی جگہ روشن ہے۔ اس کی روشنی ہمیں مختلف اشکال میں نظر آ سکتی ہے۔ مثلاً کسی کمرے میں اگر کئی اشکال کے روشن دان بنا دیے جائیں تو سورج کی روشنی کمرے میں مختلف اشکال میں نظر آئے گی۔ اگر روشن دان مربع ہے تو روشنی بھی مربع ہو گی گول، مثلث یا مستطیل اشکال کے روشن دانوں میں

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

سے ہمیں روشنی انہی مختلف اشکال کی نظر آئے گی۔ درختوں کے نیچے چھن کر آنے والی روشنی قطعی مختلف ہو گی۔ اس کا یہ مطلب قطعی نہیں کہ سورج کی روشنی مختلف حصوں میں تقسیم ہو گئی۔

دوسری مثال اس طرح دی جا سکتی ہے کہ کسی بلب پر ایک اس طرح کا کاغذی گلوب چڑھا دیا جائے جس پر ہر سمت میں مختلف شکلیں کاٹ کر بنائی گئی ہوں' پھول پتیاں یا مختلف جانوروں کی شکلیں اس میں تراش دی گئی ہوں۔ اب بلب سے جو روشنی نکلے گی وہ اسی شکل میں دکھائی دے گی۔ جیسے تراشے اس پر لگے ہوں۔ مثلاً کہیں پھول کی شکل نظر آئے گی کہیں جانوروں کی شکل میں۔ یعنی روشنی کا مبداء ایک ہی ہے۔ یہ روشنی جب کسی شکل کے پس منظر میں جاتی ہے تو اس شئے میں حرکت شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نور اول بھی جب ظاہر ہوا تو وہ نور ٹکڑے ہو کر نہیں آیا بلکہ وہی نور ہے جو اپنی جگہ جلوہ گر ہے۔ اسی نور کی شعاعیں یا تابانی تمام عالم کو منور کئے ہوئے ہے اور وہی نور مختلف اشکال میں یا مختلف شاخوں میں آشکارا ہے۔

حضور ﷺ کی نورانی حیثیت پر کئی بزرگان دین نے تبادلہ خیال کیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی "مدارج النبوت" میں رقم طراز ہیں۔

"حضور ﷺ کا ہر مقام اعلیٰ میں مقام نزول سے اکمل و اتم ظہور ہوتا ہے اور ہر ظہور میں اسی کے مطابق خاص جلالت اور ہیبت و اسرار ہیں۔ یہاں تک کہ ایک جگہ تو بالکل ہی تنہا ہے جہاں کسی نبی و ولی کی استطاعت بھی نہیں۔ حضور ﷺ کے اس قول کے یہی معنی ہیں۔ "میرا ایک وقت اللہ کے ساتھ ہے جہاں کسی فرشتے کی رسائی ہے نہ نبی و مرسل کی۔"

حضرت امام جلال الدین سیوطی اپنی کتاب "انیس الجلیس" میں رقم طراز ہیں "حضور ﷺ دو چیزوں سے مرکب ہیں۔ ایک بشریت اور دوسری ملکیت (نورانیت)۔ چنانچہ زمین پر آپ بشر کے ساتھ ہیں' ہوا میں پرندوں کے ساتھ' آسمانوں میں ملائکہ کے ساتھ۔ یہاں تک کہ ملائکہ سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ ہم ہی میں سے ہیں اور کہتے ہیں کہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

آپ ﷺ ہماری جنس سے ہیں اور پرند کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ہماری جنس سے ہیں اور بشر کہتے ہیں کہ نہیں وہ ہماری جنس سے ہیں۔"

یہ بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ حضور ﷺ نور اول کی حیثیت سے ہر نوع میں موجود ہیں جب کہ بشری پیراہن میں انسانوں کے درمیان رہے۔ "تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن" کے مولف شیخ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"ایسا شخص خواہش سے کب بول سکتا ہے جس میں خواہش کی علت ہی نہ ہو۔ آپ ﷺ خلقت کی آمیزش سے پاک اور انوار حقیقت سے منور ہیں۔ آپ ﷺ کا کلام، کلام حق اور آپ ﷺ کا دل تجلیات حق کا میدان ہے۔ پس اس پر خطرات شیطانی اور ہوائے نفسانی کب جاری ہو سکتے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی نظر حفاظت اور حسن رعایت میں محفوظ ہیں۔ جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا ہے وہ وحی الٰہی اور اس کا کلام، اشارات الٰہی اور اس کا الہام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عالم میں اپنے وجود کا چراغ اور بنی آدم میں اپنی بخشش کے انوار کا مجموعہ بنایا ہے۔ آپ ﷺ کدورات بشری سے پاک اور شہود احدیت کی طرف بلند ہونے والے اور جمال صمدیت کے ظاہر کرنے والے ہیں اور اپنی ہستی سے بالکلیہ فانی ہیں۔ آپ ﷺ میں حق کے لئے حق کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔" (ترجمہ تحقیق العارفین)

(بشکریہ روحانی ڈائجسٹ)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

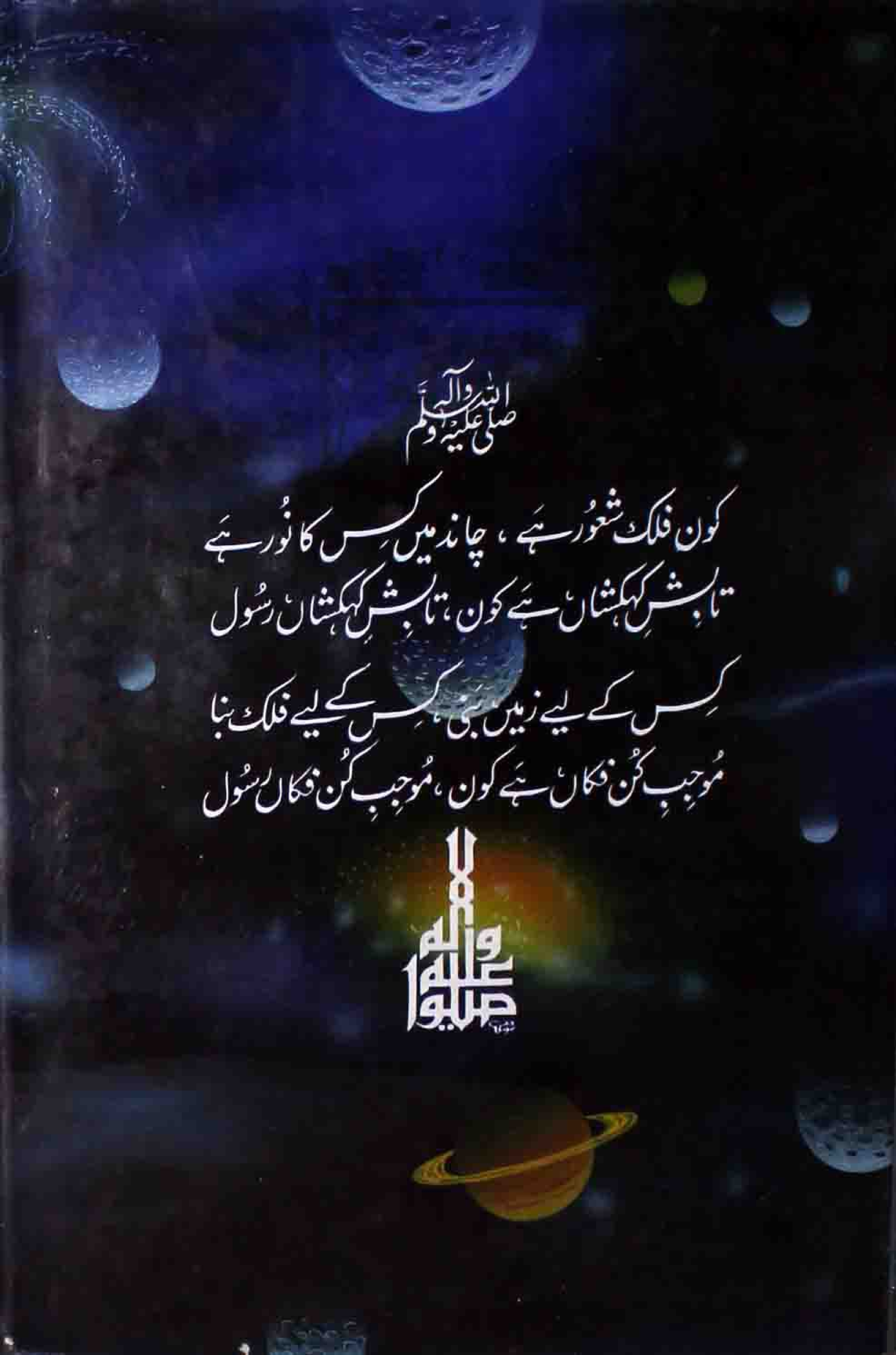
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کون فلک شعور ہے ، چاند میں کس کا نور ہے
تابشِ کہکشاں ہے کون ، تابشِ کہکشاں رسول
کس کے لیے زمیں بنی ، کس کے لیے فلک بنا
موجبِ کن فکاں ہے کون ، موجبِ کن فکاں رسول
صلوا علیہ وآلہ